

حضرت اہل سنت و اہل کتاب کو ضرور پکریں نہ غلط فہم فرمائیں

فتح مکارم و اعیان

امیر قندھار کے امیر سید علی محمد خان صاحب کتاب سید احمد علی آفندی

نجم الہدیٰ

مؤلف: امیر قندھار سید علی محمد خان صاحب کتاب سید احمد علی آفندی

در بیان فضائل و مناقب

حضرت اہل سنت و اہل کتاب کو ضرور پکریں نہ غلط فہم فرمائیں۔
میں نے اس کتاب کو سید احمد علی آفندی سے منسوب کیا ہے۔



اعلان: قندھار سید علی محمد خان صاحب کتاب سید احمد علی آفندی

۲۹۷
۱۳۰۱۶

۱۳۰۱۶

M.A. LIBRARY, A.M.U.

U63016

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

URDU ST

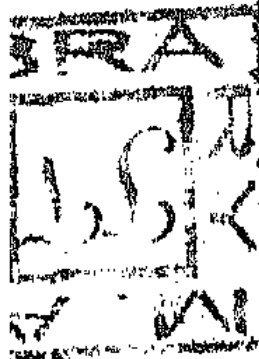
الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خير خلقه محمد بن عبد الله
 المرسلين وآخيه ووصيه وخليفته بإذ فضل وإله الطاهرين
 إلى يوم الدين بنده المذنب سيد نجم الدين حسين ابن المرحوم شيخنا محمد باقر
 قصب جاليس ضلع رائے پور علی اورہ غریب میں رہتے ہوئے سیدنا سیدنا علی بن ابی طالب
 انساب میں ایمان والو فرما کر خطاب کیا ہو اور جو حق و ناحق میں تمیز کرنے والے اور کھڑا کھرا
 پرکھنے والے ہیں عرض کرتا ہوں فی زمانہ ایک مختصر رسالہ سنی: اسرار الہدیٰ جس کے
 مصنف و مولف سید جوہر علی ولد اسماعیل ساکن قصبہ جالپوٹی شہر طابریک کے ہیں طبع ہو کر شائع
 ہوا ہے اتفاقاً میں نے بھی اس رسالہ کو دیکھا اس میں عجیب طرح کے مسائل اور طالب آیات
 و حدیث کے انوکھے معنی لکھوئے مقاصد درج ہیں جسے معلوم ہوتا ہے کہ بیشک یہ اسرار
 منہانی مصنف ہی کے سینہ پرکھتے ہیں مثنویوں و کتبوں پر ہونے کے قابل تھے حکو اب شیر

بہر بعد ظاہر کرنے کی ضرورت سمجھی گئی۔ مگر جانگیر خان شکوہ آبادی کا بھی نصرت پانا جانا
ہر جس کا خود صنعت کو اقرار ہے کہ یہ کارسیران کی معاونت سے انجام کو پہنچا خیر
کوئی معاون ہو ہم تو جوہری کی تصنیف سمجھیں گے اور وہی ہمارے مخاطب ہونگے۔

سیان جوہر صاحب برائے مائے سید اور علی کا لفظ آپ کے نام سے علاحدہ کپ
گیا ہے چھ چھ ہجائیں ہیں پہلا قول شہور یہ ہے کہ سید سنی نباشد اور
آپ شیعہ سے سنی ہو گئے تو سیدی کجا۔ دوسرے شیعوں کو آپ نے جہانتک زبان
نے یاری دی لعن و طعن ناسزا لایق الفاظ سے یاد کیا ہے پس اگر سیر قیاس صحیح ہے
تو آپ کے والد ماجد یا سولی بشرف اہل شیعہ ہونگے۔

حدیث صحیح مقبولہ اہل سنت میں وارد ہے جس نے اپنے مان باپ کو ناسزا
کہا گالیان دین اس پر خدا کی لعنت ہے۔ پس آپ نے شیعوں میں اپنے مان باپ
یا آقا کو ستھنے انہیں کیا اور عموماً سب کو مورد لعن و طعن کیا جن میں آپ کے باپ بھی
میں تو صورت و آپ اس تحفہ کے مستحق ہوئے جو حدیث کے آخر فقرہ میں ہے اور کیا
عجب باپ نے بوجہ نا اہل ہونے کے آپ کو عاق بھی کر دیا ہو اسی لئے آپ نے اس رسالہ
میں ان کو باپ نہیں لکھا۔ خیر باپ نے تو یہ سمجھا کہ جرح حضرت نوح کا لڑکا نا اہل ہو کر گمراہ
ہوا اسی طرح ہمارا پوتہ کپوت کہ میں کانرہا۔

اور آپ نے محمد ابن ابی بکر کا طریقہ اختیار کیا کہ وہ اپنے باپ کو برا سمجھتے تھے اپنی بنیادی
ان سے ظاہر کرتے تھے حضرت ابو بکر نے ان کو اگرچہ چھوڑ دیا مگر حضرت علی نے اپنا بیٹا کرنا
خلیفہ صاحب اور خلیفہ زاوہ کی عزت رکھ لی کہ ان کو کوئی بے باپ کا نہ کہے مگر معلوم نہیں
آپ نے بھی کسی کو تجویز کیا ہے یا بھی تک ولایت پر وہ انتقام میں ہو علاوہ اس کے



کہ آپ نے دل کھول کر شیعوں کو ناسزا اور برا کرنا حضرت علیؑ کو بھی تو نہیں چھوڑا اور لفظی و
 لسانی سے جو دل میں تھانہ بن گیا اور لکھ مارا مثل اسیت کو خاک میں ملاسنے والی طرح
 خلافت میں اپنے بھائیوں کے دشمن کفر سے توبہ کرنے والے کھم تہت سے جبر است
 وغیرہ وغیرہ نقل کفر نباشد۔ بہلا آپ سے کوئی پوچھے کہ خلافت بلا فصل میں آپ حضرت
 علیؑ والو بیک کے حکم بنے ہیں یا حضرت علیؑ کے دشمن جانی اور ابوبکر کے دوست روحانی
 سنا طرہ کا سیحہ داب نہیں ہے نہ یہ طریقہ جو آپ نے اختیار کیا ہے۔ آپ نے جو حضرت
 علیؑ کو سخت اور سست کہا ہے یہ دو باتوں سے خالی نہیں اول آپ ناصبیوں کے
 فرستے میں شامل ہو گئے ہیں مگر کسی وجہ خاص سے سنت جماعت کا باریک برقع اپنے
 چہرہ پر ڈال رکھا ہے۔ مخبر صادق عالم علم لدنی علی ابن ابیطالب صلوٰۃ اللہ علیہ کے ایشا والاخیر
 عبیدی کو سنکر آپ کو خداوت پیدا ہوئی الحمد للہ کہ کلام امام حق کی صدا ہو گئی بالذبح عظام دنیاوی
 کسی امیر یا رئیس معاویہ شاہی سے ایسے ناسزا و ناروا الفاظ کہنے میں کچھ انعام و جاگیر کے
 طالب ہیں کیونکہ معاویہ شامی بھی تو خود حضرت علیؑ کو برا کرتا اور اپنے اعیان و انصار
 کو برا کہنے کی ترغیب و تحریص کرتا تھا اور اس کے صلہ میں انعام و جاگیر دیتا پس کیا
 عجب کہ اسی کی اولاد و احفاد میں کسی نے آپ سے فرمایش کی ہو مگر کیا خوب ہو تاکہ آپ
 اس زمانہ میں پیدا ہوئے ہوئے اور یہ تصنیف کرتے جو اس کام کے لئے خاص تھا تو
 بہت کچھ آپ کو کامیابی ہوئی مگر خیر اب بھی کچھ مل ہی رہے گا اگر کوئی امیر معاویہ شاہی
 مال دیتا سے منتفع کرے گا تو شیعوں کو بھی آپ کو ایک بہت بڑے انعام سے
 محروم نہ رکھنے جو آپ کو غالباً معلوم بھی ہوگا۔

اللہ اکبر ان افعال و اقوال کے بعد بھی آپ کو سید جوہر علیؑ کھلانے کا شوق

حضرت ابو آپ علیؑ کو چھوڑے اور سید کا نام نہ لیجئے کیونکہ علیؑ کے جوہر آپ کیوں ہونی لگے جبکہ ان کے جوہر ان کو آپ داغ بد نما لگانے والے اور رنگ آلودہ کرنے والے شہر سے تو ان سے اور آپ سے کیا واسطہ ہاں جنہر آپ نے روغنِ قاز ملکر خواہ مخواہ جو شہر دار کر دیا ہے ان کے جوہر کھلائے۔ پس جوہر عم و بکر زید خالہ جو زیادہ مرغوب ہوا اپنا نام رکھنے لگا یہ جوہر بکری آپ پسند کریں گے کیونکہ اس شخص پر آپ فریفتہ و دل داوہ ہیں اور سچ پوچھتے تو آپ کو خود ہی علیؑ کے ساتھ جوہر ملانا خوش نہ معلوم ہوتا ہوگا۔ رہا سید ہونا و علت سے خالی نہیں یا فاطمی یا علوی سو آپ نے علیؑ کو لائق خلافت ہی نہ سمجھا نہ کسی کام کا سرورین میں ان سے کوئی کام ہوا ہی نہیں بلکہ ہمیشہ بقول آپ کے اسنیت کو خاک میں ملانے والے شہرے۔ اور صدیق اکبر و فاروق اعظم و عیوب الدین یعنی ابو بکر نے دین جاری کیا اور رسالت محمدیؐ کی آبرورکھ لی۔ پھر ایسے آدمی کو کیوں آپ اپنا جد بنا دین ان کو نہ قبول کریں جو عیوب الدین تھے پس ان کو چھوڑیے ان کو لپٹے اجداد میں مضبوط پکڑیے چلے فقہہ تمام ہوا۔

بیان جوہر صاحب شیعہ سے سنی ہو گئے ہیں کوئی شخص خلافت کی باتہ ان سے سوال کرتا ہے اور وہ جواب دیتے ہیں جسے آپ نے رسالہ اسرار الہدیٰ کے نام سے موسوم کیا ہے۔

عذر ہم نے اس رسالہ میں حدیث کا ترجمہ اردو حوالہ سنت کی کتابوں میں لکھا ہے جسے بلا تغیر و تبدل الفاظ درج کیا ہے جسے شبہ ہو کتابوں میں دیکھ لے اور عربی عبارت کو چھوڑ دیا ہے فی زمانہ عوام کو اردو ہی سے زیادہ سنا سہت ہے اور سید ہی باتیں پسند کرتے ہیں عربی کا رواج بہت ہی کم ہو گیا ہے۔ نہ کوئی عربی پڑھتا ہے نہ سمجھتا ہے ہاں

عالم اور اہل علم سو ان کو جو ہر صاحب کی یافت علمی و قرآن و حدیث و تواتر بخیر سے بے بہرہ ہونا ظاہر ہو گیا ہو گا وہ ایسی پوچ و پچراتوں پر کب خیال کریں گے مگر عوام جب کو علم نہیں اور نہ حدیثوں سے واقفیت وہ البتہ شاید دھوکے میں پڑ جاویں لہذا انھیں کے سمجھنے اور راہ راست پانے کے لئے کچھ جوابات لکھے گئے ہیں۔ اور بہ سنا سببت ہم بخم الحمد للہ سے اس رسالہ کو موسوم کیا ہے۔

سائل آپ سے پوچھتا ہے خلافت کے بارہ میں کون حدیث صحیح اور مفصل ہے یا نہیں اگر تو کو کسی اور کہان ہو۔

آپ جواب میں فرماتے ہیں ترجمہ حدیث بخاری اور مسلم بن ابوسعید سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر سب آدمیوں سے مجھ پر برا احسان کرنے والا ساتھ دینے میں اور اپنے مال خرچ کرنے میں ابوبکر ہے۔ اگر میں اپنے رب کے سوا کسی اور کو جانی دوست ٹھہراتا تو ابوبکر ہی کو جانی دوست کرتا لیکن اسلام کی برادری اور محبت ہمارے اس کے درمیان ہے۔

ترجمہ حدیث مسجد کی طرف سے سب کے دروازے بند کر دیئے جاویں مگر ابوبکر کا دروازہ کھلا رہے۔ مسجد کے صحن سے لگے لگے اصحاب کے دروازے تھے سو حضرت نے وفات کے قریب بند کروا دیئے صرف ابوبکر کا دروازہ کھلا رہا اس حدیث سے ابوبکر کی سب اصحاب پر فضیلت ثابت ہوئی اور اس میں صاف اشارہ کیا ان کی خلافت کا بلفظ۔

جواب بندہ عرض کرتا ہے (حدیث) ترمذی اور امام احمدی بن جوادہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے کوئی میری

طرف سے (بند عمد) ادا نہ کرے مگر میں یا علیؑ ۲۔ حدیث ترمذی میں عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے اپنے یاروں میں ایک دوسرے سے بھائی چارہ کرایا پھر علیؑ آئے اُس حال میں کہ آپؐ کی انگلیوں سے آنسو بہتے تھے کہنے لگی رسول خداؐ آپؐ نے اپنے یاروں کا سب سے بھائی چارہ کرایا مجھ میں اور کسی میں دینی بھائی کی نسبت نہ کرائی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ائمتی علیؑ تم دین و دنیا میں میرے بھائی اور یار ہو۔ ۳۔ حدیث ترمذی میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول خداؐ کے پاس ایک بھنا ہوا ہوا یا پتھا ہوا پرند جانور تھا آپؐ نے فرمایا بارخدا یا تیری مخلوق میں سے جو مجھے بہت محبوب ہو اُسے میرے پاس لاکھ وہ میرے ساتھ اس پرند جانور کو کھائے پس آپؐ کے پاس علیؑ آئے اور کھانا کھایا۔

۴۔ ترمذی میں جابر ابن عبد اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے غزوہ طائف کے دن حضرت علیؑ کو بلا کر کچھ سرگوشی کی (منافقوں نے یا عوام صحابہ) نے کہا کہ بلاشبہ حضرت نے اپنے چچا کے بیٹے سے بہت دیر تک کا نا چھو سی کی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں نے اُن سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ نے اُن سے سرگوشی کی۔

۵۔ امام احمد حضرت ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحنون نے فرمایا قسم خدا کی رسول خداؐ کے آخر زمانہ میں آپؐ کے نزدیک سب لوگوں سے زائد قریب علیؑ ابن ابی طالب تھے جس روز میں آپؐ بیمار ہوئے اور جس دن آپؐ کا انتقال ہوا تو حضرت علیؑ کو بلا کر بہت دیر تک اُن سے سرگوشی کی اور ایک عرصہ تک چپکے چپکے باتیں کیں تب پھر اُسی دن آپؐ کا انتقال ہو گیا سو اس اعتبار سے حضرت علیؑ رسول خداؐ کو آخر زمانے میں سب سے زائد قریب تھے۔ ۶۔ ترمذی میں ابو سعید خدری سے روایت ہے

کہ رسول خدا نے علیؑ سے فرمایا اے علیؑ جسے جنابت چھو نیچے اور نہانے کی حاجت ہو
 اُسے اس مسجد میں گزرنا جائز نہیں پھر نہیر سے اور تیسرے ابن ہنذر نے فرمایا ابن مروث سے کہا
 اس حدیث کے کیا معنی ہیں فرار نے جواب دیا کہ میرے اور تیسرے سوا اور کسی کو حلال نہیں کہ
 مسجد کو راہ گزر بناوے اُس حالت میں کہ وہ جنابت رکھتا ہو۔ بخاری و مسلم میں
 سہیل بن سعدی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے غزوہ خیبر کے دن فرمایا میں کل
 اس جھنڈے کو جو سرداری کی علامت ہے ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کی ہاتھوں
 سے اللہ تعالیٰ قلعہ خیبر کو فتح کرے گا وہ خدا اور رسول خدا کو دوست رکھے گا اور اُسے خدا
 اور رسول دوست رکھے گا اور بہت شہر و معروف مقبول فریقین میں قصہ ہے کہ پہلے
 دن ابو بکرؓ نشان محمدی بیکر قلعہ فتح کرنے کو گئے مگر پہلے مرام شکست کھا کر واپس آئے دوسرے
 دن عمرؓ اسی نشان کو بیکر ٹپے ترک و احتشام سے تشریف لے گئے مگر تقدیر کہ قلعہ فتح نہیں ہوا
 اور واپس آئے تب رسول خداؐ نے تیسرے روز حضرت علیؑ کو نشان دیکر پہنچا۔ اُنھوں نے
 فتح پائی۔ امام احمد نے فضائل میں بھی لکھا ہے کہ اُس دن لوگوں نے آسمان سے
 تکبیر کی آواز سنی اور کسی کو یہ کہنے نہ کہ ذوالفقار کے سوا اور کوئی تلوار نہیں اور علیؑ کی برابر
 کوئی جو انھیں نہیں جساں ابن ثابت نے رسول خداؐ سے شہر پر ہونے کی اجازت مانگی آپ نے انہیں
 پروا لگی دی اُنھوں نے اُس وقت فرمایا جبریلؑ ظاہر ہوا کہ پکارا بلند آواز سے جو پوچھتا ہے نہ
 تھی اور مسلمان نبیؐ مرسل کے گرد اگر دکھڑے دیکھ رہے تھے کہ ذوالفقار کے برابر کوئی تلوار
 نہیں اور علیؑ کے مقابل اور کوئی جوان نہیں ۸۔ مسلم و بخاری میں حضرت علیؑ کا دروازہ
 جانب مسجد کھلا رہتا اور سب کا بند کر دیا جانا حدیث صحیح سے لکھا ہے۔ مگر اس میں کوئی فضیلت
 نہیں جیسے ضرورت ہوئی آنحضرتؐ نے حکم دیدیا۔ اب اہل بصیرت غور سے شنیں

سر سری نگاہ سے دیکھیں کہ ان حدیثوں میں کیا لطف ہے اور وہ حدیث جو ہر ہی حسین
 خلافت ابو بکر کا اذکار کیا کہتے ہیں۔ جہاں نیت کہ ابو بکر احسان کرنے والا ساتھ رہنے والا
 اپنا مال منسرح کرنے والا اگر رسول خدا کسی کو دوست بنانا چاہتے تو ابو بکر ہی کو بناتے
 مگر نہیں بنایا۔ لیکن حدیث نسبت فضائل حضرت علی سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت
 نے علی کو دین و دنیا دونوں میں اپنا بھائی اور یار بنا ہی لیا اور ابو بکر منعم دیکھتے ہی رہ گئے
 وہ احسان اور ساتھ رہنا مال منسرح کرنا کچھ بھی کام نہ آیا پس اگر یہی حدیث دعویٰ سے
 خلافت میں پیش کی جاتی ہے جیسا جو ہر ہی صاحب نے بہت ہی ظہر طراق سے اس حدیث
 کے بہرہ و سہ پر خلعت خلافت سے منزع کرنا چاہا ہے تو اس کی پیچہ اہل ہر راہ دروازہ چاہے
 مسجد کھلا رہنا اس کی بابت حضرت علی کا بھی دروازہ جانب مسجد کھلا رکھا تھا جس کو
 خود مسلم و بخاری گواہ ہیں تو خیر اس امر میں حضرت علی اور ابو بکر شاید برابر بن گئیں۔ مگر حدیث نمبر ۶
 میں درج ہے کہ بجاہت جنابت رسول خدا و علی مرتضیٰ کسی کو مجال داخل ہونے
 مسجد نبوی کی نہ تھی البتہ مسجد ایک خاص بات ہے کہ بجز نبی و وصی کے جو دونوں
 موصوم جہلم صغیرہ و کبیرہ سے پاک تھے انھیں کو خانہ خدائیں حالت جناب میں بھی دخل کی اجازت
 تھی کیونکہ یہ حضرات ہر حالت میں پاک بلکہ پاکیزہ تر تھے نہ اور ارجاس و انجاس کہ ان کا مسجد
 نبوی میں داخل ہونا بحالت طہارت بھی شک سے خالی نہیں۔ مثل بنی امیہ جن کے حق
 میں آنحضرت نے شجرہ ملعونہ فرمایا ہے۔ اور اسی واسطے تو آیہ کریمہ اَشْمَأَزُّهُمُ اللّٰهُ النّٰجِ اسخیں نختن
 کے لئے مخصوص تھا یعنی محمد علی فاطمہ حسن حسین چنانچہ کتب اہل سنت صحیح ترمذی اور صحیح بوطا
 اور صحیح ابی داؤد اور صحیح مسلم اور مشکوٰۃ اور مسند ضعیف وغیرہ اور خود حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت ام
 سلمہ ازواج نبی سے صحیح اور مستند روایتیں موجود ہیں کہ یہ آیہ شریفہ جب نازل ہوئی تو آنحضرت

مستطی فاطمہ حسن حسین کو اپنی عبا میں ایک جاکر کے خدا سے دعا کی کہ الہی مجھ سے اہل بیت
اور آل عبا میں حضرت ائمہ سلمہ نے خواہش کی کہ میں بھی نیچے عبا کے داخل ہوں ان آنحضرت نے فرمایا
میں۔ اب فرماتے کیا عذر ہے اگر کہہ دو ائمہ سلمہ دوست اہل بیت میں ان کے فرمانے کا کیا اعتبار
تو حضرت عائشہ کو تو سچا اور صدیقہ جانو گے شیعہ بھی تو اس حدیث میں ان کو صدیقہ کہتے ہیں اور
کیونکہ نہ ہوں ہماری ماں میں واجب التعظیم۔ حدیث نمبر ۳۳ کی وقت فضیلت علی رضی
سنا ہم مخلوق پر بلا حلقہ کیجئے رسول خدا کی دعا اور خدا کا حضرت علی کو ان کے پاس بھیجنا اور شریک
طعام ہونا حدیث نمبر ۴۰ آخر وقت موت نبی میں جو حاملہ پیش آیا حضرت ائمہ سلمہ چشم دید
ساتھ بیان کر رہے ہیں۔

حدیث نمبر ۳۷ میں آنحضرت کا یہ فرمانا کہ خدا اور رسول اسے دوست رکھتے ہیں وہ خدا
و رسول کو دوست رکھتا ہے پس اس ارشاد نبوی سے تو آپ کے صدیق اکبر و فاروق اعظم
و عیوب الدین جنہوں نے رسالت کی آبرورکھ لی نہ خدا ہی کے دوست تھے نہ رسول کے
نہ ادا ہر کے نہ ادا ہر کے۔

حدیث نمبر ۳۸ سے خدا کا ساتھ علی کے سرگوشی کرنا ثابت ہوا۔ حدیث
نمبر ۴۱ واقعی ایک ہی سبحان اللہ محمد اور علی میں کوئی فرق ہی نہ رہا، تہذیب و خلافت و امامت کے
شعر میں تو شدم تو میں شدی سن تن شدم تو جان شدی تاکس نکوید بعد ازین سن دیگم تو دیگی
کتنا جوہر صاحب اب بھی آپ نبی و وصی میں بعد المشرقین فرمائینگے کچھ تو شرم چاہئے اسکا
انصاف اور تہذیب حق و باطل اہل انصاف و صاحبان ایمان و ایمان پر چھوڑنے میں
وہ خود سمجھ لیں بعد رسول خدا خلافت کس کا حق تھا کس کی جانب خدا و رسول کا حجاب
تھا اور کیا واقع ہوا۔ خدا اور رسول خدا نے تو سیدھی راہ صاف طور پر بتلا دی اب

انسان اگر باغوائے شیطانی میز ہی راہ اختیار کرے تو وہ جانے اس کا کام اُتت محمدی مرحوم کی گئی ہو اس لئے کہ دنیا میں اس اتت پرشل اور اتتوں کے عذاب و عقاب نہیں ہے ورنہ ان نافرمانیوں کا فرد دنیا ہی میں چکھایا جاتا خیر قیامت قریب ہی مہر عہد ہم دور میں نہ وہ قیامت ہی دور ہے۔

دوسری حدیث جو ہماری صاحب کی سنئے۔ حدیث بخاری میں جبرائیل بن سہیم سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو پناہ دے تو ابوبکر کے پاس آئیو مجھ حضرت نے اس عورت سے کہا جس سے فرمایا تھا کہ ہمارے پاس دوسری بار پھر آنا تب اس نے کہا کہ بہلا بتلائے تو کہ اگر میں آؤں اور حضرت کو پناہ دے یعنی اگر حضرت کا انتقال ہو گیا ہو تو کیا کروں حضرت نے فرمایا کہ ابی بکر کے پاس آنا جو میں کرتا ہوں سو وہ کرے گا۔ علمائے کہا ہی کہ اس حدیث میں صدیق اکبر کی خلافت کا صاف اشارہ ہی ملتا ہے۔

یہ حدیث عجیب حواس باختہ ہی نہ مبتدیانہ خبر نہ عبارت کا ربط۔ بات اتنی ہے کہ کوئی عورت سائل آئی ہوگی اس وقت آنحضرت کو کچھ اشتغال و غلط و پند و پریش تھی نہ رہا کہ پھر آنا جیسا اکثر ہم لوگ عہد النہضت یا کسی سبب خاص سے فقر کو گمہ دیتے ہیں پھر آئیو۔ عورت کی جرأت کو خیال کیجئے پوچھتی ہے کہ بہلا بتلائے تو سہی کہ اگر میں آؤں اور حضرت کو پناہ دے۔ سبحان اللہ حاشیہ چڑھایا گیا ہو یعنی اگر حضرت کا انتقال ہو گیا ہو تو کیا کروں یہ عورت کا خیال کہاں سے پایا گیا کہ اس نے انتقال آنحضرت کے راز سر بستہ و اسرار منہانی کو تاڑ لیا کیا یہ عورت کوئی فرشتہ تھی یا قوم اجناسے یا کوئی مجتہد فقیہ کہ رسول خدا سے ایسے بے باکانہ سوال کرے اور ان کے انتقال پر خبردار ہو کچھ تو اس حدیث کی شانِ نزول ہونا چاہئے۔ عورت کون تھی کس ملک کی

رہنے والی رسول خدا سے کیا چاہتی ہے جو اس وقت آپ سے نہ ہو سکا اور ابو بکر کی نصیحت
کا اثر نہ سنا۔ ہاں یہ کہ وہ اگر عورت نے گستاخانہ آنحضرت سے پوچھا ہی ہو کہ اگر آپ
نہ ملیں تو کیا کروں نبی سجد میں بھی نہیں کہ دنیا ہی سے چلے جائے تب میں آؤں آپ کے
فرما دیا ہو گا۔ ابو بکر کے پاس آنا وہ تجھے کچھ دے دیگا جیسا ہم لوگ کہتے ہیں کسی
سائل کے جواب میں کہ ہم گھر پر نہ ملیں تو فلاں خدا نکار سے لے لینا۔ آنحضرت کا یہ منہ مرانا
جو میں کرتا ہوں وہی ابو بکر کرے گا۔ اس کے کیا معنی عورت کا ایسا کوئی سخت سوال تھا
جو آنحضرت سے ممکن نہ ہوا اور خلافت ابو بکر میں منحصر چھوڑا گیا۔ آنحضرت کی خدمت میں
کوئی شخص کیسا ہی اہم معاملہ پیش کرتا تو اپنی مراد دینی اور مقصد قلبی کو پہنچتا تھا کبھی کوئی شخص
محروم ہی نہیں رہا سوائے اس ضعیفہ نحیفہ کے۔ آخر وہ چاہتی کیا تھی جو رسول سے ممکن نہ
ہوئی۔ اگر کوئی مسئلہ تھا جس کے جواب دینے کو آپ نے ایسا فرمایا تو نبی اللہ
سے یہ بات غیر ممکن کہ خود جواب نذیر اور ایک مدت بعد تک محروم رکھیں۔ اگر کچھ
قضیہ تھا تب بھی آپ اسی وقت فیصلہ فرما سکتے تھے اگر کسی مایحتاج کی سائل تھی تو آپ
فوراً اس کی حاجت روائی کر سکتے تھے جیسا کہ اسی ضعیفہ محتاج کو ابو بکر سے کچھ دلا دیا ہو گا اور
کوئی مسئلہ اس حدیث سے نہیں نکلتا۔ افسوس ہے بمقابلہ حدیث فضیلت علی مرتضیٰ
جو آفتاب کی طرح چمک رہی ہے ایسی بے سرو پا حدیثیں خود ساختہ نص خلافت میں پیش کی جاتی
ہیں علوم نہیں جو ہری صاحب کا جویر اول جس سے عقل مراد ہے کسی خم افلاطون میں بند کر دیا
گیا ہے کہ بہرہ ہی ندارد۔ کیون جوہری صاحب یہی حدیث ہے جس کی رو سے آپ کے
علماء نے ابو بکر کو حکم رسول خدا خلافت کا استحقاق دے رکھا ہے سبحان اللہ آپ کے
علماء پر سیاختم ہنسی آتی ہے۔ آپ کو خبر بھی ہے کہ اہل سنت اجماع کے قائل ہیں اور

اسی پر کل فضلاء اہل سنت کا اتفاق ہوا اب مدت کے بعد آپ نے اُس اجماع کو باطل کسب اور قیضہ کی کارروائی کو باطل بے سرو پا بنا دیا تو معلوم ہوا آپ کو اپنے مذہب یا مذہب کی بھی خبر نہیں اور واقعی کیونکر ہو آپ تو ایک ایسی جماعت میں داخل ہوئے ہیں جو علامہ دشمن خدا و رسول و اہل بیت اطہار ہیں یعنی ناصبی جو قاطباً حضرت علیؑ کے دشمن ہیں اور خدا و رسول کے بھی دشمن ہیں اس وجہ سے کہ امام احمد سطلب بن عبد اللہ بن خطاب سے روایت کرتے ہیں ترمذی میں کہ اُس کے باپ نے کہا کہ رسول خدا نے ایک خطبہ میں فرمایا اے لوگو میں تمہیں اپنے بھائی اور چچا کے بیٹے علیؑ ابن ابیطالب کے ساتھ محبت کرنے کی وصیت کرتا ہوں جو کنبہ میں سب سے زائد قریب ہے کیونکہ اُسے دوست نہیں رکھتا مگر کامل سون اور دشمنی نہیں رکھتا مگر منافق اور جس نے اُسے دوست رکھا اُس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے اُس سے دشمنی کی اُس نے مجھ سے دشمنی کی اور جو مجھ سے عداوت رکھے گا اُسے خدا نے تعالےٰ و نوح میں داخل کرے گا بلقظمہ یہ حدیث اہل سنت کے راویوں نے بہت مستند اور نہایت وثوق کے ساتھ لکھی ہے کہ کسی کو نظام دمزدن نہیں۔

اب فرمائیے رسول خدا کی وصیت کی بجا آوری اُنھیں الفاظ و کلمات نالاہم سے پائی جاتی ہے جنکو آپ نے اپنے رسالہ اسرار الہمدی میں حضرت علیؑ کی شان میں نہایت شوخی طبع اور لفاظی اور رستانی سے درج کئے ہیں۔ اور اس پر کیا مختصر ہے ابھی تو آپ اس سے زیادہ کہنے اور کہلوانے کے متمنی ہیں بذریعہ تار برقی اپنی حمایت کی واسطے خبر دینے والے ہیں یعنی اپنے بھائیوں کو جب آپ نے آخر رسالہ میں وعدہ کیا ہے۔ مگر اب کا حیلہ زائد نہ ہوا آپ ہی کہتے ہیں اور آئندہ بھی کہیں گے بھائیوں کا صرف ایک ہلکا سا

پردہ ڈال رکھا ہے شرم دنیاوی کے لحاظ سے تاکہ سنتی لوگ سمجھ نہ کہیں کہ دیکھو کیسا
ناہبی اور خارجی پیدا ہوا ہے کیونکہ ابھی تک سمجھ لوگ بھی ان گروہ صائے کو کافر سمجھتے ہیں
لیکن خوب یاد رکھیے کہ شیعہ جو بصادق قول منجر صادق کابل الایمان ہیں جن کا حدیث
مذکورہ بالا میں ذکر ہوا ہے اپنے کمال اور فضل سے ہر مومن اور منافق کو طرز کلام ہی سے
پہچان جاتے ہیں وہ آپ کو اچھی طرح جان گئے۔ اب سمجھ دو حدیثیں نص خلافت
ابوبکر میں آپ پیش کرتے ہیں۔

حدیث بخاری میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ البتہ میں نے
ارادہ کیا کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں کسی کو ابی بکر اور اس کے بیٹے عبدالرحمن یا من مہجوں اور
اس کو اپنا خلیفہ اور ولیعہد کروں مبادا کہ کہنے والے کوئی اور بات کہیں یا آرزو کرنے
والے خلافت کی آرزو کریں پھر میں نے کہا کہ ابی بکر کے سوائے خدا کے نئے کسی خلافت
نہا نے گا اور مومنین بھی دفع کریں گے یا یوں نہ فرمایا کہ دفع کرے گا خدا اور مومنین گے
مومنین۔

حدیث بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا
بلا لاسیرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور اپنے نبھائی کو تاکہ میں ان کو نوشتہ لکھ دوں یعنی
خلافت نامہ اس واسطے کہ میں خوف کرتا ہوں کہ آرزو کرے کوئی آرزو کرنے والا یا کہے کوئی
کہنے کہ میں لائق تر ہوں خلافت کا اور نہا نے گا خدا اور مسلمان لوگ مگر ابوبکر کو۔

سمجھ دو دونوں حدیثیں جن کی راوی حضرت عائشہ ہیں عجب خلجان پیدا کرتے ہیں۔ پہلی حدیث
میں (کہ میں کسی ابی بکر اور اس کے بیٹے عبدالرحمن یا من مہجوں اور اس کو اپنا خلیفہ و ولیعہد
کروں) لکھا ہے۔ دوسری میں (بلا لاسیرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور اپنے

بھائی کو تاکہ میں انکو نوشتہ لکھ دوں یعنی خلافت نامہ
پہلی حدیث میں حضرت نے ارادہ کیا کہ کسی کو دونوں کے بلائے کو پہچون دوسری میں
حضرت عائشہ سے ارشاد ہوا کہ بلا لا۔ پہلی میں ار اور اس کو اپنا خلیفہ اور ولیعہد کروں
دوسری میں ان کو نوشتہ لکھ دوں یعنی خلافت نامہ۔

پس اب اہل انصاف ملاحظہ کریں۔ رسول خدا نے ارادہ بلائے کا کیا مگر کسی کی فہم
نہ بلایا۔ اور حضرت عائشہ کو حکم بلائے کا دیا۔ انھوں نے تعمیل نہ کی۔ رسول خدا کا ارادہ
اور حکم دونوں سطل رہے اور (اس کو اور انکو) نے اور بھی غضب ڈھایا ہے۔ پہلی حدیث
میں سلوم بنین ابوبکر یا عبد الرحمن کس کے خلیفہ بنانے کا خیال تھا کیونکہ دونوں میں سے
ایک کو (اس کو) کا لفظ سمجھا جاتا ہے مگر یہاں دوسری حدیث میں ان کو یعنی ابوبکر و عبد الرحمن
دونوں کو خلافت کی سزا عطا ہونا پایا جاتا ہے پس کسی بھیبت پر کہ یہ چارہ عبد الرحمن خلافت
سے محروم رکھا گیا۔ یا خدا خلافت نہ ٹھہری بچوں کا فرضی تخت شاہی ٹھہرا کہ کبھی اسے
کبھی اسے بخشا جاتا ہے اور رسول خدا کا کلام جو ہر حال و قال میں سلطانہ وحی بلکہ خود وحی
الہی تھا بچوں کا سا قول خیال کیا گیا ہے نعوذ باللہ منہما۔ رسول خدا خلافت کے معاملہ
میں اپنا جانشین مقرر کرنے کا ارادہ کریں اور زبان مبارک سے بھی منبر ماویں کہ میں
نے ایسا ارادہ کیا ہے کہ ولیعہد و خلیفہ مقرر کروں اور پھر منبر ماویں کہ مسلمان
خود ہی تجویز کر لینگے۔ یا کہ فلاں فلاں کو میرے پاس بلاؤ ان کو خلافت نامہ لکھ دوں اور
پھر منبر ماویں کہ مسلمانوں پر میرا چھوڑا گیا۔ معاذ اللہ ایسے اقوال تو عام لوگوں سے
بھی بعید ہیں یہ جانتے کہ رسول مقبول جن کا ہر کلمہ و کلام ایسے اسوہ میں وحی کا یعنی
حکم خدا مانا گیا ہے اور بیشک و شبہہ الیاسی تھا۔

ذرا غور کرنے سے معلوم ہوا کہ سچہ دونوں حدیثیں ایک ہی زمانہ کی نہیں ہیں بلکہ پہلی حدیث زمانہ قبل کی ہے اور پوری حدیث اس طرح ہے جس کو جوہری صاحب نے کاٹ چھانٹ کر اس کا خلاصہ اپنے مطلب کے مطابق لے لیا ہے باقی مفسرین اور شان نزول کو اپنے مقاصد کے خلاف سمجھ کر چھوڑ دیا ہے۔

مگر ہم پوری حدیث بلفظ لکھتے ہیں۔ حدیث بخاری میں اتم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضور نے درود سحر کی شدت کی وجہ سے کہا ہائے میرا سرنہی نے فرمایا وہ (یعنی تیری موت) امی عائشہ اگر واقع ہوتی اور میں زندہ رہتا تو تیرے گناہوں کے لئے بخشش اور رفع درجات کے لئے دعا مانگتا حضرت عائشہ نے فرمایا ہائے مصیبت بنجد امیر اکھان ہے کہ آپ میرا امرنا چاہتے ہیں اگر میں مر جاؤں گی تو آپ اسی دن کے آخر دوسری بی بیوں سے صحبت کرینگے اور مجھے بھول جائینگے آپ نے فرمایا کہ چلو اس ذکر کو چاہئے دو میرے درود سحر کی خبر لو میں نے قصد بالارادہ کیا تھا کہ کسی کو ابو بکر اور اس کے بیٹے عبد الرحمن کے پاس بھیجوں تاکہ اپنے سامنے اسے اپنا ولیعہد کر جاؤں ایسا نہ ہو کہ میرے بعد کہنے والے کہیں یا آرزو کرنے والے آرزو کہیں پھر میں نے اپنے دل میں کہا کہ انکار کرے گا اللہ تعالیٰ (غیر ابی بکر کے) خلافت کا اور دفع کرینگے مسلمان غیر خلافت ابی بکر کو یا اس کے برعکس فرمایا۔

مولوی محمد عبداللہ بن عبدالعلی بنیرہ محدث شیخ عبدالحق دہلوی نے اپنی کتاب تفریح الاحباب مناقب الاکمال والاصحاب مطبوعہ اکمل الاخبار دہلی اس حدیث کی تفسیر کے آخر فقرہ میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت نے یہ کلمات ولیعہدی صرف حضرت عائشہ کے خوش کرنے کو فرمادیا تھا اور صدیق کی خلافت بھی مراد تھی۔

یہ حدیث ایک کہانی دردِ سر کی ہی جیسا زن و شو کے درمیان کلماتِ فلاح ہو کر تے ہیں اس سے اور خلافت کے کیا بحث یہاں تک تو درست ہے کہ میرے دردِ سر کی غیب سے لوگوں کے آگے صدیقہ کا جوڑ پھونڈ معلوم ہوتا ہے کیونکہ کہان دردِ سر کی شکایتیں کہان و لیبیدی و خلافت کی روایتیں بہت اکپا ہو کر کیا ہے۔

مگر ہاں اس حدیث میں یہ بات قابلِ توجہ اربابِ شکر و ریس ضرور ہے کہ آنحضرت حضرت عائشہ کی موت اپنی حیات ہی میں چاہتے تھے کیونکہ آپ کو علم تھا کہ ان بی بی صاحبہ سے جنگِ جہل میں کیا کچھ کر توت ہونے والے ہیں کہ ہزار ہا بندہ اسے خدا کا خونِ صرفان کی خوشبو نفسانی کی وجہ سے بیٹے گا اور خلیفہ برحق سے ناحق جدال و قتال کرینگے۔ ہاں خوب یاد آنا عمدہ خلافت کو ایسی ہی صفت کی چیز سمجھ کر نہ دیکھتے تھے جو عیسیٰ علیہ السلام کی خلافت کی ہو میں باب کو اور خلافت الٰہی گئی تھی بھائی البتہ محروم رہا سو آپ اس کے قائم مقام نہ ہوئے کیونکہ رسولِ خدا کا قول صادق ہونا چاہیے بھائی نہ سہی ہیں آخر میں تو ایک ہی باب کے۔

اور رسولِ خدا کا یہ فرمان کہ میرے روبرو تو میرا جانی تو میرے گناہوں کی بخشش کے لئے دعا کرنا معلوم نہیں وہ کیسے گناہ تھے جنکی بخشش رسولِ خدا کی دعا کی محتاج تھی عجب دہل سنت کی عقل و فہم پر کیا باوجود صدیق رسولِ خدا عائشہ کے گناہگار ہونے کی نسبت پھر بھی ان کو آپ کا ظہیر میں داخل سمجھتے ہیں حالانکہ وہ خود اپنے ہی قول سے ستر لون دور بھاگتے ہیں۔

دوسری حدیث مرض الموت کے وقت کی بیان کی گئی ہے مگر یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ انتقال سے کتنے روز پہلے اور باوجودیکہ آنحضرت کی تیمارداری میں سب بنی ہاشم دہل بیت اطہار و ازواجِ ہر وقت و ہر لحظہ موجود رہتے تھے کیونکہ ہجرانِ حضرات کے غیر کا حاضر رہنا ایسی حالت میں آنحضرت کو قطعاً ناگوار تھا دیکھو روایت ابن عمر بخاری و ترمذی میں کہ آنحضرت نے

ابوبکر کی ستار داری قبول نہ فرمائی اور اپنے اہل بیت کو اس کام کے لئے مختص کیا۔
پس یہ حدیث مرض الموت میں بجز حضرت عائشہ کے اہل بیت میں سے کسی نے رسول خدا
سے نہیں سنی در نہ نبی یا شہم میں بیت ابوبکر میں اختلاف ہے نہ ہوتا اور بلا عذر سب لوگ بجان و
دل حکم نبوی منظور کرتے اور سمجھتے شاید حدیث غیر منسوخ ہوئی ہو۔

اگر کہو کہ جب آپ نے یہ حدیث فرمائی اس وقت صرف حضرت عائشہ ہی تھیں تو پھر
حضرت عائشہ نے کیوں دونوں کو نہ بلایا اور رسول خدا کے حکم کی تعمیل نہ کی اور یہ حکم تو
خاص انھیں کے باپ و بھائی کے لئے علاوے بے دود تھا ضروری بلا کر سند لکھوا لینی تھی۔
اول حدیث میں تو انحضرت نے بھی فرما کر لایا تھا کہ میں نے ایسا ارادہ کیا تھا کہ دونوں کو
بلا بھیجوں اور ولیعہد کروں پھر میں نے کہا کہ خود خدا و سہمان یہ کام کر لیں گے یعنی اس کی ضرورت
نہ سمجھی۔ مگر اس حدیث میں تو صاف آپ نے فرما دیا کہ دونوں کو بلا لائیں نوشتہ یعنی
خلافت نامہ لکھ دوں پھر یہ کہا اور وہ کہا کچھ بھی آپ نے عذر نہیں بیان کیا تو حضرت عائشہ کی
فیاضی اور شہیری سے بسا عید ہو کہ اپنے باپ و بھائی ہی کو سند خلافت سے محروم رکھا
یہ جائیکہ بد گیران۔

ہاں یہ امر ذہن نشین ہوتا ہے کہ آپ کو خیال ہوا ہو گا کہ جیسا حدیث قرطاس کے وقت غل
غبارا شور و شر ہاں نہیں صحابیوں میں برپا ہوا اور حضرت عمر نے رسول خدا کی نسبت نہ بیان کا
لفظ استعمال کر کے حسنا کتاب اللہ کھدیا جس پر رسول خدا نے سب کو اپنے حجرہ سے نکال دیا
ولیا ہی اس سند کی تحریر کے وقت یہ ہو گیا کہ نہیں البتہ ہوتا وہ تو عین مدعا یاروں کا تھا اگر
ذرا بھی رسول خدا کا اشارہ پاتے تو دس بیس سلم و داوات دو تین دستہ کا غذا ان واحدین حاضر
کر دیتے اور لکھنے والے دفتر کے دفتر سیاہ کر دیتے۔

پس بات سمجھ کر آنحضرت نے نہ یہ حدیث فرمائی نہ وہ اور اگر سنرمائی تو حضرت عائشہ نے حکم رسول اللہ کی تعمیل نہ کی نہ اس کی تکمیل ہوئی اور آرزو کرنے والے خلافت کے اور کہنے والے قریب تر کے واسطے جن کو رسول خدا نے بہ حکم قدیر خم غدیر میں خلیفہ مقرر کیا تھا سپان وسیع بلاخارجوں خالی رہا۔

جب سقیفہ نبی ساعدہ میں جو ایسے کاموں کی بنیاد کو مخصوص تھا خلافت کی واسطے لوگ جمع ہوئے تو وہ بکثرت چاہے خدا کی پناہ تا یحییٰ دروایتین شاید حال میں انصار کہتے ہم میں سے امیر ہو سہاجر دعویٰ کرتے ہم میں سے امیر ہو کوئی کہتا "فلان ہو کوئی کہتا فلان" غرض کہ وہ وہی شگامشتی لکڑ کو بپڑا کہ بیچارہ سعد بن عبادہ اسی جماعت میں پامال ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ واپس بیت انبی مصیبت میں بتلا رسول خدا کی تجھیز و تکفین میں مصروف تھے ان کو کیا خبر باہر دروازہ کے کیا ہو رہا ہے۔ سقیفہ تو دور تھا اور اگر کفر بھی ہوتی تو استغفر اللہ کیا رسول اللہ کی نقش مطہر چھوڑ کر خلافت کی بنیاد میں داخل ہوتے برگزین جگہ چکے تھے اور دگر دگر ہے۔ ایک سنی چٹل حق پسند نے کیا خوب رباعی کہی ہے رباعی

انکہ گویند عائشہ در فضل بہتر از دخت سید البشر است
قول آسنا چسان کنم باور رشتہ دیگر گنگر دیگر است

حضرت ابوبکر و عمر بھی اسی جماعت میں موجود تھے انھوں نے بھی قبل و قال کی اور لوگوں کو سمجھایا مجھ یا حضرت عمر نے ابوبکر کی جہات تک زبان نے یاری دی تعریف کی اور لوگوں کو اپنا ہم زبان بنایا کہ ابوبکر سابق الاسلام ہیں یا غار میں جماعت کے امام ہیں چنیں و چنان مگر تجھے کہ یہ حدیث نص خلافت کے جواب پیش کیجانی ہیں ان کے کوئی نہ کیا حضرت ابوبکر و عمر ہی واقعہ نہ تھے ورنہ ایسی جماعت کے لئے ایک ہی فقرہ

حدیث کا کافی تھا اس قدر حد و حدود بحث طول و فضول کی نوبت ہی نہ آتی سب استناد و سند فنا کھ کر
 خاموش رہتے اور لوگ دفن و کفن رسول خدا سے محروم نہ ہونے اور نہ سرفہ و ہائیت کو یہ ہرز
 نہ ہونا کہ جب اصحاب خاص رسول خدا نے ہی انتقال کے بعد زیارت نہ کی اور تہنیر و تکفین میں شامل
 نہ ہوئے تو ہم بھی انہیں کی تقلید کر سکیں اور زیارت کو نہیں جانتے ہمارا کیا قصور ہے پہلا جوہری
 صاحب تھم کو خدا ہی کی قسم ہے کہ کسی ناسخ کسی روایت کسی حدیث میں تھم نے لکھا دیکھا ہے
 کہ نہایت خلافت میں ایک بھی حدیث ان حدیثوں سے خلافت نصی ابو بکر میں پیش
 کی گئی تھی یا صرف اور اوصاف ابو بکر کے بیان کئے گئے تھے۔ لیجئے حضرت عمر نے پہلے
 ہاتھ بڑھایا اور ابو بکر کی بیعت کی اس روز خدا اور آدمیوں نے شرف بیعت حاصل کیا اور ہی
 ادھیر بن میں مصروف ہوئے کیونکہ خوف تھا کہ تمام دنیا کے مشرک مدینہ منورہ سے
 گرد گرد جمع ہو کر چاہتے ہیں کہ اسلام کو بیچ و بن سے اکھاڑ دیں۔ سبحان اللہ خلافت
 کے لئے مجمع بھیہ کوششیں بھیہ کاوشیں بھیہ ہنگامہ بھیہ دار و گیر اور رسول اللہ کے
 دفن و کفن کی وہ صورت کہ صرف چند اعتراف قریب تر با قلب صد چاک و دل اندوہ پاک
 نالان و گریان تہنیر و تکفین میں مصروف۔ افسوس اور ہزار افسوس اس آفت کی دہشت
 طلبی پر جو اپنے ہادی اور پیشوائی اللہ کی لغش مطہر کو بے غسل و دفن چھوڑ کر حسب
 جاہ و سنا صیب کیواسطے جا بجا مجمع کرتے پھرے اور قایم مقامی کی ہوسمین خدا اور رسول خدا
 کے کلام پر اعتماد نہ کرے مولانا روم نے خوب فرمایا ہے

چون صحابہ حب دنیا داشتند مصطفیٰ اسے کفن بگرفتند
 کیون جوہری صاحب جبکہ خداوند جل و علی بذریعہ آیہ انکملت لکم دینکم و اتممت علیکم
 نعمتی و رضیت بدین اسلام معرفت اپنے رسول مقبول کی کمال است کے لئے مردہ سنا

چکا تھا تو اب کس کا خوف تھا اور کس کی مجال تھی کہ اسلام میں رخنہ ڈالے کیونکہ خدا کا وعدہ پکا تھا مگر ہاں اعتقاد و اعتماد اس وعدہ پر انھیں انفاس قدسیہ کا کام تھا جو کابل الایمان تھے اور جن کو خدا اور رسول نے بروز فتح خیبر اپنا دوست بنایا تھا دیکھو حدیث نمبر ۷ مندرجہ رسالہ مہذبانہ ایسے ویسے جو منظر پیشے تھے کہ ادھر رسول خدا کی روح مقدس علیہ السلام میں داخل ہوا دھڑ دھڑ رہا وہ پک کر کے خلیفہ بن گئے جیسے کیا واقع ہوا۔ آپ کہیں گے وہ دین کا کام تھا اور اسلام کے ضائع ہونے کا احتمال تھا کہ لوگ مرتد ہو جائیں گے۔

یہ کہتے ہیں جبکہ خدا نے دین کو کابل ہی کر دیا تھا اور کل زمینیں تمام کر چکا تھا تو پھر اس وعدہ خدا پر اعتماد نہ کر نیکی کا وجہ اگر کچھ بھی ایمان کا لگاؤ ہوتا تو اسی وعدہ خدا پر مستحکم ہو کر کے ثابت قدم رہتے ہزار شور و شر ہوتا پروا نہ کرتے۔

پہلے اپنے رشتہ ایمان عطا کنندہ کی تجنیز و تکفین نہایت اہتمام و سرگرمی سے کرتے بعد مسجد نبوی میں جو اس کام کے لئے سوزون و مستحق تر تھی انصار و مہاجر کا اجماع ہوتا اور خلافت کی بابتہ شور ہو کر جس پر کل کا اتفاق ہوتا اسے خلیفہ بناتے تھے بات البتہ مناسب وقت تھی مگر یہ باتیں کیوں ہوئیں وہاں تو مجھ خیال تھا کہ اگر نبی پام و اہل بیت اطہار نے کفن و دفن سے فرصت پائی تو غضب ہو گیا پھر کسی عقل کیا اجماع (خلقت کا مجوم اسی طرف ہو گا جس کے لئے بروز خم غدیر منجانب خدا و رسول خلافت و امارت ہو چکی ہے ہم سوچی کے سوچی رہ جائیں گے مجھ وقت غنیمت ہے ایسے ہاتھ سے نڈا و حرب کا روای بیعت کی شروع ہو گئی تو مجھ پر باد ہنسنا اقمی و جاہل لوگ ایک دوسرے پر گرنے لگے ابو بکر خلیفہ ہو گئے مجھ خبر شتر ہوئی تھی

پھر کیا تھا بیعت کے لئے گٹھائیں چھا گئیں اور خاص سے عام معیت کی نوبت
 پھونچی مگر نبی ہاشم اسی بات پر اڑے رہے جو بروز خم غدیر رسول خدا سے سن چکے تھے
 اب تیسری حدیث جو تہری صاحب کی سنتے بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ سے
 روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہفتر تم یوسف کے ساتھ والی عورتوں کی طرح
 ہو یعنی کیوں خلاف نمائی کرتے ہو۔ کہو ابو بکر سے کہ لوگوں کو خود اہام ہو کر نماز پڑھاؤ
 مجھ حضرت نے اس بیماری میں فرمایا جس میں انتقال ہوا **ف** حضرت عائشہ سے
 روایت ہے کہ حضرت نے مرض الموت میں فرمایا کہو ابو بکر سے کہ لوگوں کو نماز پڑھاؤ
 میں نے کہا ابو بکر نرم دل مرد ہے اگر حضرت کے مقام پر نماز پڑھانے کھڑا ہو گا رونے
 لگے گا قرآن کی آواز لوگ نہ سنیں گے۔ سحر کو فرمایا ہے کہ نماز پڑھاؤ حضرت نے
 فرمایا ابو بکر سے کہو نماز لوگوں کو پڑھاؤ پھر میں نے حفصہ سے کہا کہ تم حضرت
 سے کہو حفصہ نے حضرت سے یہی کہا تب مجھ حدیث فرمائی چنانچہ حضرت کی حیات
 مبارک میں پانچ دن صدیق اکبر نے امامت کی مجھ اشارہ ہوا صدیق اکبر کی خلافت
 کا کہ جو عہدہ خاص حضرت کا تھا یعنی نماز جماعت کی امامت کا وہ اپنی زندگی میں
 صدیق اکبر کو دیا جیسے بادشاہ اپنی زندگی میں کسی کو تاج و تخت دیوے اور مجھ
 علامت ہے کہ بادشاہ نے اُسے اپنا ولیعہد کیا اور یہی حدیثیں حضرت نے خلافت
 صدیق کی بابت فرمائی ہیں بطور نشین کوئی جو مخل سٹوری نہیں ہیں۔
جواب یا اللہ عورتوں کے کب عظیم سے اپنی پناہ میں رکھ۔

جتنی حدیثیں خلافت ابو بکر کی بابت آنحضرت نے فرمائیں سب کی سب حضرت
 عائشہ اُن کی دختر نیک اختر ہی سے ہیں اور کسی کو کالون کان خبر تک نہ ہوئی

ہاں اس حدیث میں حصہ کی بھی موجودگی پائی گئی۔ مگر صرف عائشہ ہی کے قول سے ورنہ حصہ بچاری نے یہ حدیث کسی سے بیان نہیں کی۔ پس تعجب تو یہ ہے کہ مرض الموت میں جس کی ہر وقت کی تنصوری اور تیمارداری بنی ہاشم و اہل بیت اطہار کے ذمہ تھی اور دیگر ازواج بھی حاضر رہتی ہوں گی اور ظاہر ہے کہ ان تیمار داروں میں مرد بھی شامل حضرت علیؑ و عبد اللہؑ و فضل ابن عباسؑ و خود حضرت عباسؑ وغیرہ ہا ہر وقت وہ لحظہ حاضر رہ کر خدمت نبویؐ کی سعادت حاصل کرتے مگر آنحضرتؐ جو کچھ فرماتے عائشہ ہی سے حالانکہ پردہ کی آیت بھی نازل ہو چکی تھی اور مرد بھی موجود ہی رہتے مگر آنحضرتؐ بی بی صاحبہ سے ارشاد ہوتا کہ (بلا لا اپنے باپ ابو بکر اور اپنے بھائی عبدالرحمن کو تاکہ سند خلافت لکھ دوں) اور (کہو ابو بکر سے کہ امام بنکر نماز جماعت پڑھاوے) کیا یہ ممکن نہ تھا کہ مردوں میں سے کسی کو بھیجا کر بلواتے یا ابو بکر سے پیغام نماز کا بجاتے کیونکہ حضرت عائشہ کو حکم پردہ میں بیٹھنے کا تھا ان کو باوصف موجودگی مردوں کے جو باہر جاتے آتے تھے تکلیف دینے کی کیا ضرورت تھی مگر ہاں مجھ البتہ تم کہہ سکتے ہو کہ بنو ہاشم و اہل بیت اطہار آنحضرتؐ بھی تقیہ کرنے تھے اور ایسی باتیں صرف بی بی عائشہ ہی سے فرماتے کہ راز فاش نہ ہو جائے مگر غضب تو یہ ہے کہ حضرت عائشہ سے تعمیل ارشاد نبویؐ میں وہ تاخیر اور عذرات بجا وقوع میں آئے جن کے صلہ میں آنحضرتؐ نے صاف طور پر فرما دیا کہ تم یوسفؑ کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو۔ اب اہل انصاف ملاحظہ فرمائیں یہ مثال حضرت صدیقہؑ پر کہاں تک اپنا اثر ظاہر کرتی ہے۔ حضرت یوسفؑ کے ساتھ والی عورتوں کا یہ قصہ ہے کہ انھوں نے جن میں زلیخا سرغنہ تھی

حضرت یوسف کو طرح طرح کے انتہام و الزام جھوٹے مکرو و تزویر سے لگا کر معصوم و ناکردہ گناہ کو قید خانہ میں ڈلوادیا کہ وہ حضرت انصاریہ عورتوں کی وجہ سے بارہ برس قید خانہ میں رہے۔ ہم پہلے سمجھتے تھے کہ خداوند عالم نے (ان کی گنہ گن عظیمہ) جو شیطان و عورتوں کے حق میں منسہر مایا ہے اس سے ازواج نبی بستہ ہونگی کیونکہ ان کی مدارج رفیع ہیں۔ مگر اس مثال سے درجہ حدیث مذکورہ بالا سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت عائشہ و حفصہ بھی اسی ارشاد خداوندی میں بہرہ صفت موصوف ہیں۔ پس نہ معلوم صدیقہ کا خطاب حضرت عائشہ کو کس کے دربار سے ملا ہے اور حفصہ فاروقہ کے سحرز خطاب سے کیونکہ محروم رہیں اگر باپ کی صدیقیت نے بیٹی کو صدیقہ بنایا تو دوسری صاحب بھی فاروقہ ہیں ان کی بیٹی کو بھی فاروقہ کہنا چاہیے۔

اصل یہ ہے کہ صدیقہ کبریا حضرت خدیجہ کالقبت تھابہ بنو جحہ کہ آپ نے بنی آدم میں سے پہلے آنحضرت کی تصدیق رسالت کی اور یہ خطاب غضب ہو کے حضرت عائشہ کو دیا گیا کیونکہ آنحضرت سے کسی حدیث فریقین میں عائشہ کو صدیقہ فرمانا پایا نہیں جاتا جیسا اصل سنت کی روایتوں میں ابو بکر کو صدیق اور عمر کو فاروق کہنا آنحضرت کی نسبت بیان کیا گیا ہے معلوم نہیں جھوٹ یا سچ مگر خیر کچھ اصل تو ہے۔

ابھی نماز جماعت کی امامت جسے جوہری صاحب نے خلافت کا تاج و تخت قرار دیا ہے زیر بحث ہے۔

سے جوہری صاحب امامت نماز میں آپ کو مجھ کہہ دو کوشش کیوں ہے اور خاص عہدہ اور تخت و تاج خلافت سے اسے کیا تعلق ہے جو حضرت ابو بکر کی امامت نماز پر گپ مڑے رہتے ہیں اور خواہ مخواہ ان کو امامت نماز کی بنیاد پر خلافت دینی دیتے

میں معلوم ہوتا ہے آپ اہل سنت کے حدیث و روایات و اقوال صحابہ سے بالکل ناوان و
 فہم ہیں اور ہندو سے غزوہ کے احکام سے بھی آپ بیخبر ہیں۔
 خداوند عالم حکم فرماتا ہے: **وَ اَرْكَوْا مَعَ الرَّاكِبِیْنَ** جب کو جھکنے والوں کے ساتھ
 حسب رسم و رواج اہل سنت زید و بکر کسی کی تخصیص نہیں۔ اسی لیے اہل سنت نے زمانہ
 سلف سے آج تک امامت نماز کے واسطے کچھ شرف و منزلت نہیں لگائی۔ دھنا۔
 جولاہ۔ گنہرا۔ قصائی۔ جسے دو سو تین یا دو سو میں اس کے پیچھے نماز پڑھ لی کیونکہ خدا
 نے جھکنے والوں کے ساتھ جھکنے کا حکم فرمایا ہے۔

رہا رسول خدا کا محل و یکسو صحیح مسلم و بخاری میں ابن عباس اور رافع بن عمر بن عبید بن
 جواس نے باب سے روایت کرتے ہیں کہ عبد الرحمن بن عوف رسول خدا کی صحت و سلامتی
 و موجودگی میں امام جماعت ہوئے اور رسول خدا نے خود ان کے پیچھے نماز پڑھی اور
 کچھ مضائقہ نہ کیا۔

اب فرمائیے اس امامت نماز پر کیا ناز و فخر باقی رہا اور عمدہ خاص و تاج و تخت
 خلافت اول کس کے ہاتھ آیا عبد الرحمن بن عوف یا ابو بکر کے۔ آپ کہیں گے
 پیام مرض کی امامت نماز مستند ہو اور جو اس سے قبل ہوا اس کا اعتبار نہیں۔ بہتر اسی
 مرض کی حدیث لیجئے۔ کتاب اہل سنت ابو داؤد میں عبد اللہ ابن زبیر سے روایت
 ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت ہوئی اور مسلمانوں کی جماعت میں سے
 ایک میں بھی آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ تو بلالؓ نے حضور نماز کے لئے ندا کی فرمایا کسی کو
 کہ دو نماز پڑھاؤ۔ میں باہر آیا ابو بکر موجود تھے میں نے حضرت عمرؓ سے کہا جو بیٹھے
 تھے کھڑے ہو جائیں لوگوں کو نماز پڑھائیے۔ آپ نے آگے بڑھ کر کبیر گئی چو کہ حضرت عمر

بڑی آواز کے آدمی تھے رسول اللہ نے ان کی آواز سن کر فرمایا ابو بکر کھان میں وہ نماز پڑھیں
یہ امامت و جماعت اللہ و مسلمانوں کو ناپسند ہے۔ ابو بکر نے وہی نماز عمر کی پڑھائی ہوئی پھر
اٹ کر پڑھائی۔

اب غور کیجیے اور انصاف فرمائیے۔ پہلے آنحضرت نے فرمایا کسی کو کھدو نماز پڑھاؤ
جس کا عربی کا بھی فقرہ لکھ دیتے ہیں فقال مردانہ یٰھٰلک الناس جس میں کسی کو
شبہ نہ رہے کہ ترجمہ ٹھیک نہیں جب حضرت عمر نے اپنی بڑی آواز سے نماز کی
امامت شروع کی تو آنحضرت کو شدت مرض میں سخت ناگوار و تکلیف دہ معلوم ہوئی آپ
نے حکم دیا کہ عمر امامت سے سزاوار اور ابو بکر منصوب ہوں کیونکہ میں حضرت زمرہ دل اور
کثیر الکلام بھی آواز کے آدمی تھے خیر انھوں نے عمر کی نماز کو حکم رسول خدا اٹھ دیا اور از
سر نو تکبیر سے نماز شروع کی اور تمام۔ پس ظاہر ہے کہ حدیث رسول خدا
میں کسی کی قید نہیں پہلے آپ نے بھی فرمایا کسی کو کھدو نماز پڑھاؤ مگر صرف عمر
کی کریمہ الصوت نے ابو بکر کو امامت کا تاج و تخت دیا اور آواز عمر نے یہاں تک تکلیف
پہنچائی کہ رسول خدا کو بھی سن کر مانا پڑا کہ اللہ و مسلمانوں کو یہ امامت ناپسند ہے
جو نماز عمر نے پڑھائی وہ باطل اور ناجائز کیونکہ نماز ہی اٹھ دی گئی مگر عمر کو
آتش مزاجی و غیظ و غضب حضرت عمر سے بہت ہی عجیب ہے کہ اس موقع پر آپ نے
نمائت ہی تحمل و عجز و انکسار کو کام لیا یا کہ چپکے پیچھے کھسک آئے اور
کچھ نہ بولے کیونکہ انھیں ایام شدت مرض میں اپنے رسول خدا کو خدیان سے نسبت
دی اور صیحا کتاب اللہ کہ رسول اللہ کے حکم سے عدول کیا۔ دیکھو حدیث
قرطاس صحیح مسلم و بخاری میں مگر بان یہاں تو ابو بکر کو امام جماعت بننے کا معاملہ تھا

کیونکہ نہ خاموش رہنے وہاں قضیہ برعکس تھا یعنی حضرت علیؑ کی خلافت مقصود تھی۔ کیونکہ جو ہماری صاحب بھی حدیث میں جو نص خلافت ابو بکر پر صدق ہیں اور جن کی رو سے ابو بکر خلیفہ ہوئے۔ کچھ تو خدا و رسولؐ سے خوف کھئے اور خلق خدا سے شرمائے۔ کیونکہ جابلون کو گمراہ کرنے ہو سکتا ہے کسی کی نہ سنی کے ختم اللہ علی قلوبہم وعلیٰ سمعہم وعلیٰ ابصارہم غیشاؤ کا جس قدر حدیث خلافت ابو بکر میں پیش کی جاتی ہیں بالکل بے سرو پا نہ عبارت کا ربط نہ مبتدا نہ خبر سر اسر موضوعی و مصنوعی میں معلوم نہیں کس کی بنائی ہوئی ہیں جیسے عقل سے بہرہ ہی نہ تھا۔ سر سید احمد خان محقق حال سے خطبات احمدیہ میں لکھا ہے ابو بکر کے متعلق ہم نے کوئی حدیث نہ پائی جس کا صحیح سلسلہ اس حضرت تک پہنچتا ہو جب حدیثیں جو بیان کی جاتی ہیں بالکل جعلی اور مصنوعی ہیں۔ سر سید احمد خان شیعہ تو ہیں نہیں نہ کہی تھے اہل سنت کی ہی کتابوں سے دیکھ بھال کر مجھ فقیر لکھا ہو گا۔

اب اپنے حضرت علیؑ کی طرست و جمع کی ہر اور جہانک اپنی نفاسی و سنانی اور زبان دراز کو دھت پر خوب ہی دل کا بخار نکالا ہے۔ مگر یاد رکھئے چاند کی طرف نہ پراخاک اڑائے وہی چاند بلکہ خاک اڑائے والا خود ہی اس خاک سے اٹ جائے گا۔ لوگوں کی نظر نہیں گرد و غبار کا پسند نظر آئے گا۔ اگر حق سے چشم پوشی ہو تو اتنی جو آپؐ کے اختیار کی ہر اور باطل کو بڑھانا چڑھانا ہو تو ایسا جیسا آپؐ کے رات کو دن اور دن کو رات کر دکھایا ہو سکتا ہے کیا تمام جہان کے ناصبی و خارجی اگر لاکھ برس تک ہاتھ پیر مار بن اور جھوٹی باتیں بتائیں تو کیا ہوتا ہے۔

اگر کس ٹپت کندیش بسوزد

چراغے اکلا یزد بر سر وزد

آپؐ فرماتے ہیں۔ اسی ضمن میں اُن احادیث کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے جو پیر اصل شیخ اہل سنت

کی کتب سے استدلال کرتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں صد ہاتھین ہزار ہا حدیثوں سے حل حق خلافت حقہ بلا فصل جناب اسیر
استدلال یہ معنی وار و ثابت کرتے ہیں اور کور باطنوں کو دکھا دیتے ہیں کہ دیکھو وہ
آفتاب عالم تاب چمک رہا ہے جس کی شعاعوں نے ہماری آنکھوں کو چکا چوند کر رکھا ہے

مگر خبر آپ نے دو حدیثیں پیش کی ہیں ہماری ہمارے مدعا کو کافی ہیں چلیے حدیث بار
بن عازب سے صحیح بخاری و مسلم میں روایت ہے کہ جب رسول خدا نے قصد غزوہ تبوک
کلیا جناب اسیر کو واسطے نگرانی اپنی بی بیوں اور بچوں کے مدینہ طیبہ میں محافظ مقرر

فرمایا کفار اشرار نے جناب اسیر کو طعن کی کہ رسول خدا آپ کو اپنے ساتھ کیوں نہیں
لیجاتے جناب اسیر کو یہ بات ناگوار گزری یہ حکایت رسول خدا سے کی اور کہا یا رسول اللہ
اتخلفن النساء والصبيان یعنی اے رسول خدا آیا خلیفہ کرتے ہو آپ مجھ کو

عورتوں اور بچوں پر حضرت نے خیمہ فرمائی امانت فرمائی ان تکوین منی بمنزلہ ہاتھوں
منہم سے اے اللہ لا نبی بعدی یعنی راضی نہیں ہوتا ہر تو میرے کہ ہو تو مجھ سے بہتر نہ
ہاروں کے ہوتی سے مگر تحقیق شان میری کہ نہیں کوئی نبی بعد میرے۔

سوال آپ کہتے ہیں کہ شیعہ اس حدیث کے معنی اپنے مطلب کے موافق لیتے ہیں مگر چند
دلائل معقول ان کا دعوے صحیح نہیں۔

جواب۔ ہم کہتے ہیں اہل حق وہی معنی لیتے ہیں جو حدیث کھڑی ہے اپنے مطلب
اور دوسرے کے مقصد سے ان کو کچھ غرض نہیں۔ اچھا صاحب ہم اس حدیث کے
معنوں میں آپ کی موافقت کرتے ہیں اب جو خوش ہوئے۔

سوال۔ آپ کہتے ہیں یہ خلافت جناب اسیر کی مثل خلافت حضرت ہارون

کے وقت معینہ پر مخصوص تھی۔

جب حضرت موسیٰ کو وہ طور سے واپس آئے حضرت ہارون خلیفہ زبیر بلکہ مستقل خود ہی نبی برحق تھے نہ خلیفہ اسی طرح پراس معاملہ کو قیاس کرنا چاہیے۔

جواب۔ ہم کہتے ہیں خلافت کا تو یہاں ذکر ہی نہیں رسول خدا صاف فرماتا ہیں کہ یا علی تم مجھ سے بہتر ہارون کے ہو موسیٰ سے یعنی جیسا حضرت ہارون شریک فی النبوت حضرت موسیٰ کے اپنی حیات تک رہے ویسا ہی تم بھی ہو مگر یہ البتہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

اس تشبیہ سے تو صاف ظاہر ہے کہ جیسا حضرت ہارون تادم حیات حضرت موسیٰ کے شریک فی النبوت تھے ویسا ہی جناب امیر بھی رسول خدا کے شریک فی النبوت رہے ہاں بعد رسول خدا کے نبی کا ہونا محال تھا جس کا اثبات حدیث میں ہوا ہے۔ پس جناب امیر کو دعویٰ نبوت نہ ہے نہیں خلافت بلا فصل کے مدعی ہیں تو کیا انصاف اسی امر کا مقتضی ہے کہ جو شخص حیات رسول خدا میں شریک فی النبوت رہا ہو اسے ان کی خلافت بھی نہ ملے اور جانشینی و ولایت ہی سے بھی محروم رہے آخر قصور کیا ہوا۔

جوہری صاحب۔ یہ حدیث خدا ہی نے آپ کی زبان سے نکلوائی ہے الحمد للہ خلافت تو درکنار جناب امیر رسول خدا کے شریک فی النبوت ہو گئے۔ (حضرت موسیٰ کو وہ طور سے واپس آئے تو حضرت ہارون خلیفہ نہ رہے بلکہ نبی رہے) ہم کہتے ہیں اگر خلیفہ وہی دونوں رہے تو کیا مضائقہ کیونکہ شرکت فی النبوت میں خلافت ضروری امر ہے۔ حضرت موسیٰ رسول اللہ صاحب شریعت اور حضرت ہارون نبی

و خلیفہ حامی و مددگار سخاوت و جان نثار ایسا ہی جناب امیر پر قیاس کرو کیونکہ جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ کے ساتھ نسبت تھی بعینہ جناب امیر کو رسول خدا کے ساتھ یکجہتی و برادری تھی۔ دیکھو حدیث منبر اترندی علی تجھ سے ہر اورین علی سے۔ پھر اب مغائرت کجا جیسا حضرت موسیٰ کی واپسی پر حضرت ہارون نبی و خلیفہ رہے ویسا ہی جناب امیر بھی بعد معاودت رسول خدا خلیفہ رہے اور شریک فی النبوت مثل حضرت ہارون کے عزیز بران کیونکہ آنحضرت نے فرمایا ہے میرے بیٹے نبی نہ ہو سکا مگر زمانہ حیات کے لئے کچھ استثنا نہیں کیا پس وہی مرتبہ جناب امیر کا حیات رسول خدا میں رہا جو حضرت ہارون کا حضرت موسیٰ کے زمانہ میں ورنہ مجھ نشیہم ہی بے سود و بیکار ہوتی ہے۔

سوال۔ آپ کہتے ہیں اس قسم کی خدمت بسبب ہمرازی کے بیٹی یا داماد ہی کو سپرد کیجاتی ہے پس جناب امیر کا چند روز کے واسطے بطریق محافظہ کے مقرر ہونا دلیل خلافت نہیں ہو سکتا۔

جواب۔ ہم کہتے ہیں یہ آپ کی سمجھ کا قصور ہے۔ حدیث میں منزلت ہارونی عطا ہوئی ہے محافظہ چہ معنی دار و جیسا حضرت ہارون کی اہل آئینت موسوی کے خلیفہ و جانشین ہوئے تھے ویسا ہی جناب امیر بھی۔ اور مجھ میں دلیل خلافت بلا فصل جناب امیر کی ہے۔ گرنہ بنید بروز شہرہ چشم ہا چشمہ آفتاب را چہ گناہ ہے ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ سبھی انرا و اقارب آنحضرت کے موجود تھے جو بقول اہل سنت اہلبیت میں داخل تھے جابائی کی قابلیت رکھتے ہیں مثل جناب عثمان داماد رسول خدا جناب ابوبکر و عمر جبکہ داماد رسول خدا حضرت عباس علیہ السلام و فضل رسول خدا کے چچا و

پہچان اور بھائی جناب زبیر مچھو پی زاد بھائی وغیرہ۔ پھر شخصیں جناب امیر کی کیا تھی کہ آپ ہی کو یہ منصب عالی عطا ہو کوئی خاص وجہ تو ضرور ہو گی کیونکہ حدیثین روایتیں تا بخیر فریقین کی شاہد حال ہیں کہ یوم نبوت رسول خدا سے تا دم آخر نہ کسی کو خطاب ہارونی ملا نہ غیر حاضری رسول خدا میں کمال قوم کے خلافت و امامت مثل حضرت ہارون کے۔ وجہ قوی تر یہ ہے کہ خدا و رسول خدا کو منظور ہو اگر جناب امیر رسول خدا کے خلیفہ برحق حیات رسول خدا میں ہی علی الاعلان مقرر کئے جائیں تاکہ بعد ممات رسول خدا کسی کو مجال چون و چرا نہ ہو پس جب آنحضرت غزوہ تبوک کے عازم ہوئے تو حضرت امیر کو مدینہ میں رہنے کا حکم دے کر تشبیہ ہارونی کا خلعت فاضلہ ان کو پہنچایا اور اپنا خلیفہ و جانشین و ولیعهد بنایا کیونکہ یہ موقع ہی ایسا تھا ورنہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت کسی معرکہ جنگ میں تشریف لگے ہوں اور جناب امیر ساتھ نہ ہوں اور مدینہ میں رہ گئے ہوں۔ ہر جنگ میں مقدمہ ہمیشہ تھے علی اور کیوں نہ ہوں جبکہ خداوند عالم نے قلع و قمع کفار و منافقین و مشرکان اشرار آپ ہی کی ذوالفقار شریار ہدیہ خدا و رسول مختار پر منحصر کر دیا تھا جس کی نسبت بروز فتح خیبر چیر تل وکیل رت جلیل باواز بلند کھ رہے تھے لافۃ الاعلیٰ لا سیف الاذد الفقاس ۵ اور رسول خدا و تمام صحابی موجود سن رہے تھے دیکھو حدیث اہل سنت نمبر ۷۷ سند صحیح رسالہ ہذا شاید آپ کہیں کہ یہی غزوہ تبوک بن جناب امیر ہمارا نہ تھے تو اس کی وجہ وہی ہے کہ آپ کو منزلت ہارونی عطا ہوئی تھی اگر ساتھ جانے تو حضرت ہارون کی تشبیہ کیونکر صادق آتی۔

علاوہ اس کے اس غزوہ کی بنیاد ہی کیا تھی ادھر مچھو نچے اور ادھر فتح ہوئی نہ لڑائی ہوئی نہ جھگڑا۔ رسول خدا خود بھی نہ تشریف لیجائے اور کسی کو بھیج دینا بھی

فتح ممکن تھی مگر زمین رسول خدا کا تشریف لیجانا جناب امیر کو خلیفہ و جانشین کر جانا
مصلحت خدا اور رسول بھی تھی۔

سوال۔ آپ کہتے ہیں کہ سید مرتضیٰ بن مرقوم ہے کہ حضرت ہارون نے حیات
حضرت موسیٰ ہی میں وفات پائی پھر خلافت کیسی۔

جواب۔ ہم کہتے ہیں بیشک ایسا ہوا حضرت ہارون کا پہلے انتقال ہو گیا
مگر یہ تو نہیں ہوا کہ حضرت موسیٰ کو ہر طور سے واپس آئے اور حضرت ہارون نے
قاب کو خالی کیا بلکہ یہ تک زندہ رہ کر شریک فی النبوت رہے اور جب قضا آئی
روح فی قاب کو چھوڑا کہ حضرت موسیٰ کی حیات ہی میں ہی مگر جناب امیر بفضلہ فصیح
وسالم دشمنان خدا اور رسول کی سرکوبی و کفش زلی کے لئے زندہ و موجود رہے
اور اسی طرح جب حضرت ہارون خلیفہ و شریک فی النبوت موسیٰ تھے یہ بھی تھا
رسول خدا میں شریک فی النبوت و خلیفہ و بعد ان کے مثل حضرت یوشع بن نون و حضرت
کالب بن یوقنا بفضل خلیفہ و رسول ہوئے۔

یہ تو فرمایا ہے کہ حضرت ہارون تو بوجہ انتقال خلافت موسیٰ سے محروم رہے
مگر جب حضرت موسیٰ نے اپنی غیبت میں کیا تھا یا مجھ کو اپنی قوم ان کے سپرد
کی تھی تو اگر حضرت ہارون زندہ رہتے تو امت موسیٰ کے خلیفہ و سردار و امیر و
ہوئے اور شریعت موسیٰ کی تکمیل کرنے لیکن جناب امیر سے کیا قصور
سرزد ہوا کہ رسالت محمدی میں تاحیات شریک فی النبوت و خلیفہ رہ کر
بعد حیات باوصف زندہ رہنے و ہمہ صفات موصوف ہونے کے خلافت
بلافضل سے محروم کیے گئے آخر کوئی وجہ تو ہونی چاہیے۔ رسول خدا نے تو

(لانی اہدی) فرمایا ہوا (لا خلافت اہدی) نہیں ارشاد کیا۔ رسول خدا کو حضرت ہارون کے انتقال کی خبر تھی کہ حضرت موسیٰ کی حیات میں ان کا انتقال ہوا اگر تشییم انھیں سے دی جو شریک فی البیت و خلیفہ موسیٰ تھے پس کیسا غضب اہلحدی حق تباری و حق پوشی ہے کہ جسے رسول اللہ اپنی حیات سہرا پر خیر و برکات میں شریک فی البیت اور اپنی غیبت میں خلیفہ و جانشین برحق بنائیں اسے بعد وفات رسول کے انتہائی بغض و تعصب و اغراض نفسانی سے باغوائے چند دنیا طلبان یوں معطل و بے کار کر دے اور خلافت کے بھی لائق نہ سمجھے اور اپنی گون کا خلیفہ تجویز کرے جس سے دنیاوی سناصب و مراتب ملنے کی اُسید ہوں فوس صد ہزار افسوس۔

سوال۔ آپ کہتے ہیں حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی تھے اور عمر میں کھان اور نبوت میں شریک اور گویائی میں افصح البیان۔ جب ان جملہ مراتب میں سے جناب امیر کو ایک بھی حاصل نہ تھا تو کیوں کر آپ خلیفہ بلا فصل ہو سکتے تھے۔

جواب ہم کہتے ہیں یہ سوال رسول خدا سے کرنا چاہئے تھا۔ آپ کے صدیق اکبرؑ دین نے کیوں نہ پوچھا کہ یا حضرت جیکہ حضرت علیؑ میں حضرت ہارون کے مراتب میں سے ایک بھی نہیں ہے تو آپ کیوں ان سے تشییم دیتے ہیں اور مجھے جو آپ خلیفہ بنا چکے ہیں جس کی میری بیٹی صدیقہ گواہ ہے۔ اسے آپ کیوں بھول گئے مگر یہ خیال کیا ہو گا کہ تیرہ سو برس بعد ہمارے عاشق زار ربان جو ہر صاحب پیدا ہون گے وہ شیعوں سے پوچھ لیں گے۔ اب ہم سے سنئے۔ یہ حدیث منبر صادق کی ہے جن کا ہر کلام وحی الہی تھا جب حضرت علیؑ بہ منزلہ حضرت ہارون کے ہوئے تو سب مراتب ہارونی پر قبضہ بلا شرکت غیرے پا گئے۔ وہ حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی تھے۔ یہ رسول خدا کے چچا زاد بھائی

وہ چچا کیسا جس نے رسول اللہ کی پرورش کی اور ہر حال میں سینہ سپر جان نثار رہا پس آنحضرت نے انہیں حقوق عمومی کی وجہ سے حضرت علیؑ کو اپنا بھائی و یار دین و دنیا دونوں کا بنایا دیکھو حدیث نمبر ۲ ترمذی سند جبرمہ رسالہ ہذا۔ اور اس حدیث سے تو کچھ پردہ ہی نہ رکھا جیسے حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے حقیقی بھائی تھے ویسا ہی حضرت علیؑ حضرت رسول خداؐ کے حقیقی بھائی ہو گئے کیونکہ آپؐ نے حدیث میں بمنزلہ ہارونؑ کا لفظ فرمایا ہے نہ نسل و غمیرہ۔

اور نبوت میں شریک ہونا بھی مثل حضرت ہارونؑ کے۔

اور افصح البیان ہونا بھی غرض کہ جو مراتب و صفات ہارونی تھے بعینہ سب حضرت علیؑ کو مل گئے۔ اور یہ خدا کی دین ہے اس میں کسی کا اجارہ نہیں ہے۔
خدا کی دین کا سوئی ہو چھپے حال کہ آگت لینے کو جائیں پیٹری ہو جائے
عمر بن کلان و خورد ہونا بھی کیا بات ہے بیان مدارج و مراتب کا ذکر ہے یا بڑائی و چھوٹائی کا۔ حضرت موسیٰؑ صاحب شریعت رسول اللہ تھے حضرت ہارونؑ باوصف عمر زیادہ ہونے کے نبی شریک فی النبوت و خلیفہ پھر عمر زیادہ ہونے کی کیا فضیلت ہوئی حضرت علیؑ کا افصح البیان ہونا اگر تاریخین و روایتین دیکھو تو معلوم ہو۔ حال کی تصنیف تنقید کلام مصنفہ میر علی صاحب بیرسٹراٹ لاجج ہائی کورٹ کلکتہ سنی المذہب نے حضرت علیؑ کو اعلم الناس بعد رسول خداؐ کے تاریخون و روایتون سے چھان بین کر کے لکھا ہے۔

مولوی عماد الدین سنی المذہب جو عیسائی ہو گئے ہیں اعجاز قرآن نہیں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے اقوال کلام اللہ سے بلاغت و فصاحت میں بڑے ہوئے ہیں اور

قول حضرت علیؑ اور کلام اللہ کی آئین لکھ کر دکھلا دیا ہے مگر تم اس پر اعتماد و اعتقاد نہیں رکھتے کہ کلام اللہ پر کسی کے کلام کو سبقت ہو ایک محقق کا خیال ذکر کرتے ہیں اور ہستی روایتیں صد ہا حدیثیں حضرت علیؑ کی افصح البیان کی تصدیق کرتی ہیں۔ مگر ان سب کو طاق پر رکھ دو اور خبر صادق کے قول پر اعتماد کرو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا يَجِيءُ حَدِيثٌ مَقْبُولٌ فَمَنْ لَقِيَ مِنْهُ شَيْئًا فَهُوَ شَيْءٌ عَامٌّ رَكْمَتِي هِيَ اللَّهُ لَيْسَ بَاقِي هُمْ۔

سوال۔ آپؑ کہتے ہیں حضرت رسولؐ خدا نے جو تشبیہ کہ جناب امیرؑ کو حضرت ہارون سے دی ہے اس سے ثابت ہے کہ جیسے حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کی حیات میں خلیفہ تھے ویسے ہی جناب امیرؑ بھی حیات مبارک رسولؐ خدا میں خلیفہ رہے ہوں چونکہ بعد وفات حضرت موسیٰؑ حضرت یوشع بن نونؑ و حضرت کالب بن یوفا خلیفہ ہوئے اسی طرح سے بعد وفات رسولؐ خدا حضرت صدیق اکبرؑ خلیفہ ہوئے۔

جواب۔ ہم کہتے ہیں جناب امیرؑ حضور رسولؐ خدا میں شریک فی النبوت و خلیفہ اور غیبت میں خلیفہ مطلق رہے تشبیہ سے یہی ثابت ہے پس بعد وفات رسولؐ خدا وہی مستحق تر خلافت کے ہونگے جو حضور میں شریک فی النبوت و خلیفہ و غیبت میں خلیفہ مطلق رہے ہیں ابو بکرؓ کا خلیفہ ہو جانا اور حضرت علیؑ کا خلافت سے محروم ہونا جھگڑا اور نادان آدمیوں کا جوڑ توڑ ہے۔ یہی تو ہم یوحیٰؑ ہیں کہ رسولؐ خدا کی حیات میں بقول آپؑ کے جو خلیفہ رہا ہو بعد وفات اس کی خلافت پر کیوں نہ اجماع ہوا اور رسولؐ خدا کے حیات کی خلافت کیوں بھینچکارہ سمجھی گئی آپؑ

کھین گے سلمان راضی نہ ہوئے۔ ہم کہتے ہیں سلمانوں کو بھار میں چھو نہ کو۔
 آپ کے صدیق نے جوہر قول رسول خدا کی نسبت حدیث یا رسول اللہ کہتے رہے
 کیوں نہ جاہلون کو سمجھایا۔ اور حدیث کے معنی و مطالب ذہن نشین کئے۔
 نک خود ہی خلیفہ بن بیٹھے۔ سبحان اللہ۔ این کار از تو آید و ہیران چندین کند بھلا
 جوہر ہی صاحب سیدہ تو فرمائیے کہ اس حدیث سے اور البکر سے کیا لگاؤ و مناسبت
 ہے جو حضرت یوشع بن نون کی طرح خلیفہ ہو گئے کیا حضرت یوشع بھی چند جاہلون
 کے اجماع سے خلیفہ ہوئے تھے۔ یا ان کو خود حضرت موسیٰ نے اپنا خلیفہ کیا
 تھا یہی تو پیچیدہ کہ امامت و خلافت میں بجانب اللہ و رسول ہوتی ہے جیسا حضرت
 یوشع و حضرت علی خلیفہ و جانشین ہوئے دوسروں پر اجماع ہوا تو ہو کرے اس اجماع
 کی حقیقت یہی کیا ہے جس میں قوم کے شرفاؤ و نجاشاں نہ ہوں۔ دیکھو حدیث منذر حبیب
 ذیل امام احمد انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے سلمان فارسی سے
 کہا کہ رسول خدا سے پوچھو کہ ان کا وہی کون شخص ہے پس سلمان فارسی نے
 رسول خدا سے پوچھا حضرت نے فرمایا کہ موسیٰ بن عمران کا کون وہی تھا۔ سلمان نے
 جواب دیا کہ یوشع بن نون منبر یا میرا وہی میرا وارث میرے وعدہ کا وفا کرنے
 والا علی ابن ابی طالب ہے پس اب تو کوئی شک باقی نہ رہا۔ اور آپ کے صدیق دودھ
 کی سی مکھی خلافت سے الگ ہو گئے کیونکہ یوشع بن نون کا بھی مرتبہ جناب امیر
 ہی کو مل گیا

سوال آپ کہتے ہیں جب رسول خدا نے (انتم لانی بعدی) کو کہ تملی خبریہ سنو
 استثنافرماتو منصب یعنی نبوت در صورت حیات حضرت ہارون اجدد حاست

حضرت سوئی ہر از بدانہ ہوتا جیسا کہ بچہ استشنا کے جناب امیر سے قطعاً
جدا ہو گیا۔

جواب ہم کہتے ہیں۔ ہم نہ جملہ خبریہ جانین۔ نہ جبریہ و قدریہ۔ صاف بات
یہ کہ حضرت سوئے کے بعد نبی ہوئے ہیں۔ حضرت رسول خدا خاتم النبیین ہیں
آپ کے بعد رسول و نبی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے (انتم لانی نبی بعدی) فرمایا
کہ حضرت علیؑ کو بعد میرے کوئی نبی نہ سمجھو مگر خلیفہ جو میں نے اپنی حیات ہی
میں کر دیا ہے۔ سو ہی حضرت علیؑ کو دعویٰ تھا اور ان کے تابعین کو اب تک
ہے کہ جب آپ حیات رسول خدا میں خلیفہ ہوئے تو بعد وفات بدرجہ اولیٰ
جانشین و وصی و ولیعهد و خلیفہ کا منصب آپ کو ملا۔ استشنا نبوت کا
سوا ہے نہ خلافت و امامت کا جدائی نبوت سے ہوئی ہے نہ کہ خلافت سے
تمہاری الٹی سمجھ ہے جملہ خبریہ کو وظیفہ بناؤ اور شہد لگا کر چالو۔ حضرت
ہارون زندہ رہتے تو بعد حضرت سوئے سے خلیفہ ہوتے حضرت علیؑ حیات میں
بھی خلیفہ رہے اور وفات کے بعد بھی خلیفہ بلا فصل۔ ہر کہ شک
آرد کافر گردد۔

سوال۔ آپ کہتے ہیں ولو فرضا۔ حضرت ہارون بعد حضرت سوئے
کے زندہ بھی رہتے بلاشبہ رسول مستقل رہتے اور بدستور دیگر انبیاء
اللہ کے ضروری تبلیغ احکام شریعت فرماتے چونکہ جناب امیرؑ میں یہ صفت نہ تھی
پھر استحقاق خلافت کیسا۔
جواب۔ ہم کہتے ہیں حضرت ہارون اگر زندہ رہتے تو خدا حکم دیتا وہ کرتے

(ضروری تبلیغ احکام شریعت کرتے) خدا کو علم ہے کیا کرتے کیا نہ کرتے ۔ ہاں یہ خیال میں آتا ہے تکمیل شریعت موسوی کرتے (کیونکہ حضرت موسیٰ کی خلافت اُن کو ملتی) پس جبکہ حضرت علیؑ میں صفت خلافت موجود تھی اگر انکو تم لوگ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولیہٗ من بعدہ فربما یصلحکم اللہ تعالیٰ تو تکمیل شریعت محمدی کرتے اور خدا کے احکام و رسول اللہ کے فرمان پر پورا پورا عمل ضروری ہوتا ۔ اسلام میں جو ختم پڑا اور بہتر فرم ہو گئے میم کچھ نہ ہوتا سب کو سید ہی راہ ہلجاتی گمراہی کا طریقہ بند ہو جاتا احکام خدا میں تاویلین بیجا ۔ احادیث بنوی کی تو جیہیں رکب نہوتین اسلام ایک ڈیڑے پر لگ جاتا جس سے جنت کا رستہ قریب تھا غرضکہ سب کچھ ہو رہتا اور اسلام اپنا آپ ہی نظیر بنا مگر ہاں دنیا نہ تھی جہر انت فریقہ ہوئی ۔ دین تھا جس سے روگردانی کی بس یہی بات تو تھی کہ دنیا طلبوں نے حضرت علیؑ کو اپنی گون کا بنایا اور رسول خدا کا انتقال ہوتے ہی یاروں نے بساط خلافت بچھا کر زمانہ کا رنگ بدل ہی دیا اور ایک نئی دنیا قائم کر دی ۔

سوال ۔ آپ کہتے ہیں حدیث شریف میں استثنا منقطع موجود ہے اگر اس کو شیعہ متنازل خیال کریں تو اس صورت میں حدیث رسول خدا کی صریح تکذیب ہوتی ہے قطع نظر ان جملہ اسوار کے کہ شیعہ بتا دیں کہ حدیث موصوفہ میں کونسا لفظ ایسا ہے جس سے نفی خلافت خلفائے ثلاثہ واثبات امامت جناب امیر پالی جاتی ہو ہاں اگر فی وقت سن الاوقات کہا جاوے تو میم عین مذہب سنت و الجماعت کا ہے ۔

جواب ۔ ہم کہتے ہیں استثنا منقطع ہو یا غیر منقطع یا اور کچھ مگر

نبوت سے استثنائاً خلافت سے نہیں ہے۔ اور بعد رسول خدا کے نہ کہ حیات میں پس اصل حق حیات رسول خدا ہی سے خلافت حقہ جناب امیر کے قائل ہیں جیسا تم کو بھی عذر نہیں ہے کہ حیات رسول خدا میں جناب امیر خلیفہ تھے۔ پس خلافت جناب رسول خدا کا سلسلہ تا دم آخر حیات و بعد از ان بعد وفات رسول خدا حیات جناب امیر کے دم آخر تک قائم رہا۔ اس کا استثناء حدیث میں نہیں ہے۔ اور وہی (لفظ بہتر لہ ہارون) سند بخیر حدیث ہذا نفی خلافت خلفائے ثلاثہ پر دلیل کافی و وافی ہے۔ کیونکہ جب خلافت کا سلسلہ حیات اور بعد وفات بدستور قائم رہا۔ پھر غیر کی گنجائش کجا۔ سبحان اللہ فی وقت سن الاوقات کی خوب ہی دل بھلاؤ کہانی ہے جسے سکر بچے شیر خوار بھی سن سکتے ہیں مع یہ خوش گفت است سعدی در زلیخا۔ ابھی تو آپ ابو بکر کی خلافت ثابت کر رہے تھے۔ اب ثانی و ثالث کہہ رہے آگودے بیل نہ کوو آگودی گون۔ پھر تماشا دیکھے کون۔ حدیث حضرت علیؑ کی شان میں شرکت فی النبوت و خلافت فی غیبت ان کی ذات خاص سے مختص آپ کے خلفائے ثلاثہ تو اس سے مشرق و مغرب کا فاصلہ رکھتے ہیں مگر ہاں خلافت تشریفی کے خیال نے آپ کو فی وقت سن الاوقات کہنے کا موقع دیا ہے۔ اب ہم آپ سے خصوصاً اور تمام دنیا کے سینوں سے معمور ما پوچھتے ہیں کہ خلافت جناب امیر کی جو حیات میں تا دم واپسین رسول خدا رہ کر جس کے تم بھی قائل ہو گئے ہو بعد وفات کے ۲۵۔ ۲۶۔ برس تک کیوں بے عمل و بیکار ہو گئے اور فی وقت سن

الاورقات پر منظر کرنے کی کیا وجہ کیا کوئی استثناء حدیث میں ہے کہ ابو بکر تم غمان
جب خلافت کر لینے تب جناب امیر کی طرف پھر خلافت رجوع کرے گی۔ لا اَوَّلَ
وَلَا قَوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ برین عقل و دانش یاسید گریٹ۔

اب سنئے نشان و نزول اس حدیث مقدس کی جو آپ نے بیان کی ہے
کہ جناب امیر کو واسطے نگرانی اپنی بی بیوں و بچوں کے مدینہ طیبہ میں محافظ
مقرر فرمایا اور کفار اشرا نے طعن کی اس پر آپ نے رسول خدا سے عرض کیا
کہ آج مجھے عورتوں و بچوں پر خلیفہ کرنے ہیں (تب یہ حدیث آنحضرت نے
فرمائی شاید ایسا ہوا ہو مگر اس حدیث نے تو کفار اشرا و ان کے ہم خیال و ہم زبان کو
طعن کو خاک میں ملا دیا اور جناب امیر کو تاج ہارونی سپہا کر تخت شریعت فی النبوت
و خلافت بلا فصل پر بٹھا دیا پھر بھی وہی عورتوں و بچوں کی محافظت جیسا آپ کو
اب تک اسی قول کفار اشرا پر اصرار ہے اور حدیث نبوی سے انکار پس نہیں معلوم
آپ کیسے مسلمان ہیں کہ قول کفار کے مصدق و مخبر صادق کی حدیث کی
مکذب ہ

گر تو قرآن بدین نہ خط خوانی مبری رولتی مسلمان
کیا حضرت سوسے نے حضرت ہارون کو یہی حکم دے کر خلیفہ مقرر کیا تھا
کہ عورتوں و بچوں کے لئے آٹا دال نمک تل بازار سے لادینا اور دروازہ
پر رہ کر ان کی محافظت کرنا یا رسول خدا نے حضرت علی سے فرمایا تھا کہ تم کو
بہتر نہ ہارون خلیفہ تو کر جائے میں مگر بجز محافظت عورتوں و بچوں کے اور کچھ
نہ کرنا جیسا اہل سنت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عبد اللہ ابن مسعود کو امامت نماز

کا حکم دیا تھا اور عجیباً تنقیص شان و منزلت حضرت علیؓ میں کیسی بے سرو پا باتیں بنائی جاتی
 ہیں اور ایسی تاویلیں اور توجہیں کر کے حکم خدا و رسولؐ میں قائم کی جاتی ہیں جن سے آیت و
 حدیث کے معنی و مطالب الٹ پلٹ جاتے ہیں مگر کچھ ہی ہو چل سنت کو خلافت ابو بکر
 ہی مان لینا واجب ہے۔ عبداللہ ابن بکرؓ کی پھر اس حدیث میں اس لئے لگائی گئی ہے کہ کوئی
 یہ نہ سمجھے کہ حضرت علیؓ نماز بھی پڑھتے تھے ورنہ مثل امامت نماز ابو بکرؓ کو خلافت کی
 جبر بنائی گئی ہے حضرت علیؓ بھی امام جماعت بن کر خلیفہ نہ ہو جائیں پس کوئی نہ کوئی
 روڑا چلتی گاڑی میں اٹکا دینا چاہئے۔ امامت نماز کی اصلیت و وقعت ہم نے بحث
 امامت نماز میں لکھ دی ہے کہ رسولؐ خود نے خود ہی عبدالرحمن ابن عوفؓ کے پیچھے نماز
 پڑھ لی اور مرض الموت میں آپؐ نے امامت نماز کے لئے کسی کی قید نہیں لگائی یہ فرمایا۔
 (کسی کو کھدو نماز پڑھاوے) پس غزوہ تبوکؓ کو جاتے وقت آنحضرتؐ و حضرت علیؓ کو
 بمنزلہ ہارونؓ خلیفہ و جانشین کیا جیسا کہ حضرت ہارونؓ کل قوم پر سردار و خلیفہ
 مطلق ہوئے ویسا ہی حضرت علیؓ بھی سردار و خلیفہ مطلق ہوئے پھر مہمان عبداللہ
 ابن بکرؓ کی کہان گنجائش رہی اور امامت نماز اس میچارہ کو کیونکر نصیب ہوئی ہاں اگر
 اس حدیث میں امامت نماز کا استثناء ہوتا تو ہم مان بھی لیتے اور کہتے کہ جب امامت نماز
 کی وقعت ہی کچھ نہیں ہے رسولؐ خدا عام مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے
 اور حکم دیتے کہ کسی کو کھدو نماز پڑھاوے۔ تو یہ استثناء چہ معنی دارد۔
 بات یہ ہے کہ خلافت مطلق جناب امیرؓ عبداللہ ابن بکرؓ نے کبھی سکھ آپ کے
 نماز پڑھا دی ہوگی اس پر یہ بات کا بتنگڑا بنایا گیا ہے ورنہ کچھ اہل نہیں۔ اسی
 لئے جو ہر صاحب نے اس امامت کا ذکر ہی نہیں کیا کہ کون ایسی بے سرو پا بات

کہہ کر خجالت اٹھاوے۔

حدیث نجم خذیر یا معشر المسلمین الست اولیٰ بکم ست
انفسکم قالو بلی۔

قال من کنت مولاهُ فعلى مولاهُ اللهم وال من والاه
وعاد امن عاداه۔

اگر وہ مسلمانان مقرر رہے کہ مجھ کو جان اپنی سے زیادہ دوست رکھتے ہو
تم پس جو کوئی مجھ کو دوست رکھے علی کو دوست رکھے بار خدا یا دوست رکھے اس
شخص کو جو دوست رکھے اس کو اور دشمن رکھے اس کو جو دشمن رکھے اس کو۔
غضب تو یہ ہے کہ تم حدیث کو کاٹ چھانٹ کر اپنے مطلب کے مطابق بنا لینے
ہو اور جو جی میں آیا معنی بیان کر کے ان اپ شتاپ بکے جاتے ہو۔ حدیث کر
پورے فقرات تو لکھ دیتے جو اہل سنت کی کتابوں میں لکھے ہیں اور ان پر پھر اپنی بڑ
ہانکتے۔ اہل سنت نے معذوں میں ایسا پھر کیا ہے مگر فقرے پورے لکھے ہیں تم ان
بھی تم ترف کرتے ہو۔ نہ خوف از خدا و نہ شرم از رسول۔

حدیث صحیح۔ عن ابیہ ابن عمار بن وزید بن ارقم ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزل بغدیر خم اخذ بید علی
فقال الستم تعلمون انی اولىٰ بالمومنین من انفسهم
قالو بلی قال الستم تعلمون انی اولىٰ بكل مؤمن من
نفسه قالو بلی۔ فقال اللهم من کنت مولاهُ فعلى
مولاهُ اللهم وال من والاه وعاد امن عاداه

فلقد عمر بعد ذلك فقال هنيئاً يا ابن ابي طالب
اصحبت واسبيت مولیٰ کل مومن ومومنه راواه
احمد وفي روايته له اللهم فانصر من نصر واخذل من
خذل له واحب من احبه وابغض من ابغضه -

ترجمہ بلفظہ امام احمد براہ ابن عازب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا جب غدير خم
(ایک بستی کا نام ہے) پر اترے تو علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے لوگو کیا
تم نہیں جانتے کہ میں ہونین کے ساتھ ان کی جانوں سے زائد مہربان اور دوست
ہوں۔ حاضرین بولے جی ہاں ہم خوب جانتے ہیں۔ پھر فرمایا کیا تم نہیں معلوم
نہیں کہ میں ہرگز ہوس کے ساتھ اس کی جان سے زائد مہربان ہوں۔ لوگوں
نے کہا ہاں آپ ایسے ہی ہیں۔ بعد آنحضرتؐ نے فرمایا۔ خداوند اچھے میں دوست
رکھتا ہوں علیؑ اس کا دوست ہے۔ ہاں خدا یا جو علیؑ کو دوست رکھے تو اُسے دوست
رکھے۔ اور جو اُس سے دشمنی کرے تو بھی اُس کو دشمن جانے۔

اس کے بعد حضرت عثم نے حضرت علیؑ سے ملاقات کر کے فرمایا اے ابوطالب
کے بیٹے تمہیں خوشی ہو تم ہر وقت صبح و شام ہر ہوس مرد اور ہوس عورت کے
دوست ہو۔ اور امام احمد کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ آنحضرتؐ نے
فرمایا ہاں خدا یا جو علیؑ کی مدد کرے تو اُس کی مدد کر اور جو اُسے رسوا کرنا چاہے تو اُسے
ذلیل کر اور جو اُسے دوست رکھے تو اُس کو دوست رکھے اور جو اُس سے دشمنی کرے تو
اُس کا دشمن ہو۔

یہ حدیث و ترجمہ اہل سنت کی کتابوں میں لکھا ہے جنہ آپ نے براۃ العقب

دو شہنی ترسیم و منیج کر کے مختصر الفاظ پر محدود کرو یا ہے۔ ہماری غرض پوری شد
لکھنے سے آپ کی خیانت و بددیانتی ثابت کرتا ہے اور سچہ دکھانا ہے کہ آپ کی
باتیں سب ایسی ہی بے سرو پا نکر و تزویر کی تصویر ہیں خدا آپ کے سکرے لوگوں کو
بچائے اور اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

پہلے ہم من کنت مولاً فعلی مولاً کے معنی پر بحث کرتے ہیں کہ آیا
اس کے کیا معنی اور خطاب میں سولے کے معنی اٹھنے اور ابھیر کرنے میں
اہل سنت نے بہت ہی کچھ ہیچ و تاب اور اضطراب و اضطراب ظاہر کیا ہے مگر کچھ
بن ہی نہیں پڑتی۔ اب آخر زمانہ میں سولے کے معنی درست کے بیان کے
کئے ہیں۔ مگر اس پر بھی اتفاق نہیں کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔ اصل یہ ہے
کہ اگر سولے کے معنی صحیح لیے جاویں تو البتہ حق بات سبھی کی زبان سے نکلتے
مگر جبکہ حق سے انحراف ہی پر کمر باندھ لی تو پھر جو چاہیں کہیں کوئی کسی کی زبان نہیں
بکڑتا۔ اور مفسرون کو جانے دو اسی حدیث کے ترجمہ پر اور اپنے ترجمہ پر غور
کرو تم کیا کہتے ہو اور اس حدیث کا مفسر و مترجم کیا کہہ رہا ہے تم کہتے ہو۔ اے
گروہ مسلمانان مقرر ہے کہ مجھ کو جان اپنی سے زیادہ دوست رکھتے ہو تم پس
جو کوئی مجھ کو دوست رکھے علی کو دوست رکھے۔

مترجم حدیث کا ترجمہ۔ علی کا ہاتھ پکڑ کر لے آیا اے لوگو کیا تم نہیں جانتے
کہ میں جو لوگوں کے ساتھ ان کی جانوں سے زائد مہربان ہوں۔ یہی بات
سکر و سرما کر فرمایا خداوند جسے میں دوست رکھتا ہوں علی اس کا دوست ہے
اب خیال کیجئے زمین اور آسمان کا فرق ہو گیا۔ ایسا ہی اور کسی سے ہوئے

کے معنی پوچھیے تو دوسرا ہی راگ الا پے گا۔ بہر حال نہ یہ درست ہے نہ وہ نہ دوستی کے معنی مولے کے حشر تک ہو سکتے ہیں اسی حدیث کے آخر فقرہ میں (واحب من احبه) جو اُسے دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ۔ لکھا ہے۔ اب فرمائیے ایک ہی حدیث میں ایک حکم دوست رکھنے کو منکنت مولیٰ اور دوسری حکم و احب من احبه جاتا ہے یہ کیسے معنی میں بالکل ہی شرم نہیں رہی اور ابو بکر کی خلافت نے ایسا مخمور کر دیا کہ انکھ ہی نہیں کھلتی۔ تمام حدیثیں رسول خدا کی جو کتب اہل سنت میں بطور روایت ہیں ہم نے ایک میں بھی دوست کو مولے کے معنی میں نہیں دیکھا اور نہ کہیں نشان و پتہ ہے۔ حضرت علیؑ کے فضائل میں جو حدیثیں لکھی ہیں۔ ان میں جب ذیل فقرات لکھے ہیں بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں۔ ترمذی میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے لا یحب علیاً منافق نہیں دوست رکھتا علیؑ کو منافق۔ حدیث جنگ خیبر بریدہ سے یحب اللہ ورسولہ۔ علیؑ کو خدا و رسول دوست رکھتے ہیں۔ امام احمد بن محمد بن عبد اللہ خطیب سے روایت ہے لا یحبہ الا مومن فمن احبه فقد احبني مومن احبني او حله الله الجنة علیؑ کو دوست نہیں رکھتا مگر مومن جس نے اُسے دوست رکھا اُس نے مجھے دوست رکھا۔ اور میرا دوست رکھنے والا جنت میں داخل ہو گا۔

عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے رسول خداؐ نے فرمایا من احبني فقد احبني جس نے علیؑ کو دوست رکھا اُس نے مجھے دوست رکھا۔

سلم بن زر بن حبیش سے روایت ہوا یعنی الامم علیہ کو
سوں کے سوا دوست نہ رکھے گا۔

پس حدیثوں میں دوست کے معنوں میں یہ الفاظ مستعمل ہوئے ہیں اور قرآن
مجید میں اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ وَلَا یُحِبُّ اللّٰهُ وَغَیْرُہُ سَوَیْہُمْ
خاص کیا وجہ ہے کہ اسی حدیث غیری میں ہونے کے معنی دوست کے لئے
جائے ہیں حالانکہ اس میں بھی احب من احبہ دوست کے لئے موجود ہے
بھائیوں کا نام خدا کا نام رسول اللہ دیکھو صمد ہا جگہ پر دوست کے معنوں میں یہی الفاظ
ملیں گے۔ اگر ہونے کے لفظ پر دوست کے معنی رسول خدا کی حدیث
سے کوئی ثابت کر دے بجز اس حدیث غیری کے تو ہم ہارے۔ ہم سچ کہتے ہیں کہ
کہیں بھی ایسا لفظ نہیں ہے جو ہونے کے معنی دوست پر صادق آوے۔ آخر
حق پوشی و دین فروشی کی کچھ انتہا بھی ہے۔ جبکہ صمد ہا حدیث میں رسول خدا کی
حضرت علی کی شان میں سراینیں جن میں ان سے دوستی رکھنے کی تاکید آئی
ہے اور تمام فضائل و مناقب ان کے ملے رسول اللہ صمد ہا بیان کر دے
تو اب اس حدیث دوستی کے فرمانے کی کیا ضرورت رہی ہاں ہم بات یہ کہ اس
میں برخلاف اور حدیثوں کے ہونے کا لفظ استعمال کیا تو ضرور کوئی وجہ چل
ہونی چاہئے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ حدیث تریف و ثناء سے دوہی معنی
قبل کی ہے اور حجتہ الوداع کی مراجعت میں جس کے بعد نہ کوئی حج ہوا نہ کہیں
کا سفر بلکہ آنحضرت کا دو مہینے بعد انتقال ہی ہو گیا۔ اِیہ اَمَلْتُ لَکُمْ شَکَیْہَ
وَاَتَمَمْتُ عَلَیْکُمْ نَعْمَتَیْ بھی نازل ہو چکا یعنی دین کا کمال اور نعمتوں کا

تمام ہونا۔ پس اب کیا باقی رہا صرف خلافت یعنی رسول خدا کی نیابت
اور قائم مقامی جسے خدا اور رسول ہی کی جانب سے مقرر ہونا واجب بلکہ فرض میں
تھا۔ جو اہل سنت و جماعت و غیرہ کتب لغات کا حوالہ دیتے ہیں کہ
سولے کے معنی مالک و غلام و دوست و ناصر و غیرہ ہیں پس کیا ضروری
کہ مالک ہی کے معنی لئے جاویں اور دوست و غیرہ کے نہیں۔ ہم
کہتے ہیں بیشک مالک و سرداری کے معنی سمجھنا چاہئے اور یہ بھی یہی
کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جس کا میں سولے ہوں اُس کا علی سولے ہے
پس ضروری کہ اس حدیث میں جو سولے فرمایا ہے وہ سرداری سے مراد ہے۔
دوست و غیرہ کوئی بھی سوزون و سنا سب حال نہیں ہیں۔ اہل سنت کی
لغات کا کیا اعتبار صد ہا برس بعد بنائی گئی ہیں جو معنی سنا قرض سرداری تھے
لکھ دیئے گئے ہاں یہ محاورہ عرب سولے غلام کو بھی کہتے ہیں۔ مگر یہاں غلام
سے مراد ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ ایسا سمجھنا خبط سرپا بے ربط ہے۔ پس
سردار اور مالک کے معنی سنا سب حال ہیں سو وہی لئے جاویں گے۔
ہم دعوت کرتے ہیں کہ جب رسول خداؐ نے صد ہا حدیثوں میں دوستی
کے لفظ کو احب۔ لا یحب۔ لا یحبہ میں اجنبی۔ احبک۔ لا
یحبہ فرمایا ہے تو بجز اس حدیث غیریہ کے سولے کا لفظ بھی دکھانا چاہئے
جس کے معنی دوست کے لئے گئے ہوں۔ جس کا یہ کلام ہی اُسی کے
قول کی نظیر چاہئے۔ لغت کس جانور کا نام ہے۔ ہم کو خبر صادق کہ کلام مجرب
نظام پر عمل چاہئے جس سے صاف اور صریح سولے کے معنی مالک

اور سردار کے ظاہر ہوتے ہیں اور بیشک و شبہ نہیں۔
 سوال۔ آپ کھتے ہیں اس حدیث کو مورخین اور اہل سیر نے سطح
 لکھا ہے کہ صحیح قصہ صرف اس قدر ہے کہ حضرت رسول خدا نے جب حجۃ الوداع
 سے مراجعت فرمائی اور اپنے قیام مقام خم غدیر میں کہ یہ موضع درسیان کہ
 معظمتہ و مدینہ منورہ کے واقع تھے کیا وہاں بعض اشخاص نے ہر بیان جناب
 امیر سے جو لیسہ کروہی جناب موصوف کے ہمہ بین پر مامور ہوئے تھے
 شکایت جناب امیر کی حضور میں رحمتہ العالمین کے کی حضرت نے بہ نظر
 دور اندیشی کے اپنے دل مبارک میں خیال نہ فرمایا کہ اگر ماتحت لوگ اپنے
 افسر سے ایسی ہی بدگمانیاں کرینگے تو انتظام اسلام میں یقیناً خلل واقع ہوگا
 اور سبب پیش بینی کے حضرت نے یہ بھی مصلحت سمجھا کہ اگر خاص شاکیوں سے
 ہی کہا جاوے گا تو عام لوگ متنبہ نہ ہونگے اس لئے خیر خواہ علم و برگزیدہ
 عالمیان نے حظیہ عام نہ فرمایا تا کہ تمام حضار کو معلوم ہو جاوے کہ جو کوئی
 اپنے افسر کے نسبت ذرہ برابر بھی گستاخی کرے گا وہ مصداق حدیث موصوفہ
 بالکافر ٹھہرے گا۔

جواب۔ واہ سیان جو ہر صاحب اپنے خوب ہی کہانی چرب زبانی
 سے سنائی بہت دل خوش ہوا۔ مگر جبکہ کسی راوی کا نام سے نہ کتاب
 کا حوالہ چھپ کر پوچھا ایسی کہانیوں پر لوگ اعتبار کرینگے۔ مرد خدا کبھی تو
 سچ بولو لعنت اللہ علی الکاذبین۔
 امام احمد عمر بن شاریش سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت علی کے

ساتھ میں کی طرف گیا انھوں نے مجھ پر کوئی زیادتی کی بات کی جب مدینہ میں آیا تو علیؑ کی شکایت مسجد میں لوگوں سے کی اور اس شکایت کی خبر رسول اللہ کو پہونچی اس کے بعد دن ایک دن مسجد میں گیا اور رسول اللہؐ اس میں اپنے یاروں کی جماعت کے ساتھ تشریف رکھتے تھے۔ مجھے آپؐ کھورنے لگے اور سہریا یا امی عمر و خدا کی قسم تو نے مجھے ایذا دی میں نے کہا امی رسول اللہؐ خدا میں آپ کے ایذا دینے سے خدا سے پناہ مانگتا ہوں فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں کہ جس نے علیؑ کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی۔

امام احمد بن محمد بن حنین سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ایک لشکر بھیجا اور اس پر علیؑ ابن ابیطالب کو اسیر بنایا اور وہ لشکر میں گئے پھر غنیمت کے مال میں سے انھوں نے ایک لونڈی لے لی لوگوں نے اُسے بُرا بھانا اور چار صحابیوں نے آپس میں معاہدہ کیا کہ جب رسول اللہؐ خدا کے پاس جائینگے تو اس کی خبر کرینگے پھر جب وہ آپ کے پاس آئے تو اُن چاروں شخصوں میں سے پہلے نے کھڑے ہو کر کہا امی رسول اللہؐ خدا کی قسم علیؑ ابن ابیطالب نے ایسا ایسا کیا آنحضرتؐ نے اُس سے منہ پھیر لیا۔ پھر دوسرے نے کھڑے ہو کر اُسی طرح کہا آپ نے اُس سے بھی منہ پھیر لیا۔ تیسرا اور چوتھا کھڑا ہوا آپ نے اُن دونوں سے بھی اعراض کیا۔ پھر رسول اللہؐ خدا کی طرف متوجہ ہوئے اور غصہ کے آثار آپ کے چہرہ مبارک میں بچانے جاتے تھے پھر فرمایا لگے تم علیؑ سے کیا چاہتے ہو اور مجھ کلمہ تین مرتبہ فرما کر کہا علیؑ مجھ سے ہوا میں علیؑ سے اور علیؑ کے سوا کوئی میرا قرض ادا نہ کرے۔

کیون بیان جو ہر صاحبِ قلم قصہ توحیدِ نبویؐ کا ہے آپ کے ختمِ غدیر

میں کہاں جا کھینچا سح میں تفاوت رہ از کجاست تا کجا۔ دروغ گویا فظہ نہا شد
بس منافقین نے انھیں دو موقعوں پر حضرت علیؑ کی شکایت کی ہے حدیثوں سے
یہی پایا جاتا ہے۔ اگر کسی سو رخ مستعصب نے مثل آپؐ کے کوئی جھوٹی روایت
لکھ دی ہو تو بہقابلہ حدیث کے سو رخ کے قول کا اعتبار نہیں ہو سکتا۔
آپؐ کا یہ قیاس صحیح ہو گا کہ بسبب پیش منی کے حضرت نے مجھ مصلحت سمجھا
کہ اگر خاص شاکیوں سے ہی کہا جاوے گا تو عام لوگ شبہ مندو گئے اس لئے
خطبہ عام نہ فرمایا۔ الحمد للہ کہ ان عام میں آپؐ کے خلفائے ثلاثہ بھی شامل تھے
نہی تو جناب عمرؓ خطاب نے حضرت علیؑ کو مبارکباد دے کر کہا کہ اے اسیطاب
کے بیٹے مبارک ہو کہ تم ہر صبح و شام ہر سو سن مرد و ہر سو سن عورت کے ہوئے ہو جن میں
جناب عائشہ صدیقہ و حفصہ بھی داخل ہو گئی۔

سوال۔ آپؐ کہتے ہیں اس کی مثال ایسی کہ کوئی تحصیلدار چند پیر اسمیوں کے ساتھ
اپنے جمعدار کو تحصیل مال کے لئے بھیجے پیر اسی کام میں غفلت کریں یا تحصیلدار سے جمعدار
کی جھوٹی شکایت کریں تو تحصیلدار کو ضرور ہے کہ اپنے ماتحت کے کل ملازمان کو جمع
کر کے عام حکم سنا دے کہ اگر کوئی اپنے افسر کی اطاعت میں کمی کرے گا تو وہ
محسوس قرار پاوے گا۔ اس لئے کہ اہانت جمعدار میں اہانت تحصیلدار ہے
مگر مراتب فیما بین زمین و آسمان کا فرق ہے اسی طرح مراتب رسول خدا
اور حضرت مرتضیٰ میں بعد المشرقین کا فرق ہے۔

جواب۔ ہم کہتے ہیں آپؐ یہ رائے اپنی حکام بورڈ کے پاس بھیجے وہ
قانون مال میں داخل کر دینگے آپؐ کو کچھ انعام بھی مل جائے گا۔

آپ سُن چکے ہیں کہ شکایت کرنے والوں کو رسول خدا کے دربار عالی سے کیا سزا ملی اور شکایت بجا کر کے سو ذمی و مغضوب رسول خدا بنے یہ کس مرتبہ باقی رہ گئی کہ کتنے پر دو چار چوتیان تڑا تڑ پڑا جاتین۔

حضرت علی کا شرف دو بالا ہو گیا یعنی علی مجھ سے ہے اور میں علی سے جس نے علی کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی قول مخبر صادق۔ پھر اب بھی مراتب میں بعد المشرقین رہا یا دو چار سترل اور قریب آگیا۔

اللہ اکبر آپ نے فرق مراتب اور بعد المشرقین کہنے کو مجھ مثال دی ہے۔ ورنہ اس سے کچھ مناسبت ہی نہیں۔ خاص کی شکایتوں پر عام کو تکلیف دیکھاوے اور ایک ایسا مجمع کیا جاوے جس میں بروایت اہل سنت و تہذیب اور بروایت اہل حق ایک لاکھ چھ ہزار اور چھ ہزار وہی جو صد ہا مرتبہ لوگ سُن چکے تھے یعنی علی کو دوست رکھنا مجھے دوست رکھنا ہے نہ خاص شکایت کا مذکور نہ اُن کیونچہ عتاب و خطاب سعادۃ اللہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ رسول خدا صاف بات کہنے اور مسلمانوں پر عتاب کرنے سے ڈرتے تھے جسے تقیہ کہتے ہیں۔ کیونکہ ایسی لغو و پوچھ باتیں لکھ کر اپنے مذہب کو منسواتے ہو خدا سے ڈرو اور رسول خدا پر تو بیجا اشتہام نہ کرو۔ مگر تم کو شرم کہاں۔ دیکھو تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی سہیل دہلوی جو تمہارے پیروں میں کہتے ہیں۔ نقل کفر نہ باشد۔ رسول اللہ کا مرتبہ خدا کے سامنے مثل ایک چار کے ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

(شیوہ کہتے بھی ہے دعویٰ اسلام بھی)

سوال۔ آپ کتنے ہیں کہ شیعہ خباب اسیر کو نفس رسول سے مناسبت

نکلی دیتے ہیں اُس کی تردید لافح الیہ کا شانی کی تفسیر خلاصۃ النہج سے بخوبی ہوتی ہے
آخر سورہ توبہ میں تفسیر آ کر یہ کہ ہم قوم لا یفقهون بد کی اس طرح لکھی ہے
ایشان گروہ ہے اند کہ درمی پابند حق را و ہم نمی کنند از غایت نفاق در رواج کفر و عناد
در باطن ایشان و در ان تدبیر نمی کنند تا حق را در پابند - بعد از رقم اہل کفار و نفاق و وہیہ
ایشان یہ عقاب سبیل عموم خطاب بچین بندگان می کنند کہ لقد کذبنا ثم سنوئل من
انفسکم ترجمہ کا شانی بر تحقیق و یقین کہ آد بہ شما اسے کافیہ مسلمانان فرستادہ حکم
خذ العینی از جنس شما در بشریت تا بواسطہ جنسیت با او مخالط نمایند و بر وجہ سہولت افادہ
و استفادہ در خود گیرید۔

یا آد اسے اہل عرب رسولے از شما تکلم بہ لغت شما یا از قبیلہ شما۔ اس عبارت
سے ظاہر ہے کہ عام مسلمانوں کو بہ سبب بشریت و ہم جنسیت کے رسول خدا سے
مشابہت تھی اُس میں تخصیص جناب انبیا کی کیا باقی رہی۔

جواب۔ ہم کہتے ہیں تفسیر میں تین باتیں ہیں از جنس شما در بشریت۔ یا
رسولے از شما تکلم بہ لغت شما۔ یا از قبیلہ شما۔ پھر تخصیص بشریت و ہم جنسیت
کی کہاں رہی اور رسول خدا بشریت و جنسیت ہی تھی تو اس سے یہی ثابت
ہو گا کہ جنس انسان سے ہم نے رسول بھیجا تاکہ تم بھی انسان ہو اس کے ساتھ
مخالطت و مجالست و مخالطت کرو اور اُس کی باتیں سنو۔ یعنی تم کو پکار نہ ہو
کہ رسول ہمارا غیر جنس تھا۔ اُس کی باتیں ہم نہیں سمجھ سکتے نہ اس کے ساتھ ہماری
مخالطت و مجالست ہو سکتی ہے اور کوئی بات اس تفسیر سے نہیں نکلتی۔ حالانکہ رسول
از شما تکلم بہ لغت شما۔ و از قبیلہ شما بھی موجود ہے مگر چونکہ تم کو حضرت علی کے

ساتھ سرسجاکہ و کاوش ہر جہان لفظاً نفسکم دکھائی دیا تم ٹھونک کر موجود ہو گئے کہ اس میں تخصیص جناب الہی کی کہاں ہے۔ اب ہم سے سنو جہان تخصیص ہی آیہ ہالہ میں انفسنا و انفسکم و ابنا و ابناکم و نسا و نساکم و اولادنا و اولادکم پائے نفس کو اور لڑکوں کو اور عورتوں کو جب بشکون نے پچھو ان کی تو رسول خدا حضرت علی وفاطہ و حسن و حسین کو سب اہل کرنے لگے پس ابنا و نسا و اولاد ہم میں جن و جنین و نسا ہم میں حضرت فاطمہ و انفسکم میں حضرت علی و سرار دینے لگے باقی تمام دنیا کے مسلمان رسول خدا کی ہجرت سے خارج ہو گئے اور کسی کو دعویٰ نہ رہا کہ رسول خدا کے ہم جنسیت کو غیار راہ سے بھی مشابہت کرے پس اس طرح حضرت علی کو رسول خدا کے نفس سے مناسبت کلی ہو گئی۔ کیون صاحب آپ نے اس انفسکم کو قرآن مجید میں نہ لکھا اور تفسیر تفسیرین پر توجہ نہ کی جس سے بعد الشرفین کا حال ظاہر ہو جاتا مگر آپ تو عام پرفرغہ ہو رہے ہیں خاصان خدا و رسول سے کیا عرض۔

سوال آپ کہتے ہیں لا فتح اللہ کاشانی کی تفسیر سورہ مائدہ پارہ لا یحب اللہ من مرقوم ہے یسار کہ مولے رسول بود یا چند نفر از عقب ایشان رفت۔ دیکھو بخوبی ثابت ہو گیا کہ مولے بہ معنی اول نہیں ہے بلکہ بہ معنی غلام کہ ہیں۔

جواب۔ ہم کہتے ہیں مولے بہ معنی غلام صحیح و درست و سجا مگر حدیث میں کثرت مولدات سے اور غلام سے کیا مناسبت ہے اگر تم اس طرح معنی اس حدیث کے فرض کرو کہ جو میر غلام ہے وہ علی کا غلام ہے تو چونکہ کل مسلمان ہم مردیم عورت سبھی حضرت رسول خدا کے غلامان غلام میں سے ہیں ہم بھی تسلیم کرینگے کہ سب کل امت رسول خدا کے غلام ہوئے ویسا ہی حضرت علی بھی ان غلاموں کے

سوئے ہوئے چلو چھڑا طرہ ہوا۔ اگر سمجھ کہو کہ سدا اللہ جس کے رسول خدا غلام ہیں اُس کے حضرت علی بھی غلام ہوئے تو صریح کفر ہو گا پھر آخر اس لفظ سوئے بہ تصرف اوئے کو کہاں کبھی طرح کہا ہو گا جس سے خبر صادق کے قول کی پوری تصدیق ہو پس اب وہی تزلزل و مالک سوئے بہ تصرف اوئے کے معنی قبول کر ڈیڑھ ٹینگے جس سے تم کو مشرق سے مغرب تک گریز ہے مگر مجبوری۔ ہم سے سنو اہل عرب نے غلام کو سوئے اس وجہ سے کہا ہے کہ محض بے بس و بکس نہ مان نہ باپ نہ عزیز نہ آشتنا بند ریح ضرید و فروخت قبضہ میں رہتا ہے ہر طرح پر پابند اور قیدی پس اُس کے دل افسردہ و جوش کرنے کو سوئے کہہ دیا یعنی جو سردار و مالک کو کہا جاتا ہے وہی غلام کو بھی اور غلام و بندہ کا لفظ انسان کو کریم بھی معلوم ہوتا ہے پس ایسے لقب سے مخاطب کیا جو ناگوار بھی نہ ہو اور اُس کی خوشی کا بھی باعث ہو۔ ہندوستان ہی کے محاورہ پر خیال کرو کہ نائی و درزی وغیرہ کو بالعموم خلیفہ کہتے ہیں پس کیا وہ آپ کے مانی ہوئے خلیفہ کی برابر ہو جائینگے یا خاکروب و ہتھیاروں کو عموماً مہتر و مہترانی کہتے ہیں یا انگریزوں کے خدیشکاروں کو سردار کہتے ہیں پس کیا ہم لوگ واقعی مہتر و سردار ہو گئے نہیں بلکہ نائی و درزی خاکروب ہتھیارہ کہنے سے ان کو ایک طرح کی حقارت معلوم ہوتی ہے اسی لئے خلیفہ و مہتر وغیرہ الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جن سے وہ خوش رہتے ہیں۔ اور کام بھی اچھا کرتے ہیں۔

سوال۔ آپ کہتے ہیں اگر اس پر بھی قبح کیجائے تو سوئے بہ معنی اولیٰ المنین بلکہ اوئے ترین بھی مگر شیخ ہر حرف اس بات کو حدیث موصوفہ سے ثابت کر دیں کہ حدیث میں کونسا لفظ ایسا ہے جس سے جناب امیر خلیفہ

بلا فصل سمجھ جائے ہیں

جواب۔ ہم کہتے ہیں تم باطل بچوں کی سی باتیں کرتے ہو فعلیٰ مولاہ کا لفظ

خلافت بلا فصل جناب اسیر ثابت کر رہا ہے یا اس میں بھی مثل حدیث تشبیہ ہارونی کچھ

استثنا رہے۔ صرف دو لفظ ہیں من کنت مولاہ کا فعلیٰ مولاہ کا پس اس سے

زیادہ اتصال اور بجنسیت بلا فصل میں کیا جاسکتا ہے۔ تم کہو گے ابو بکر کی امامت نماز

مرض الموت جس سے ڈہائی تین سال کا فصل سمجھا جاتا ہے مگر آپ دیکھ چکے کہ اس امامت

کے ایسے دیہوتیں کچھ سے کہ نہ زمین کے رہے نہ آسمان کے۔ بعد ازاں ثانی وثالث

کی خلافت کا فصل جو بیس اکیس سال ہوا جسے استخلاف و شورہ پر عمل کرو گے جبکہ اس

حدیث میں ذکر ہی نہیں پس یہی ماننا پڑے گا کہ جو اہل اس حدیث ہندوستان کے متغایر و متغایر

ہو وہ مرد و دوسط و عند اللہ و عند الرسول۔ کیون صاحب من کنت مولاہ

فابوبکر مولاہ فعم مولاہ فعثمان مولاہ فعلیٰ مولاہ یہ فصل تو پسند

کرو گے اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ

وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ

مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ

اس آیت کریمہ کے اوصاف اور

سید پر لفظی معنی یہ ہیں کہ اے رسول چھوٹا اُسے جو نازل کیا گیا ہے میرے رب کی طرف۔

سے اور اگر نہ چھوٹا یا تو نے تو تبلیغ رسالت نہ کی اور اللہ نگاہ رکھے گا مجھے شرمزدان سے

تحقیق اللہ نہیں راہ دیتا کافروں کو۔ پس اس آیت کریمہ کے الفاظ مختصر میں کے معنی اور

مطالبہ صاف طور پر آفتاب عالم کتاب کی طرح چمک رہے ہیں یعنی اللہ جل
 شانہ نے اپنے رسول مقبول کی طرف خطاب کر کے ارشاد کیا ہے کہ جو حکم
 تم کو دیا گیا ہے اسے اپنی امت کو پہنچا دو اگر تم نے وہ حکم نہ پہنچایا تو یا رسالت
 ہی ادا نہ کی۔ اللہ تم کو آویزون کے شر سے محفوظ رکھے گا کیونکہ تحقیق اللہ کافروں
 کو راہ نہیں دیتا یعنی ان کی مجال نہیں کہ دخل در عقولات کریں۔ سیان جو ہر صاحب
 نے بلغ ما انزل الیک من ربک سے مراد احکام شرعیہ
 مثل صوم و صلوٰۃ حج و زکاۃ یا ہے اور تفسیر کاشانی کا حوالہ دیا کہ اس میں (احکام
 شرعیہ) لکھا ہے حالانکہ تفسیر میں احکام شرعیہ کا لفظ صریح نہ ہے مگر صوم و صلوٰۃ
 حج و زکاۃ جو ہر صاحب کی رائے پر نہ کاشانی کی کیونکہ کاشانی نے اس آیت کریمہ
 کا خم غدیہ میں نازل ہونا اور حضرت علیؑ کا خلافت پر منصوب ہونا بھی تفسیر میں لکھا ہے
 پس ظاہر ہو گیا کہ کاشانی نے احکام شرعیہ میں خلافت کو جزو اعظم قرار دیا ہے
 جیسا اہل حق اصول دین میں ایسا ہے۔ اور گن اعظم سمجھتے ہیں اور واقعی ہے بھی ہی۔
 اب اہل انصاف و صاحبان ایمان و ایقان حدیث میں کنت مولاً فعلی
 مولاً اس آیت کریمہ کے معنی و مطالب و مضامین پر غور کریں اور جیسا خدا و رسول نے
 اس آیت پر پائیدار و برکت و حدیث میں کنت مولاً سے خلافت کی بابت
 فیصلہ ناطق فرمایا ہے ویسا ہی وہ بھی ہم مذاق اطیعوا اللہ و اطیعوا
 الرسول حتی یحذرا پہنچائیں۔ ناحق تاویلین بیجا تو چھین جو لوگ کر رہے ہیں تھوڑی
 توجہ کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ حق پرست کون ہے اور باطل پرست
 کون۔

اب دیکھنا چاہیے کہ یہ آیہ کریمہ کب نازل ہوا اور اس کی شان نزول کیا ہو
 قرطبین کی تفسیر میں روایتیں دیکھی جاتی ہیں تو ان سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے
 کہ حجۃ الوداع کے زمانہ میں یہ آیت نازل ہوئی جو قریب وفات زمانہ رسول خدا کا
 تھا۔ اہل سنت کہتے ہیں کہ میں حج کے ایام میں اس کا نزول ہوا شیعیہ کہتے ہیں ختم غدیر
 میں وقت مراجعت حجۃ الوداع سے پہلے ظاہر ہوا کہ اس آیہ کا نزول غلبہ اسلام میں ہوا
 اور اس بات پر بھی سب کو اتفاق ہے کہ جو احکام شریعت خدا کی جانب سے رسول اللہ
 کو وقتاً فوقتاً پہنچتے رہے وہ بخبر اور بعینہ بلا تاثر و توقف آنحضرت اقدس کو پہنچا
 رہے کسی حال میں آنحضرت نے تبلیغ رسالت میں توقف ہی نہیں کیا کیونکہ رسالت
 آپ کی احکام رسائی خدا پر منحصر تھی حالانکہ شروع بعثت میں کفار قریش نے
 اللہ اکبر کسی کسی ایذا میں اور تکلیفیں آپ کو دین اور ہر وقت آپ کا جسم و جان خطرہ میں
 رہتا مگر ان شدا ید و تکالیف پر بھی آپ تبلیغ رسالت سے باز نہ رہے اور جو حکم خدا
 کی طرف سے ملا فوراً بلا تاثر و مہم مہم مثل جوہر صاحب کے صوم و صلاوات
 حج و زکوٰۃ احکام شریعت کو اس آیہ سے مناسبت دین کو بعد المشرفین کے مصداق
 بنائے کیونکہ قبل نزول اس آیہ کریمہ کے یہ سب کچھ ہوتا تھا لوگ نماز بھی پڑھتے
 روزہ بھی رکھتے زکوٰۃ بھی دیتے حج بھی کرتے تھے اور بھی اوامر و نواہی میں
 شریعت ہو چکے تھے چنانچہ ان باتوں کے لئے متعدد آیتیں قرآن میں موجود ہیں۔
 ان احکام شریعت اور اس آیہ کریمہ سے کچھ لگاؤ ہی نہیں پایا جاتا۔ و ان الفضل فمابعد
 رسالہ اگر یہ پہنچا تو اس کے تبلیغ رسالت نہ کی۔ تو اس سے صاف پایا جاتا ہے
 کہ کوئی حکم رسول خدا کو سنا جب خدا پہنچا آپ نے مصلحتاً کچھ تاثر و تاخیر پایا

خداوند جل و علی کی جانب سے یہ خطاب ہوا۔ دوسرے واللہ یتصلک من الناس
اللہ نگاہ رکھے تجھے شہر مردمان سے مجھ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت کو
اس حکم کے پہونچانے میں شہریوں کی شدت کا بھی اندیشہ تھا تب ہی تو
خدا کے پاک نے حفاظت و نگہبانی کا وعدہ منبر لایا۔ پھر صاف فرمادیا۔
ان الله لا يهدي القوم الکافرين تحقیق اللہ نہیں راہ دیتا کافروں کو۔ یعنی اس
حکم کے پہونچانے میں کافروں کو کچھ دخل نہیں۔ مصلحتاً تامل فرمائیے کہ
آپ اکھینکے کہ جبکہ آنحضرت نے احکام خدا کے پہونچانے میں کبھی تامل ہی نہیں
کیا تو مجھ تامل کیسا۔ مجھ تامل ایسا ہے کہ مجھ حکم ایک خاص امر کے واسطے تھا۔
اور حضرت جبریل کی زبانی روزہ نماز وغیرہ کے لئے نہ تھا کہ تامل کرنے سے قضا
و کفارہ لازم آئے گا۔ پس آنحضرت کو یہی مصلحت انس و احسن نظر آئی کہ اگر کچھ
وقفہ ہوا تو کچھ ہرج نہیں اور یہ بھی پایا جاتا ہے کہ خاص حکم خداوندی ایسا نازل
ہو کہ داخل کلام اللہ سمجھا جاوے پس اس تامل میں کچھ مضائقہ نہیں۔ ہاں جب مجھ
آپ کریمہ نازل ہوا فی الفور آپ نے تعمیل کی جس کی تفصیل مجھ سے ہے کہ جب حجۃ الوداع
سے آنحضرت نے سترہ کل ہر بیان رکاب فیض انتساب مراجعت فرمائی تو حضرت
جبریل وکیل رب جلیل خدا کا شخصہ درود و سلام لیکر آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض
کی کہ خدائے عز و شانہ فرماتا ہے کہ اب زمانہ وصال قریب ہے آپ اپنے نفس اور
بھائی علی کو یہ نفس نفیس وصی و خلیفہ و جانشین سنو یا مین اور کل آیت کو حاضر و
غائب آگاہ کر دیں کہ بعد میرے میرا بھائی علی ابن ابی طالب میرا خلیفہ و جانشین
ہے یعنی جیسا میں کل آیت کا سونے بہ تصرف اولے ہوں اسی طرح

بعد سیرے علیؑ کل اُشت محمدیؐ کا چہ مردہ عورت سو لے بہ تصرف اوسے لے۔
چونکہ حکم فوراً نہ تھا کہ اُسی وقت تعمیل کیجاتی نہ کسی آیہ کا نزول تھا پس
آپؐ نے توقف کیا کہ کسی وقت خاص پر اس کا اعلان کر دیا جاوے گا اور مجھے بھی
خیال مبارک میں آیا کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ کی جانب سے یاروں کے دل صاف نہیں
منافقین صحابہ حاضر و غائب ان کے شاکی رہتے ہیں اور ایک جماعت کثیر
اصحاب ان کے مراتب و مدارج پر حسد و بغض رکھتے ہیں (جس کا علم خدا و
رسول ہی کو تھا) (منافقین کا حال دیکھو حدیث نمبر ۴ و حدیث شاکیان
لشکر میں) پس کیا عجب کہ شککین و حساد سمجھیں کہ اپنے بھائی کو ہم پر اسیر
بنائے ہیں اور اپنی طرف سے منصب خلافت و امامت دیتے ہیں عجیب نہیں
کہ کچھ شرارت کریں کیونکہ فقرہ واللہ یعصمکم من الناس خدا نکاہ رکھے گا شتر
مردمان سے) اسی پر دلالت کرتا ہے کہ رسولؐ خدا کو شتر مردمان کا ضرور خیال
تھا) اب یہ امر کہ ایک جگہ میں الناس فرمایا دوسری جگہ کافرن پس ظاہر ہوتا ہے
کہ میں الناس سے کل ہمراہیان مراد ہیں ان میں سے جو لوگ خدا و رسولؐ کے
حکم کو نہ مانیں کان من الکافریں اب انحضرتؐ منزل بہ منزل سمت مدینہ طیبہ تشریف
لے چلے۔ جب غدیر خم پر مقام ہوا تو وہاں سے لئی راستے اطراف و جوانب
کو نکلے تھے پس اس مصلحت سے کہ مجمع منتشر نہ ہو اور سب کے سب اس حکم
رئی کو کانوں سے سن لیں اور علیؑ ابن ابی طالبؑ کو آنکھوں سے دیکھ لیں
یہ آیہ وافی ہدایہ نازل ہوا کہ اے میرے رسولؐ پہونچا اس حکم کو جو تیرے
پاس زبانی جبریلؑ کے پہونچا ہے اگر تو نے وہ حکم نہ پہونچایا تو گویا تبلیغ رسالت

نہ کی اللہ شرم دہان سے تجھے محفوظ رکھے گا۔ کامیروں کو دخل در عقولات کرنے کی صورت میں وہی سزا نصیب کی۔

پس اب توقف و تامل کیا۔ حتیٰ علیٰ غیر العمل کی صدا میں بلند ہوئیں۔ آن واحد میں بروایتی ستر ہزار و بروایتی ایک لاکھ چہتر کا مجمع ہو گیا تبلیغ رسالت کے لئے مہم کا ہونا ضرور تھا۔ اونٹوں کے کجاوے ایک دوسرے پر کھڑے بلند مہم نصب کیا گیا جناب سرور انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ اس پر رونق افروز ہوئے۔ بعد خطبہ حمد و ذکر اکرام و النعام خدا آئیہ یا ایتھا الرسول کی تلاوت فرمائی اور حضرت علی ابن ابی طالب غالب کل غالب کا ہاتھ سحاح کر بلند کیا تاکہ سب حاضرین مجمع دیکھ لیں کہ یہ بعد رسول خدا ہمارے سولے بقوت اوسے ہیں۔ دیکھو حدیث غدیر سندرجہ رسالہ ہذا) اٹھن بید علی بعد آنحضرت نے کل حاضرین سے مکرر و سہ کر عہد لیا فقال الستم تعلمون انی اولى بالمومنین من انفسهم قالوا بلى۔ قال الستم تعلمون انی اولى بکل مؤمن من نفسه قالوا بلى۔ کیا میں تمہاری جانوں سے اولیٰ یعنی بہتر و برتر نہیں ہوں۔ کیا میں کل مومنین کی جانوں سے اولیٰ نہیں ہوں۔ حاضرین نے جواب دیا بیشک آپ ہماری جانوں سے عزیز تر ہیں یہ اس قسم کا عہد ہے جس سے بڑھ کر ممکن ہی نہیں یعنی جان سے بے کوئی چیز عزیز نہیں مگر آنحضرت نے اس جان سے بھی اپنے کو اولیٰ یعنی بہتر و برتر نہ پایا اور کل حاضرین نے قبول کر کے کہا بیشک آپ ہماری جانوں سے بہتر و برتر و عزیز تر ہیں۔ آنحضرت کا مقصد ایسے عہد لینے سے

یہم تھا کہ جبکہ اپنی جانوں سے مجھے عزیز تر قبول کر لیں گے پھر تو میرے
قول و فعل کو راست سمجھیں گے اور انحراف نہ کریں گے۔ پس نہ پایا من
كنت مولاهُ فعلى مولاهُ اللهم وال من والاهُ وعاد من عاداهُ
اللهم فالضامن لضراهُ واحذل من خذل له واحسب
من احسبه والبغض من البغضه جنكاسن ہوئے ہوں
یعنی جنکی جانوں تک پر بھی میں اولے بہ تصرف ہوں فعلیؑ مولاء انکا
علیؑ بھی ہوئے بہ تصرف اولے ہے۔ خداوند علیؑ کے دوست کو دوست
اور علیؑ کے دشمن کو دشمن رکھ اور جو علیؑ کی نصرت کرے اس کی تو
نصرت کر اور جو علیؑ کو مخذول کرنا چاہے تو اسے مخذول کر اور جو علیؑ کا دوست
ہو اس کے ساتھ تو بھی دوستی کر اور اس کے دشمن کے ساتھ
دشمنی۔

خلفہ عمر بعد ذالک فقال خضیا یا ابن ابی طالب
اصبحت وامیت ہوئے کل مویٰ مومنین پس ملاقات کی عمر نے اور کہا
سبارک ہو اے علیؑ ابن ابی طالب کہ تم ہر صبح و شام کل مرد ہو میں اور
کل عورت مومنین کے ہوئے ہو۔ ہم نے اصلی معنی ہو حدیث کے
میں لکھے ہیں۔ اہل سنت بیجا ایر پیر معنوں کے کرتے ہیں مگر کچھ بن ہی
نہیں پڑتی۔ اب جو پیر صاحب بقول خود احکام شرعیہ صوم و صلوٰۃ حج و
زکوٰۃ وغیرہ سے اس آیت کو بنا سبب دیدین اور تلبا بن کہ کن احکام
شرعیہ کے پہونچانے میں رسول خدا نے تاہل کیا جس پر دان لم تفعل فما بلغت

رسالتہ کا فترہ موزون و مناسبت کلی رکھتا ہو جیسا ہم نے ثابت

کیا ہے۔

اللہ جل جلالہ و عظم نوالہ اگر اس کی نظیر اسلام کیا تمام عالم کی تاریخ میں دکھا دو کہ کبھی کسی کی خلافت امامت و وصایت کی بابت یہ استہام میں انتظام میں عہد و پیمان میں خدا کا آیہ میں حدیث میں دستگیری و سپاہیگی میں موسیٰ و اوس کی الفاظ میں دعا رسول خدا کی میں عمر خطاب کی مبارکباد کبھی کا لون نے ہی سنا ہے انگھ تو مثل دیدار خدا دیکھ ہی نہیں سکتی اب آیہ یا ایھا الرسول وحدیث غدیر سے مناسبت کلی ہو گئی یا کچھ کسر باقی رہ گئی۔ شہرہ چشم کو اگر دن میں بند کھائی دے تو چشمہ آفتاب کا کناہ ہو۔ اگر تم کہ مفسرون نے باہم اختلاف کیا ہو کوئی کچھ لکھتا ہے کوئی کچھ کھینکے اپنی اپنی رائے مفسر کا قول آیہ وحدیث تو ہی نہیں کہ خواخواہ مانا ہی جاوے ہم کو بھی اللہ نے عقل عطا کی ہے ہم ایسے مختصر الفاظ کے صاف و سیدھے معنی چھوڑ کر کیوں اختلاف میں پڑیں اور تاویلون کے مقلد ہوں۔ یہ آیہ حکمت میں ہے منشا بہات میں نہیں کہ ادھر ادھر جکتے پھریں۔

سوال۔ آپ کہتے ہیں خدا تعالیٰ نے آیہ ہو صوفیہ میں وَاَنْ تَفْعَلُوا شَرًّا یعنی اپنی ذات سے انجام دے (احکام شرعیہ ہوں یا کچھ بھی) اگر آیہ کریمہ کو کچھ بھی مناسبت بل اصل جناب اس میں سے ہوتی تو خدا تعالیٰ بجائے وَاَنْ تَفْعَلُوا کے وَاَنْ لَمْ تَبْلُغُوا فَرَمَانا۔ اس سے معلوم ہوا آیہ ہو صوفیہ کو خلافت سے کوئی تعلق نہیں۔

جواب۔ ہم کہتے ہیں بیشک و ان فیہ عمل فرمانا درست و بجا ہے یعنی اپنی ذات
خاص سے اس کام کو انجام کر اگر ایسا نہ کرے گا تو گویا تو نے تفصیل رسالت نکی
دیکھو آنحضرت نے اسی ارشاد خداوندی پر عمل کر کے بنفس نفیس خود ہی جناب
امیر کو خلیفہ منقبر کیا اتھو و ان ہم شیخ کی ضرورت نہی۔ ہم کلام اللہ میں صلاحین
کا کرو جیسا تمہارے سلف نے کیا ہے۔

سوال آپ کہتے ہیں دوسری روایت میں ہفتے نے یوں لکھا ہے کہ عباسی از
جابر بن عبد اللہ نقل کر رہے تھے کہ حضرت رسولؐ ماہور شد بہ نصب امیر المومنین۔ ترسید
کہ اگر مردمان را بہ آن خبر دہند گویند یا سپر ہم خود مجاہد یا بیکند و از نزد خود منصب و لا
سید ہوا و اطعن کنند۔ خداوند این آپؐ فرستاد در غدیر خم و حضرت امیر المومنینؑ را خلیفہ
خود ساخت و این خبر بخاص و عام رسانید۔

اگرچہ روایت جابر میں بھی صریح دعویٰ ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ را خلیفہ
خود ساخت۔ نہ یہ کہ خلیفہ بلا فصل خود ساخت۔ جب بقول جابر جناب امیرؑ کی خلافت
بلا فصل ثابت نہ ہوئی تو فقط خلافت فی وقت میں الاوقات پر اس قدر اصرار و تکرار کیوں
ہے اس کا تو اصل سبب کو بھی بدل و جان افرا ہے۔

جواب ہم کہتے ہیں اہل انصاف جو ہر صاحب کی اس نادانی و کم فہمی و گنجینی
کو خود ہی خیال کریں اس کا کیا جواب ہے کہ خلیفہ خود ساخت نہ کہ خلیفہ بلا فصل خود ساخت
کیونکہ صاحب جابر کی روایت سے یہ پایا جاتا ہے کہ بعد ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ فی وقت

میں الاوقات خلیفہ خود ساخت ہے

کار طفلان نواب خواہد شد

گر حسین مکتب و ہمیں لا

سوال۔ آپ کہتے ہیں اگر کلام ہی تو صرف اولے تصرف پر ہے سو یہ کہاں بھی
شیعوں کا غلط ہے کیونکہ یہ سب کلمے ایک ہی مصدر سے مشتق ہوئے ہیں چہ
تصرف کیسا اگر تصرف ہوتا تو بجائے اولے لے بنت کے مولے بنت بولاجاتا
ہو نہ یہ تصرف بالاجماع طبل ہی لہذا مولے بہ تصرف اولے ابھی باطل ہی۔ دیکھو
جب جابر کی روایت سے خلافت بلا فصل جناب امیر کی ثابت نہ ہوئی تو آیہ یا ایھا
المرسل بھی جناب کی نشان میں بلا فصل راست نہیں آتی بلکہ چند آیہ کا منسوخ ہونا
لازم آتا ہے۔

جواب۔ ہم کہتے ہیں سچے اعتراض تمہارا رسول خدا پر ہے کہ بجائے اولے
بنت مولے لے بنت بولاجاتا وہاں کلام التمدین اصلاح کی یہاں حدیث نبوی میں
فیون کلمے ایک مصدر سے مشتق ہوں یا ہزار سے تم صرف و نحو اسی پر ختم کر دو
اور تمام عمر مصدر و مشتق بکا کر و رسول خدا نے خدا کے حکم سے حضرت علی کو اپنا خلیفہ
وجانشین مطلق کیا۔

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی مقبولہ اہل سنت نے مشہور
علنی دی کہ خلیفہ خود ساخت۔ اب فصل چھپیس سالہ چہ معنی ہاں اگر ابو بکر عمر عثمان کی
نسبت بھی ایسی کوئی حدیث ملے تو کہا جاسکتا تھا کہ خیر چار کی بابت جب ایک
ہی قسم کی حدیثیں موجود ہیں تو مقدم و مؤخر پر کچھ خیال نہ کرنا چاہیے آپ کو نعمت خان
عالی کی پھر رہائی سنئی ہو رہا ہے

چون چار کتاب در شمار اند
زان چار یکے نہ داشت علیہ

اصحاب نبی کہ چار یار اند
در رتبہ شان نہ شک نہ رہیے

یہ تو تمہارے مطلب کی ہے آئندہ فی وقت میں الاوقات کام میں لانا۔
 سوال۔ جو ہر صاحب نے اسرار الہدی صفحہ نمبر ۱۱۱ میں لکھا ہے کہ اگر اہل بغض کا
 اطمینان آیات بتنا سے نہ ہو اور یہی کہے جاویں کہ بہت جب تک کوئی حدیث مفصل
 بلا فصل خلافت حضرت صدیق برحق نہ دکھائی گئے شیعہ کتاب عثمانی کی کسی آیت کو
 نہ مانیں گے اور اُس میں بھی تفصیل ہو کہ خلافت یکے با دیگرے ہو تو بسم اللہ اس قسم کی
 بھی صحیح حدیث لیجئے۔ وہ حدیث پاک یہ ہے۔

ترجمہ۔ بخاری میں بنی کے باپ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جس حالت
 میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے تئیں دیکھا ایک کنوئیں پر کہ اُس پر ایک ڈول پڑا ہے
 سو میں نے اُس ڈول سے پانی کھینچا جتنا خدا نے چاہا پھر اُس کو اب صحافہ نے لے لیا
 سو اُس سے ایک ڈول نکالے اُس کے کھینچنے میں کچھ سستی ہو سکتی تھی اور
 خدا اُس کو معاف کرے گا پھر وہ ڈول پل ہو گیا پھر اُس کو اب خطاب نے لیا سو میں نے
 تو آدمیوں سے ایسا عجیب و غریب بڑا زور آور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر کی طرح پانی کھینچتا ہو
 یہاں تک اُس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی سے آسودہ
 کر کے اُن کے ٹھکانوں پر بٹھا دیا۔

و رسول خدا نے یہ تعمیر فرمائی کہ میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہوئے وہ ایک یار و
 ڈول بہتگی سے نکالیں گے بعد عمر جبکہ خلافت میں اسلام کو خوب ترقی ہوئی۔
 اور بہت سی باتیں اُن کے فتوحات کی لکھی ہیں جب کہ ہم نے بوجہ طوالت ترک
 کیا۔

جواب۔ ہم کہتے ہیں تعمیر رسول خدا حدیث میں نہیں ہے آپ کا جو ٹروپیو نڈ ہے۔

اگر یہ روایات صادقہ جو رسول اکرمؐ کو ہوتا ہے سمجھا جاوے تو پھر خلافت عثمان کا
استثنا رجوعہ کنوئین پر موجود تھے اور نہ کوئی ڈول پانی کا کھینچا حضرت علیؑ تو
کنوئین پر کیوں ہوئے کیونکہ ابوہریرہؓ سے یہ خواب آنحضرتؐ نے بیان کیا ہو۔ سبحان
اللہ کیا ہی حدیث ترتیب خلافت کی لکھی ہے۔ ہاں پھر کیا ہو الیس آنحضرتؐ کھل گئی اور کچھ
نہ تھا معلوم نہیں ہوتا تم کس خواب خبر گوش میں پڑے ہو کہ آنحضرتؐ ہی نہیں کھلتی رویا کو
صادقہ رسولوں کے ایسے ہو اگر تین کہ بتدا کی خبر نہ نکلی۔ یہ حدیث مصنوعی ہے
اور رسول خدا پر ہمت۔ ابوہریرہؓ کو عثمان سے بھی کاوش تھی ان سے صرف
آدھا ہی ڈول کھنچا دیا ہوتا اور حضرت علیؑ کو ان لوگوں کے ساتھ ہی بیان کیا ہوتا
تاکہ ترتیب پوری رہتی۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ جب بیداری کی حدیثوں میں خلافت
کی بنیاد اٹھ گئی تو یہ حدیث خواب کیا مفید ہوگی۔

پہلے خلافت کی حدیثوں کا خاتمہ ہو گیا۔ اب آپ آیات قرآنی پیش کرتے
میں بقول شخصہ

تو کارزمین را بکوب سختی کہ بر آسمان نیز برداختی
ہونکہ خلافت جمہور محل سنت آپؐ نے خلافت ابو بکر کو نص حدیث نبویؐ سے قرار
دیا ہے جو ایک نئی بات ہے اس لیے ہم آپؐ سے مخاطب ہوئے ہیں ورنہ آپؐ کی
سے روایا کہ انشان لن ترانیاں فضول گوئیاں کچھ بھٹیاں اس قابل نہیں ہیں
کہ کوئی قابل ایسی محبونا نہ بڑو مجذوبانہ لفاظیوں پر تو تمہارے جیکہ آپؐ کو ابھی
معلوم ہی نہیں کہ اہل سنت کا اتفاق اجماع و شورہ پر ہے اور خلافت کی اہل اجماع
ہی سے قرار دیتے ہیں۔ منجانب خدا و رسولؐ ہونا ضرور نہیں سمجھتے نصب خلافت

نہ خدا پرستوں نے رسول پر واجب مسلمان لوگوں سے چاہیں انتخاب کر لیں۔ روار
 ہوگا۔ نیک و بد کی شناخت و تمیز کی ضرورت نہیں جیسا آپ نے صفحہ ۳۲ پر
 اسرار الہدیٰ میں جناب امیر کا قول فیصل میں منہج البلاغت دربارہ اثبات شوریہ
 واجماع درج کیا ہے۔ ترجمہ چارہ نہیں ہے اوسوں کے واسطے امیر سے نیک ہو
 باید (عربی میں برا و فاجر ہے) کہ ٹل کر سے اس کی حکومت میں ہوسن اور سہرہ
 پاوسے اس میں کامنہ اور چو پنج جاوسے اس کی حکومت میں تازیت اور مامون
 ہوں اس حکومت میں راہین اور پیکر اجاوسے واسطے ضعیف کے حق قوی سے یا
 آرام پاوسے نیکیت بد نیکیت سے اور راحت پائی جاوسے دور کرنے بد نیکیت سے
 بلقظہ پھر کیوں نص حدیث و قرآن پر جان دیئے دیتے ہو۔ ناظرین ذرہ اس قول
 مرقضوی خیر سیال کریں جو شوریہ کے استقامت کی غرض سے پیش کیا گیا ہے کہ ہر
 فاجر بھی آپ مسلمانوں کا ہو سکتا ہے نا جس کے معنی لغت میں تلاش کرو تو مل جائیگے
 مگر بد کے معنی بھی جو تم نے ترجمہ کیا ہے برے نہیں ہیں۔ اس قول مرقضوی کو
 چار پانچ سطر اور ایک اور قول جناب امیر کا اسی صفحہ میں درج ہے۔ ترجمہ جناب
 امیر نے فرمایا کہ وہ شخص بالتحقیق امام شوریہ ہے اور اس کی بیعت مہاجرین اور
 انصار نے کی جیسے سبقت کی خلفائے منہج البلاغت یہ اقوال جناب
 امیر ثبوت خلافت ابو بکر و اثبات شوریہ میں جو ہر صاحب نے پیش کیئے ہیں۔ ہم تسلیم
 کرتے ہیں کہ جیسا جناب امیر نے امام شوریہ ہونا فرمایا ہے بہت صحیح و
 درست ہے اور مہاجرین و انصار کا بیعت کرنا بھی بجا ہے بیعت خلفاء میں عمر نے
 بیشک سے پہلے سبقت کی پھر عثمان نے بھی کی ہوگی یہ سبقت بیعت سے

مراد ہے مگر استغفر اللہ کہ جناب امیر نے بیعت کی ہو۔
 تم نے صفحہ اٹھائیس اسرار الہدیٰ میں بروایت مصنف روضۃ الصفا صفحہ ایک سو نوے
 کا حوالہ دے کر بیعت جناب امیر جو تسلیم کی ہے وہ محض غلط ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے
 کہ تم کو کتب حدیث پر بالکل عبور نہیں ہے اسی لئے اپنی تصنیف میں ہر جگہ روضۃ
 القضا کا حوالہ دیتے ہو کیونکہ وہ ایک سنی متعصب کی تاریخ ہے جسے تم نے براہ
 تعصب شیعہ قرار دیا ہے اور اپنے مطلب کی کہانیاں وہ بے سرو پا افسانے کہیں
 دیکھ کر دتے اچھلتے ہو کہ یہ شیعہ کی کتاب ہے۔ جاہل شیعہ بھی تو ایسی لغو کھائیر
 نہ لکھے گا حبیب مصنف روضۃ القضا۔ پس حق پسند فوراً ہی شناخت کر لیں گے
 کہ اخوند شاہ متعصب سنی تھا یا شیعہ۔ ہمیں چوگان ہیں میدان ہیں گوئے۔
 روایت روضۃ القضا و مٹوٹھا۔ بعضے گفتہ اند کہ بعد از چہل روز بیعت کرد و در عمرہ
 برانند کہ بعد از وفات فاطمہ زہرا و فرمہ بعد از ششماہ گفتہ اند و در تاریخ مستند
 مذکور است کہ چون علی استماع نمود کہ مسلمانان بر بیعت ابو بکر اتفاق نمودند بہین
 از خانہ بیرون آمد چنانچہ ہیج در بر داشت بغیر از سیراہن نہ از ار نہ رواں چنان نزد صدیق
 رفتہ با او بیعت نمود بعد از ان کس فرستاد تا جاہلہ بہ مسجد آوردند بلقطہ۔
 حدیث بخاری میں عروہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہرا
 رسول اللہ کی صاحبزادی نے کسی شخص کو ابو بکر کے پاس بھیج دیا کہ رسول اللہ کے
 مال میں سے جو اللہ صاحب نے فذک اور دینہ میں بدون جنگ کے رسول اللہ کے
 واسطے ارزانی فرمایا تھا اور جو خیر کے خمس میں آپ کا مال باقی رہا تھا میرا ترکہ دین
 چاہیے ابو بکر نے کہلا بھیج دیا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں جو

مال ہم نے چھوڑا صدقہ ہے۔ یعنی وقف۔ ہاں اس مال میں سے آل محمد کا کفاف جاری رہے گا۔ بخدا میں رسول اللہ کا صدقہ اسی حال پر رہنے دوں گا جس طرح آپ کے زمانہ میں تھا۔ ذرا بجھالہ نہیں کرؤں گا غرض کہ ابوبکر نے انکار کیا اور فاطمہؓ زیر اس مال میں سے کچھ نہ لیا۔ حضرت فاطمہؓ کو ابوبکرؓ سے درجہ غصہ آیا کہ گو کامل چھ مہینے بعد رسولؐ کے زندہ رہیں مگر ابوبکرؓ سے مال کی بابت کلام کیا نہ ان سے بلکہ پس حب حضرتؓ کا انتقال ہوا تو ان کو حضرت علیؓ نے بدون اطلاع ابوبکرؓ کے دفن کر دیا اور خود ہی نماز پڑھی۔ حضرت فاطمہؓ کے انتقال کے بعد لوگوں کا آپؐ کے روکنا اور انکار کرنا چھا نہ معلوم ہوا۔ ابوبکرؓ سے مصالحت اور بیعت کی جستجو کی کیونکہ بیعت کے وقت یہ لوگ موجود تھے نہ ان ایام میں حضرت فاطمہؓ کے انتقال سے آپ کو فرصت ہوئی پس آپ نے ابوبکرؓ کو بلوایا اور کہلا دیا بھیجا کہ آپ کے ساتھ دوسرا شخص نہ آوے کیونکہ آپ کو خوف تھا کہ اگر عمر شریف لائینگے تو عتاب زیادہ کریں گے اسی وجہ سے عمر کے حضور کو بلوایا جانتے تھے یہاں حضرت عمرؓ نے فرمایا ای ابوبکرؓ بخدا آپ وہاں تنہا نہ جاویں ابوبکرؓ نے کہا کیا تمہیں گمان ہے کہ وہ میرے ساتھ کچھ برائی کریں گے بخدا میں کیلا ہی جاؤں پس ابوبکرؓ کے پاس آئے۔ آپ نے خطبہ پڑھ کر فرمایا ہم آپ کی فضیلت کے قائل ہیں۔ اور بغض و حسد میں نہیں ہیں۔ مگر چونکہ قرابت رسول اللہؐ کی وجہ سے شورش خلافت میں شریک ہونے کے مستحق تھے اور آپؐ ہمیں علم دے کر دیا اس سے خیال تھا یہ سن کر ابوبکرؓ کی آنکھیں بہہ نکلیں اور نہ مایا خدا کی قسم اپنے اقربا کے صلہ جی سے زیادہ رسول اللہؐ کے اہل قرابت مجھے محبوب ہیں ہاں مجھ میں اور تم میں تنازع و اختلاف اسوال میں ہوا سو میں کیسی بھلائی میں تقصیر نہ کروں گا اور جو

رسول اللہ کو کرے دیکھا گیا وہی کرونگا اور نہ کرونگا حضرت علیؑ نے ابو بکر سے کہا بیعت کا وعدہ کل زوال کے بعد ہے۔ حضرت ابو بکر چلے گئے اور ظہر کی نماز کے بعد مہربان پرچہ کر خطبہ فرمایا۔ اور کہہ چھ حضرت علیؑ کا تذکرہ آپ کا بیعت سے مختلف اور وہ عذر جو ابو بکر سے کیا تھا سب بیان کیا پھر حضرت علیؑ نے مہربان پرچہ کر خطبہ پڑھا اور حضرت ابو بکر کی بڑائی اور استحقاق بیان کر کے فرمایا جو مخلص بیعت ہو اچھ حسد کی راہ سے نہ تھا لیکن ہم اس مشورہ میں اپنا بہت بڑا حصہ خیال کرتے تھے اُس کی عجلہ گی نے البتہ ہم کو رنج بھونچایا۔ اس گفتگو سے تمام مسلمان خوش ہو گئے اور اصبت (یعنی آپ سیدی راہ پرین) کے نعرے مارنے لگے۔ پس جبوقت حضرت علیؑ نے امر معروف (یعنی تمام صحابہ کی موافقت کی طرف مراجعت فرمائی تو تمام اصحاب کے نزدیک آپ قریب اور محبوب تھے ترجمہ بلقلم۔ اب معلوم نہیں کہ آپ صدق و کذب پر کیا فتوے دیتے ہیں مگر عام اصل سنت تو یہ ہے کہ کو صادق سمجھنے کو نہ صدقہ کا کلام ہے اور اخوند شاہ سو توح و داستان گو کو کاذب۔ پس اخوند شاہ کی شیعہ گری تحقیق ہو گئی اور ظہر ہو گیا کہ آپ دھوکے باز آدمی ہیں خود مطلب کیواسطے لوگوں کو شیعہ سے سنی اور سنی سے شیعہ بناتے ہیں بلکہ خود بھی کسی عرض خاص سے شیعہ سے سنی ہو گئے ہیں۔ اب فرمائیے آپ کی باتوں کا کیا اعتبار ہا اور جو تفسیر و اقوال و روایتیں آپ نے لکھی ہیں ان پر کیونکر وثوق ہو سکتا ہے۔ ہاں خوب یاد آیا آپ نے طبری کو بھی تو شیعہ سمجھ لیا ہے معلوم ہوا آپ کو ایسے ہی پوچھ و لگو خیاالات کے شیعہ سے سنی بنایا ہے اور استاد طے مولوی جہانگیر نے شکوہ آبادی جنھوں نے اظہار الہدے اپنی تصنیف میں لکھی ہیں بے سرو پا باتیں و روایتیں لکھی ہیں جناب امیر علیؑ

کی نسبت سخت و نامنزل الفاظ لکھے ہیں اور ہم خطاب کے اسلام کا زور اتھاڑ ہزار اونچا
سلمان ہونا شوکت فاروقی کی وجہ سے لکھ دیا ہے۔ مگر آپ اُن سے بھی بڑھ گئے
مع اگر پذیر نشو و نما نہ کر سکتا تھا۔ صفحہ چھپتیس اسرار الہدیٰ میں تحریر فرماتے ہیں وھو ھذا
بالحدود خلفائے ثلاثہ اگر تمام کائنات ان عرب و گجران کچھ کو سلمان نہ کر دیتے اور اسلام
کو مشرق سے مغرب تک نہ پہنچا دیتے تو آپ کو رسول اللہ کون کہتا بلکہ بعثت بھی
آپ کی بعثت سمجھی جاتی اور وعدہ صادق خدا کا بھی کذب کے بدل جاتا بلکہ تمام روئے زمین
پر خدا کا نام پوچھا بھی نہ ہوتا۔

صفحہ چونتیس اسرار الہدیٰ میں لکھتے ہو وھو ھذا۔ اگر شروع سے جناب امامت
دستگاہ خلیفہ بلا فضل بنائے جائے تو ترقی تو درکنار بلکہ اسلام کا نام و نشان بھی دنیا
سے مٹ جاتا۔ صفحہ ساٹھ اسرار الہدیٰ میں وھو ھذا البتہ تمام پر جناب امیر کا آرام
فرمانا صحت خاص سے تھا کوئی کمال کی بات نہیں تھی۔
صفحہ ستائیس اسرار الہدیٰ وھو ھذا نہ وہ کہ صرف آدھ پاؤں تین چپٹا جو پر اپنے حقیقی بھائی
پر زوال و فقر پہنچی۔

صفحہ پچاس جب جناب امیر نے مذہب کفر سے توبہ کی اور دائرہ اسلام میں داخل ہو کر
صفحہ چھپتیس اسرار الہدیٰ وھو ھذا ہمیشہ محبوب رہے یہاں تک کہ جناب نے
اپنے دین کو غلبہ دشمنوں سے برباد کر دیا۔ صفحہ چھپتیس اسرار الہدیٰ طآن صاحب
کو خلافت جناب امیر پر کیون ناز ہے حضرت کی ذوالفقار تو کبھی کسی کاف کے گرد بھی
نہیں پھری۔ صفحہ ۱۳۴ اسرار الہدیٰ وھو ھذا اگر سنیں و نیز دیگر اسم بھی کفار
عرب کو فی النار کرنے اور شہر عجم کی جہر و خون اور بچوں کو لوٹندی غلام عرب کا بنا کر

تو البتہ قایت است کی رکھتے جب یہ صفت حضرات موصوف میں نہ تھی تو دائرہ الاست
 سے قطعی خارج سمجھے گئے۔ صفحہ اکتیس اسرار الہدیٰ سے وہو ہذا اس درجہ سرس
 تھی کہ آنجناب بروز بیعت حضرت صدیق اکبر حضرت زہرا کو دراز گوش پے سوار کر کے ایک
 ہاتھ میں حضرت امام حسن کا ہاتھ اور دوسرے ہاتھ میں امام حسین کا ہاتھ پکڑ کے ایجات
 پریشار کس بنا و بہ صورت دیوانگان کس پیر سا و پیر ایک مہاجرین و انصار کے دروازوں
 پر جا کے بے حفظ پاس و ننگ و ناسوس شہادت کی درخواست کرتے پھرتے تھے۔
 صفحہ چودہ اسرار الہدیٰ سے وہو ہذا مصداق ان آیتوں کے وہی لوگ ہیں جنہوں نے
 بفضل خدا کفار عرب و اشراجم سے روئے زمین کو پاک کیا اور جن کے زمانہ میں اس کا مل
 رہا نہ وہ کہ جنہوں نے بطبع خلافت اپنے ہاتھ سے امت کا خون کیا۔ صفحہ چودہ ۱۲۵
 اسرار الہدیٰ سے وہو ہذا جناب امیر بقول علامہ حلی ۲ عجبان لا یستحق الامامۃ۔
 یعنی جن جن کے معنی بے بہت بے جرات جسے ہندوستان میں نام رکھتے ہیں خلافت
 کا مستحق نہیں ہے۔ جو ہر صاحب جناب امیر کو جن سے تبارک و تبارک خلافت کا مستحق نہیں
 بنائے۔ اور بھی ایسی ہی ناسزا کلمات بدتر از کفر تمام رسالہ میں لکھے ہیں ہم نے صرف چند بطور
 نمونہ از خوار سے ناظرین کے رو برو پیش کیے ہیں۔
 پس اب اہل انصاف خود ہی غور کر لیں اور دیکھیں کہ اس عقیدے کا بھی آدمی اہل سنت
 کی جماعت میں داخل ہو سکتا ہے شاید بخوبی یہ جو رسول اللہ کی شان و منزلت گستاخ
 ہیں۔ بدگیران چہ رسد۔ پس ذکرین مگر چونکہ وہ بھی خلیفہ چہارم رسول اللہ کی نسبت ایسی
 کلمات کفریہ نکر سن سکیں گے۔ باقی رہا اگر وہ نواصب و خوارج سوائس میں داخل
 ہونا۔ ہم پہلے ہی تصدیق کر چکے ہیں۔ پس بیان جو ہر صاحب اور جو آپ کے دل میں

شش آنجناب اور

ہو کہ ڈالیے جواب جواب کا انتظار نہ کیجئے قیل ان لا لاہ ذوو لد قیل ان الشعل
قد کھنا۔ زمانہ سلف سے یہ فعل تمہارے یہاں محمود سمجھا گیا ہے۔ کفار قریش نے
رسول اللہ کی نسبت کیا نہیں کہا سعاد اللہ کا بن ساسر مجنون ابتر وغیرہ۔ بعدہ جناب
محمد رسول اللہ کی نسبت ہذیان کا لفظ عرض الموت میں استعمال کیا کہ سعاد اللہ
یہ شخص ہذیان بکسر رہا ہے حدیث میں صلح کے بعد انہیں صاحب نے فرمایا کہ آج کا سا
شک نبوت میں کبھی نہیں ہوا۔ دونوں روایتیں بخاری و مسلم میں دیکھو۔ جناب
عائشہ نے عثمان بن عفان کی نسبت ^{ما یمن} لا تقاتلوا ^{الحذ} اللشعل یعنی اس لمبی
ڈاڑھی ولسلہ بوزی کو قتل کرو۔ محمد ابن ابوبکر اپنے باپ کو ناسزا و غاصب کہتے
رہے۔ اور معاویہ شامی بھی ابوبکر و عمر کو غاصب اور ظالم کہتا ہی رہا جبکہ مفصل
حال ایک جواب خط سے معلوم ہو گا جو اپنے موقع پر درج کیا گیا ہے۔ نبی اسیر و
مروانیہ نے صد ہا سال تک حضرت علی کو برسرِ منبر ناسزا دیا کہما خطبوں میں یعنی
و تبرأ طرہا جاتا۔ پھر اس عمر ابن عبد العزیز نے خطبہ سے وہ الفاظ نکلوا کر
بجائے اس کے آیت کلام اللہ داخل کی۔ واضح ہو کہ جو الفاظ جو تبرأ صاحب نے بتائے
اسیر کی نسبت استعمال کیے ہیں نبی اسیر و مروانیہ علیہ السلام و العذاب نے اسی قسم
کے الفاظ خطبہ میں داخل کیے تھے کیونکہ لعن و تبرأ سے بیزاری مراد ہے پس ان
فقرات سے بھی بیزار ہونا ثابت ہے یہاں تک کہ (دین بھی برباد کر دیا)۔ اب اس
سے زیادہ لعن و تبرأ کیا ہو گا نبی اسیر و مروانیہ تو یہی کہتے تھے۔ قال اللہ تعالیٰ
ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ عنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ واعد لهم صا بامینا
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ اللہ رسول کو ایذا دیتے ہیں آپر اللہ لعنت کرتا ہے اور انکے

لیے بڑا عذاب تیار کیا ہے۔ صاحب کشف مفسر مقبول اہل سنت نے تفسیر کی ہے کہ یہ آیت مروان کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ اس نے حضرت علی کو سخت ایذا دی پس مروان رضی اللہ عنہ کی یاد میں جناب امیر کی بڑائی اور طعن شیعہ کرنے کی تھی جس سے آپ کو سخت ایذا پہنچتی تھی۔ اب یہاں مروان اور اس کے باپ کے بارہ میں ایک دو حدیثیں جناب رسول مقبول کی سنو تاکہ تفسیر میں جائے کلام نہ ہو۔ طبرانی کبیر میں ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے مروان کے باپ کے حق میں فرمایا ہے قریب ہے کہ کتاب اللہ میں وہ مخالفت پیدا کرے گا اور پیغمبر خدا کے طریقہ میں مفسدہ ڈالے گا۔ اس کی پشت سے ایک فتنہ یعنی فتنہ اٹکھ شخص پیدا ہو گا جس سے صحابہ کو سخت تکلیف پہنچے گی آسمان و زمین پر گرد و غبار پیدا ہو گا وہ تمہارے گروہ میں سے نہ ہو گا۔ ابن عمر کا نافع بن جبر بن مطعم سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت کے یاروں کی جماعت میں ضم تھے۔ مروان کا باپ رسول اللہ کے آگے سے گزر آئے فرمایا کہ میرے یاروں کو اس شخص سے ارحم تکلیف پہنچے گی جو اس شخص کی پشت میں ہے۔ واقعی عمر بن قرہ سے روایت کرتے ہیں مروان کے باپ حاکم نے ایک دن رسول اللہ کی خدمت میں آنے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا اسے یہاں نہ آنے دو خدا سپر لعنت کرے اس کی پشت سے بدترین شخص پیدا ہو گا اس کی اولاد میں ہوس پیدا نہ ہونگے۔ یہ حدیثیں اہل سنت کی کتب معتبرہ میں ہیں۔ پس بھتیجین حدیثیں صحیحہ کی کافی ہیں۔ ہائے گدیا غضب ہے کہ یہی مروان مردود و مسرود و خدا و رسول جناب عثمان رضی اللہ عنہ سے اہستہ ان کے بھگوشیوں نے محرق القرآن کا خطاب دے

۴ کی خلافت میں وزیر اعظم اور مختار کل صحابی و مملک کا ہوا اور نہایت اہم ہے کہ جناب عثمان

رکھا ہے اسی مروان کی صلاح و شورہ سے مستران موجودہ کو جمع کروایا اور
 جس قدر قرآن خلفائے اول و ثانی کے وقت میں زیر استعمال اور ارکانِ دینی
 کے مرکز و منبع تھے سب کو ایک جا کر کے جلوادیا۔ پس بقول حدیث مخبر صادق
 کتاب اللہ میں اس نے مخالفت پیدا کی اور پیغمبر خدا کے طریقہ میں مفسدہ انداز
 ہوا۔ اس کی اولاد کا حال سنئے تاریخ ابی الحسن ذہبی سعودی سنی المذہب
 میں لکھا ہے۔ حجاج بن یوسف نے حکم عبدالملک بن مروان عبداللہ بن زبیر
 پر چڑھائی کی ابن زبیر کعبہ میں پناہ گیر ہوا۔ شروع ذیقعد ۱۸ھ ہجری میں اکساون
 دن یا پچاس رات محصور رہا۔ آخر حجاج بن یوسف مردود نے عبداللہ بن زبیر
 کو کعبہ کے اندر ذبح کیا۔ اس مارتبست ابو بکر دار بن زبیر نے اپنے بیٹے
 کی نعش دفن کرنا چاہی حجاج نے لٹدیا۔ حجاج نے جو جو ظلم مکہ و مدینہ و حجاز
 و سین میں کیئے وہ کتابوں میں مذکور و مشہور ہیں۔ حجاج نہایت ظالم و سفاک
 خونریز تھا ڈیڑھ لاکھ بزرگ و اولاد بندگان مقبول کو اس نے قتل کیا۔ ایک دن
 حجاج مذکور اپنے دوست عبداللہ بن ہانی سے ملا اور کہا ہم نے دوسروں کی
 بیٹیاں تجھے دلا دیں اس سے زیادہ کیا سلوک ہو گا عبداللہ نے کہا جناب عالی
 یہم تو نہ فرمائیے کیونکہ میرے وہ اوصاف جمیل ہیں کہ عرب میں کسی کے بھی نہیں
 اس نے کہا آپ میں کیا کمال و صفات ہیں عبداللہ بولا جنگ صفین میں امیر معاویہ
 کے ساتھ ہمارے سخت آدمی تھے اور اب تو آپ کے ساتھ فقط ایک دن ایک
 تھا۔ حجاج نے کہا چم بڑی صفت ہے۔ عبداللہ نے کہا ہمارے قبیلہ میں سے
 کسی نے مجھان ابی طالب کے ساتھ شادی نہیں کی۔ حجاج نے کہا۔

بیشک یہ بھی بڑی تعریف کی بات ہے عبد اللہؑ نے کہا ہم میں سے کوئی عورت باقی نہیں رہی جس نے حسینؑ بن علیؑ کے قتل کی خوشی میں دس دس اونٹ قربانی نہ کیئے ہوں حجاج نے قسم کھا کر حسینؑ و آفرینؑ کی۔ عبد اللہؑ بولا ہم میں سے کوئی عورت مرد ایسا نہیں کہ جس سے لعن و تبرا بوتا رہے کہ وہ ایسا گیا ہو اور اُس نے نہ کہا ہو مگر میں حسینؑ و حسینؑ اور ان کی والدہ پر زیادہ کرتا ہوں حجاج شیعی ملعون نے کہا خدا کی قسم یہ بڑی بزرگی ہے بلقظمہ۔ اس سے پیشتر نبیؐ اسی نے کتاب اللہ و خانہ خدا و رسولؐ کی نسبت جو عمل کیا وہ بھی ظاہر ہے۔

جنگ صفین میں معاویہ نے صد ہاتھ قرآن نپرون پر بند کروا کر عہد کیا اور حضرت علیؑ سے پناہ چاہی۔ مگر عہد پر قائم نہ رہا اور خود امیر بن بیٹھا۔ کتاب اہل سنت و جماعت میں مذکور ہے معاویہ کے بیٹے نے قرآن مجید کو ہدف یعنی نشانہ بنایا۔ مدینہ منورہ کی تحریک کی مسجد نبویؐ و روضہ مقدسہ رسول اللہؐ میں گھوڑے و اونٹ بند ہوائے کوڑا کھڑا غلیظ کا ڈھیر ہو گیا۔ عرصہ کے بعد حضرت امام زین العابدینؑ نے اپنے ہاتھوں سے صاف کیا۔ اہل بیت رسولؐ مفتاری کی بھرتی کی۔ خانہ خدا کی بھرتی ہی نہیں بلکہ قسم قسم کی بے ادبیان اور گستاخیان کین صحابہ کبار سید ابراہیم کو تاقی شہید کر ڈالا۔ زنا و اطاعت شرع اور جملہ معاصی کو سباح کر دیا بھائی۔

بھنوں بان بیٹوں میں باپ بیٹی میں نکاح جائز کر دیا۔ شخص سے اپنی محبوبیت کی بیعت لی۔ کئی ہزار بچے حرام سے پیدا ہوئے۔ غرض کہ انکے ظلم و جور فسق و فجور اور حب نبیؐ و حورو انیس کے لگے جاوین کتابین بھری پڑی ہیں تاریخ مذکورہ بالا میں ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان کا حال لکھا ہے

ایک روز اس نے قرآن مجید میں یہ آیت پڑھی (وَأَمْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ
 جَبَّارٍ عَنِيدٍ) اور اہل جہنم یعنی فتح چاہی انھوں نے حالانکہ ہر ایک ظالم
 عناد رکھنے والا نہیں ہے۔ اس کم نجت نے یہ آیت پڑھ کر قرآن شریف سنگوڑا پایا
 اور اسے نشانہ بنا کر تیر بار نے شروع کیے اور یہ کہتا جاتا تھا کہ تو ظالموں اور جابروں
 کو ڈراتا ہی پس دیکھ مجھ شخص جابر و ظالم ہے۔ جب تو اسے قرآن شریف آواز سے
 تو کھینکا کہ مجھے ولید بن زید نے نشانہ بنایا اور چلایا ہے۔ نعوذ باللہ مشکا۔ اسی
 تاریخ مذکورہ بالا سے ایک خط محمد بن ابی بکر کا بنام معاویہ و اس کا جواب بظرف
 ورج کیسے ہیں۔ جو ناظرین کو دلچسپ و پسندیدہ معلوم ہوگا وہ وہ خط اچھا خط محمد
 ابن ابی بکر کی طرف سے گمراہ معاویہ بن صفور کو بعدہ یہ کہ اللہ نے اپنی عظمت اور عظیم
 خلقت کو بے عبت اور بے غرض اپنی قوت کے ساتھ پیدا کیا لیکن اکثر کونہین
 سے غلام اور کجبر و اور غفل پیدا کیا۔ بہت کو بدبخت اور اکثر کو نیک کیا پھر حل علم کو
 قبول کیا اور ان میں سے محمد کو انتخاب کیا انھیں اپنے علم اور رسالت کے
 ساتھ منتخب اور برگزیدہ کیا اور رسول مقرر کر کے بھیجا اور اپنی وحی کا اس میں کیا اور بشیر و نذیر
 وکیل مقرر کیا۔ پہلے جس نے انکا کہنا مانا اور ایمان لایا اور پیچ بولا اور راہ اسلام
 و تسلیم قبول کیا ان کا بھائی چچا زاد علی ابن ابیطالب تھے جنھوں نے حاضر و غائب
 نبوت کی تصدیق کی اور آنحضرت کو ہر ایک بھاری پختہ ہر مقدم رکھا اور ہر ایک ہوشی
 وقت ان کی حمایت و حفاظت کی ان کے دشمن سے لڑے ان کے دوست
 سے صلح رکھی اور ہمیشہ خوف اور مہجورک اور سختی میں رہا توں کو بھی اپنی جان ان پر
 قربان کرتے رہے اور مصیبت میں ان کے سپر ہوئے انکی نظیر کوئی بعد کو نہ ہوا

اور کوئی اُس کا چشم نیک افعال میں اُس کی برابری نہ کر سکا۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ تو
اُس کی برابری کرتا ہی بہلا تو تو ہی ہے اور وہ وہی ہے جسے چہ نسبت خاک را با علم
پاک۔ وہ تمام آدمیوں میں از رو نیت بیک راست گو ہے اور اُس کی اولاد سب
لوگوں سے افضل ہے اُس کی بیوی سب عورتوں میں بہت ہے اُس کا سب سے عم
کہاں اُس کے بھائی جعفر طیار نے رسول خدا پر جان و سر جان کر کے فرشتوں کے
ساتھ پرواز کیا اُس کا چچا حمیر سحرہ سوار شہیدانِ رسول اُس کے باپ ابو طالب نے آنحضرت
سے کیسے دشمنوں کو دور رکھا اور بلاؤں سے محفوظ رکھ کر نہا دی تو تو ملعون ابنِ ملعون
ہے تو اور تیرا باپ ہمیشہ رسول اللہ کو ٹیڑھی راہ بتلایا کرتے اور نور خدا بچھانے میں
کوشش رکھتے تھے آنحضرت کے مقابلہ میں جماعتیں جمع کرتے اور مالِ حرام کو
رسول اللہ پر دشمنوں کو بڑھاتے تھے اور بہت قبیلوں اور قوموں کو تم نے آنحضرت
پر برا بھلا کیا اسی حال میں تیرا باپ مر گیا اور اُسی حال پر تجھے چھوڑ گیا قریب اور بعد تمام گروہ
و رسا اتفاق تیری تیرائی کی گواہی دیتے ہیں اور علی کی قدیم بزرگی کے سب شاہدین
اُس کے ساتھ ہی وہ انصار و مہاجرین کہ اللہ نے جن کا ذکر قرآن شریف میں بزرگی کے ساتھ کیا
وہ گروہ در گروہ تجھ کو حقیر جانتے ہیں اور حضرت علی کی خلافت کو نفاق و شقاق مانتے
ہیں بھلا تجھ کو کب زیادہ ہے کہ حضرت علی کی برابری کرے وہ وہی و وارث رسول مقبول
ہے وہ فرزندِ رسول کا باپ ہے اطاعتِ رسول میں سب سے اول ہے اور سب سے
زیادہ قریب تر رشتہ دار ہے آنحضرت اُس سے اپنا بھید کہتے اور اپنی بات کی
اطلاع دیتے تھے تو دشمن رسول اور خدا و رسول کا بیٹا ہے جس قدر
ہو سکے باطل طور پر دنیا کمالی اور سپر عاصی بد باتوں میں تیری مدد کرے۔ تیرا وعدہ پورا

ہو گیا اور تیرا کلمہ ہو چکا۔ اب بعد تیرے وہ ہو گا جس کی عاقبت نیچر ہے۔
 واضح ہو کہ تو خدا کو فریب دیتا ہے جس کے بیچ سے تو اپنے شیئیں اس میں جانتا ہے مگر تو
 رحمت خدا سے مایوس ہے اور اللہ تعالیٰ تیری گھات میں ہے تو اس کی جانب سے دھوکہ
 میں ہے۔ پس تابعین ہدایت پر سلام۔ اس کے جواب میں معاویہ نے یہ لکھا۔
 کہ معاویہ بن مہجر کی جانب سے مجھ نامہ اس شخص کے نام ہے جو اپنے باپ کو
 عیب لگاتا ہے۔ بعد ازاں تیرا خط میرے پاس پہنچا کہ اس میں تو خدا اور رسول کی
 عظمت و قدرت بیان کرتا ہے اور اس کے ساتھ کلام ضعیف کہتا ہے جو
 تیرے باپ ہی پر پڑتا ہے۔ یعنی تیرے باپ کو معیوب اور قصور وار ٹھہرتا ہے
 تو نے جو علی ابن ابی طالب کی بزرگیان اور قدیم احسانات اور قربت رسول
 اور ہر ایک خوف و دہشت میں انکی جان نشاری بیان کی ہے اور مجھ پر
 حجت لایا ہے اور عیب لگایا ہے کچھ مجھ پر اپنی بزرگی نہ ظاہر کی غیبر کی بزرگی
 پر ناز کرتا ہے تو نے اپنی فضیلت تو چھوڑ دی اور غیر شخص کی تعریف کرنے لگا
 ہم اور تیرا باپ سب علیؑ کی فضیلت بانتھیں اور اس کا حق لازم مانتے
 ہیں۔ جس وقت اللہ نے اپنے نبیؐ کے لئے اپنی نعمت مہیا کی اور اپنے وعدہ کو تمام
 کیا اور دعوت اسلام ظاہر فرمائی اور حجت قائم کی اور آنحضرتؐ کی وفات
 ہوئی تو تیرا باپ اور فاروقؓ ہے اول غاصب حق علیؑ نہوا اور اس کے حکم کے
 خلاف کیا اسی بات پر وہ دونوں متفق و مساوی رہے انھوں نے علیؑ سے
 بیعت طلب کی علیؑ نے بیعت میں تامل و توقف کیا تب انھوں نے اس کے
 ساتھ مہم عظیم کا ارادہ کیا تب اس نے نبوت کی اور خلافت سپرد کر دی وہ دونوں

خلافت کے والی ہوئے۔ علیؑ کو اس وقت خلافت میں آنھوں نے اپنا شریک نہ کیا اور اپنی باتوں کی ان کو خبر نہ دی یہاں تک کہ وہ دونوں جہان سے روانہ ہو گئے پھر شہر عثمان ان کی جگہ قائم ہوا اور عینہ انھیں کی راہ چلا۔ محمدؐ تو نے اور تیرے آقا علیؑ نے اسے عیب لگایا اور اذنی و اعلیٰ سب کے لئے سزا دل کرنا چاہا تم نے اس کے لئے بری باتیں سوچیں اور اپنی عداوت ظاہر کی تاہنیکہ تم اپنی آرزو اور طمع کو چھوینچے۔ ایسی پیرالی بکری سوچ اور سمجھ اور اندیشہ کر کہ مجھ تیری سب باتیں ناسنا سب ہیں۔ کیونکہ تیرے باپ نے لیبر بچھایا اور اپنی سلطنت کے لئے سند مقرر کی۔

اگر ہم جنگ علیؑ میں غیر صائب اور خاطی ہیں تو پہلے تیرے باپ ہی نے یہ راہ نکالی اور ہم اس کے ساتھ شریک ہوئے ورنہ تیرا باپ اگر ہم نہ کرتا تو ہم کیوں علیؑ سے مخالفت کرتے اور ضرور اسے خلافت دیتے اور اس کا حکم تسلیم کرتے لیکن ہم نے تیرے باپ کو دیکھا کہ اس نے پہلے ہم کچھ علیؑ کے ساتھ کیا ویسے ہی ہم ہو گئے پہلے اپنے باپ کو عیب لگا کر تیرے لئے کلام سے باز آ۔ سلام اس کو جو توبہ و رجوع کرے۔ بلفظ ظہر۔

سیان جو ہر شے سے ہم کو کوئی شکایت نہیں ہے شاباش ایسا ہی پیا ہے حقوق آبا و اجداد اگر نافرمان ہے جو تم سے کار نمایان ہو باعث خوش نودی ارواح بزرگان ہے۔ مگر ہاں دو غلاپن اچھا نہیں۔ کہ زبان سے حضرت علیؑ کو فی وقت من الاوقات خلیفہ برحق کہتے ہو اور دل سے بے دین اور غیر مستحق خلافت وغیرہ وغیرہ پس لازم ہے کہ زبان اور دل کو ایک کرو اور رکابہ نہ پ

کو چھوڑ دو۔

یہ زمانہ آزادی کا ہے اگر خدا و رسولؐ کو بھی علانیہ ناسزا دیا کہ وہ تو کون تمہاری زبان روک سکتا ہے جیسا بنی اُتبیہ و مروانیہ نے کیا حضرت علیؑ کو برسہا برس برا کہتے اور یہ فخر کرتے تصدیق خلافت کیسی۔ قرآن مجید کو نشانہ میں باندھ کر سیکڑوں پتھر لگالی پھر اُس پر عمل کیا۔ خانہ خدا و رسولؐ کو محاصرہ کر کے سیکڑوں بے ادبیاں گستاخان کدین غلیظ کا انبار لگا دیا پھر حرمت کجا۔ صد ہا ہزار ہا کتاب اللہ کو ڈھیر لگا کر جلا دیا پھر تبرگی کمان غرضکہ جو بات کی پوری کی اور مسلمان بنے ہی رہے۔ اسیر السنین کا خطبہ اُن کے نام مسجدوں میں پڑھا ہی جاتا رہا اور خلیفہ اُست کھلائی ہی رہی۔ پس تم کو بھی بکریاں ہونا چاہیے اس غل فصل کی باتوں پر لوگ چونکین گے اور اعتبار نہ کریں گے۔

اب ہم آپسے پوچھتے ہیں کہ اسلام خلفائے ثلاثہ نے مغرب سے لیکر مشرق تک پھیلایا تھا۔ یہی تھا۔ جو بنی اُتبیہ و مروانیہ کے وقت میں جاری تھا یا اور کوئی نیا اسلام تھا جس میں رسول اللہؐ کہنے والے اور خدا کے نام لینے والے اور عرش کے عبت نہ سمجھنے والے اور خدا کے وعدہ کو صدق سے بہ کذب نہ بدلنے والے اپنے ایمان پر قائم رہے ہوں اور کسی نے ان جبار و قہار و ظالم خلیفوں کو ان حرکات سے روکا ہو وہ تھا تاریخ سے تو کوئی معلوم نہیں ہوتا ہاں بشل مصنف روضۃ الصفا اگر کسی نے جھوٹی روایت لکھ دی ہو تو خیر۔

ع اسلام گریہ ہی تو اسلام کو سلام + اگر اسلام اسی کا نام ہے کہ قتل کرتے لوٹتے مارتے جبراً لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہلاتے عورتوں و بچوں کو لونڈی صلام

بناتے مغرب سے مشرق تک بھل گئے اور مال غنیمت سے جھولیاں بھریں تو چنگیز خان
ہلاکونادر شاہ تیمور وغیرہ کے فتوحات دیکھ کر خلفائے ثلاثہ سے بد چہاڑ ہوئے
میں ایسا ہی خالد سیف اللہ وغیرہ کا حال تواریخ میں دیکھو جو ہر رخ کیا قتل و غارت
مارو ہاڑ کر کے پس ماندوں کو یا مسلمان برائے نام ہونا پڑا یا خیرہ دیکر پیچھا چھوڑا یا
اسی لئے تو عیسائی اسلام پر بزور شمشیر اسلام قبول کر لیا اور غلامانگاہ میں
جس کا جواب اکثر محقق و انصاف پسند نے یہ دیا تھا کہ آنحضرت کے عہد میں جس قدر جہاد
ہوئے تحفظ اسلام کی غرض سے یعنی جب کفار نے خود ہی مدینہ پر حملہ کیا یا تحریک اسلام
پر کمر باندھی اس وقت حفاظت و حرست اسلام کے واسطے لڑنا بھیڑنا ضرور ہوا اس جنگ
و جدال میں جو مال ملا لڑنے والوں کو تقسیم ہوا اور فتوحات محمدی کے دیکھنے سے
واقعی ایسا ہی پایا جاتا ہے۔ آنحضرت کے وقت میں ہی بہت سے طامع و حسرتیں
صرف مال لوٹنے اور حصہ لینے کی غرض سے بظاہر اسلام قبول کر لیتے تھے مگر دل ان کا
وہی کافر تھا چنانچہ سورہ منافقون ہی کلام اللہ میں موجود ہے اور آنحضرت کی
حدیث میں بھی۔ چنانچہ اسی رسالہ میں ایک حدیث مشورہ رسول اللہ باعلیٰ غزوہ طائف
میں لکھی گئی ہے جس سے منافقین صحابہ کا ہمیشہ غزوات میں ہمراہ رہنا ثابت ہوتا ہے
اور حضرت علیؑ سے دشمنی رکھنا۔ رسول اللہ صلب مال غنیمت تقسیم فرماتے تو بعض بندہ
زر و غلام نفس بررو کہہ دیتے کہ یا محمدؐ تقسیم میں آپ انصاف کریں۔ اور آپ فرماتے
ولے کہ ہوتے پر اگر میں ہی نا انصافی کروں گا تو انصاف کی اشد کس سے
ہوگی۔

اکثر ان منافقون کے اقوال و افعال سے آپ درگزر کرتے اور فرماتے کہ

کفار کھین گے کہ محمد اپنے اصحاب کو سزا دیتے ہیں مگر اہل بیت و نہی عن المنکر
میں درگزر نہیں تھا۔ پس سہم ہوا کہ جب آنحضرتؐ ہی کے روبرو منافق لوگ
جنگ و جدال میں بہ طمع نفسانی شامل رہتے تو یہ محمد خلیفائے ثلاثہ جس میں چچا
خاصا ہر لوگ تھا ہزار ہزار منافق لوٹ کے مال اور لونڈی غلاموں کی خوش
میں دوڑ پڑے ہونگے اور جنگ و جدال میں شرکت کی ہوگی غلغلہ قلاںچ بیکار لوگوں
کا یہی طریقہ ہوتا ہے۔ لیجئے لاکھوں کی فوج تیار ہو گئی اور سیان خالد سپہ
سالار بن گئے جد ہر گئے قتل و غارت لوٹ کھسوٹ نہ رائے نہ دھائے جس کی عورت
پسند آئی مر قتل کیا گیا عورت پر تصرف بیجا خلاف حکم خدا و رسول دیکھو مالک
بن نوہرہ کا حال جب خالد نے باوصف اس کے سہمان ہونے کے صرف باخو انفس
شیطانی قتل کر کے بیچاری عورت پر تصرف یعنی زنا کیا۔

پس جن لشکروں کے ایسے سپہ سالار قلعہ شکن ہونگے اُس کا کیا ٹھکانا اور
تماشا تو یہ ہے کہ ابو بکر صدیقؓ کو باوجودیکہ خبریں صحیح مہو بخین اور فاروق اعظمؓ
بیچارے حد جاری کرنے کو بہت کچھ پیچھے پکارے مگر خالد نے چوکیدارانِ در
دولت صدیقی کو رشوت دیکر گانٹھ لیا تھ صاف بچ نکلا اور بال بھی

بیکانہ ہوا۔

سو بخ لکھتے ہیں کہ اسلام میں یہ پہلی رشوت اور اس ناشدنی کی ابتدا ہے
اوائل خلافت میں ابوسفیانؓ نے پہلے عمر علیؓ کو اور علاناکہ تم خلافت لو ہم مدد کو
سوجو دین۔ مگر حضرت اس بکارت کے کید عظیم میں کب آنے والے تھے۔ اُس نے
خلیفہ صاحب کو دیکھ لیا کہ تم خلافت کے مستحق نہیں ہو چہنچہن و چنان۔ خیر مصلحت

یہ ہوئی کہ شام کی حکومت معاویہ کو دیکر پیچھا چھوڑا۔ یہ بنیاد معاویہ ثانی کی ہے جو پانچواں خلیفہ اہل سنت کی رائے میں سمجھا جاتا ہے اور چھٹا یزید اس طرح بارہ خلیفہ کی تعداد پوری کی گئی ہے۔

واضح ہو جو لوگ بعد فتح مکہ مسلمان ہوئے ہیں وہ سولۃ القلوب کہلاتے ہیں جو بنظر تالیف قلوب و رونق اسلام مسلمانوں میں شامل کیے گئے مگر شرف سنا فقہوں کے ان کے ایمانوں کا ٹھکانا نہیں۔ انہیں میں ابوسفیان و معاویہ ہے ایک حدیث نبوی مروان کے حق میں پیشتر ہم لکھ چکے ہیں کہ یہ مروان کتاب اللہ میں مخالفت پیدا کرے گا اور پیغمبر خدا کے طریقہ میں مفسدہ ڈالے گا۔ اب دوسری حدیث خاص خلیفہ اول کی شان والا میں سنئے۔ صحاح ستہ سوطین ابی النضر موسیٰ بن عمر بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے احد کے شہیدوں کے حق میں نہ پایا میں قیامت کے دن ان کی گواہی دوں گا ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم ان کے بھائی نہیں ہیں ان جیسے ہم بھی مسلمان ہیں جیسے انہوں نے جہاد کیا ہم نے بھی اپنی جانیں لڑا دیں رسول اللہ نے فرمایا یہ بات ٹھیک ہے لیکن خبر نہیں کہ تم میرے بعد کیا دین میں ایجاد کرو گے یہ سنکر ابو بکر روئے اور بت رونے کے بعد کہا کیا ہم بعد آپ کے زندہ رہیں گے۔ ترجمہ قطعہ ایک اور حدیث سنئے اور داد دیکھیے اہل سنت کی صحاح دارمی میں جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ عمر خطاب رسول اللہ کے پاس ایک تورات کا نسخہ لائے آنحضرت خاموش ہو گئے۔ عمر نے اُسے پڑھنا شروع کر دیا۔ رسول اللہ کا چہرہ مبارک متغیر ہونے لگا ابو بکر بے تاب ہو گئے

اور عمر سے خطاب کر کے فرمایا روئیں تجھے رونے والیاں کیا تو چہرہ رسول اللہ کو نہیں دیکھتا۔

عمر آپ کے چہرہ کو دیکھ کر کہنے لگے میں اللہ سے اس کے غصہ اور اس کے رسول کی خفگی سے پناہ مانگتا ہوں ہم راضی ہیں اللہ سے اور رسول سے اور اسلام سے۔ بعدہ رسول اللہ نے فرمایا خدا کی قسم اگر تمہارے سامنے سبھی علیہ السلام ہوتے تو تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرتے اور ضرور سیدی راہ سے بہک جاتے لیکن اگر سوئے علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے ضرور میری پیروی کرتے۔ بلقلمہ۔

یس اب اہل انصاف غور کریں۔ اسلام برائے نام تو ضرور مشرق سے مغرب تک پھیلا۔ اور فتوحات عظیم حاصل ہوئیں مگر اس کے ساتھ قبولِ خبر صادق بھی ضرور ہوا کہ اسلام میں صمد یا ایجادین کی گئیں اور کتاب اللہ کی مخالفت اور طریقہ رسول اللہ میں مفاسد و منافقت جو ظاہر ہوئی اُسے آنکھ سے دیکھ لو۔ عیانِ راجح بیان۔ بہتر فرقہ اسلامیہ تو ابتداء سے موجود ہی ہو گئے بعدہ وہابیہ و شیخیہ و صمدیہ و احمدیہ وغیرہ یعنی ایک قادیانی صاحب نے اپنا سب سے ترالا مذہب نکالا ہے۔ اب ان فرقوں کے اصول و فروع میں دیکھو تو زمین اور آسمان کا فرق ہے اور لطیف سمجھ کہ سب اسی قرآن و حدیث سے سند لیتے ہیں ایک کہتا ہے قرآن مخلوق ہے مثل داؤد ابن علیؑ دوسرا کہتا ہے خدا جیسٹم ہی مثل ابن تمیہ ظاہری۔ تیسرا کہتا ہے فرشتوں و شیطان کا وجود نہیں حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے نہیں پیدا ہوئے۔ قرآن

اعجاز زمین مثل سید احمد خان نیچری۔ چوتھا کہتا ہر مین مسیح موعود ہوں مجھ پر وحی
آتی ہے مثل غلام احمد قادیانی۔ پانچواں کہتا ہے خالق غیر و شریک خدا ہے
اسی کی جانب سے سب نیکیاں و بدیاں ہوتی ہیں تقدیر میں جو لکھ دیا گیا ہے وہ
انٹ ہے مثل جو ہر صفت اسرار الہدیٰ ہے۔ چھٹا کہتا ہے کہ رسول اللہ
کامز امیر قدس سجاد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے مکہ و مدینہ پر جہاد واجب اس کا قتل و قمع
رسول اللہ کا روضہ نور قابل انہدام یعنی نیست و نابود کرنا فرض مثل عبد الوہاب
نجدی۔ ساتواں کہتا ہے نعوذ باللہ منہا رسول اللہ کامر تبہ خدا کے رو برو
مثل ایک چار کے تھا۔ مثل مولوی اسماعیل دہلوی۔ آٹھواں کہتا ہے کان
محمد رسول اللہ یعنی تھے محمد۔ اب کلمہ میں کان کا لفظ زیادہ کرنا چاہیے مثل مولوی
نذیر حسین دہلوی۔ نو خط کہ جملہ سر قوما سے اسلامیت کے اعتقادات بہ نسبت
خدا و رسول و قرآن مجید مفصل کتابوں میں درج ہیں۔ مشق نمونہ از خروار سے
ہم نے لکھ دیا ہے۔ مگر عبد الوہاب نجدی کا مختصر حال کہتے ہیں۔ کتاب جو ہر الا
یقان اہل سنت سے عبد الوہاب نجدی گو کہ دعوت خطیبی مذہب کا رکھتا مگر حکومت
کے زعم میں بے ادبی و گستاخانہ بہ نسبت جناب رسالت مآب و اہل بیت
اطہار و دیگر صلحائے مومنین کی کرنی شروع کر دی اور گستاخی و بے حرستی
حر میں یعنی مکہ و مدینہ و قتل سادات و غارت گری اموال پر کمر باندھی۔ ۱۸
ایک تشکر جمع کیا لوگوں نے سلطان روم کا نام خطبہ سے نکال کر اسی کے
نام کا خطبہ جاری کر دیا ایک کتاب التوحید تصنیف کر کے اطراف و جوانب میں
شتم کیا اہل اسلام جوق جوق بہ قصد جہاد مکہ و مدینہ پر متفق ہو گئے۔

۲۱۔ امین سعود نامی اُس کا نائب کعبہ کو روانہ ہوا اور قرن السنابل پر چکر لٹاؤ
 پھونچا اور ایک جماعت کثیر کو بہانہ ملاقات بلا کر قتل کر ڈالا اور شہر کو
 لوٹ لیا بعد سیف زنان اور غارت کنان مکہ معظمہ میں آیا اور جو حق غارتگری
 قتل کا تھا خاص بیت اللہ میں کیا تمام شریف سادات کو مہرہ تیغ کر کے
 مال اسباب جو بلا سب لوٹ لیا۔ مساجد و مقابر و آثار صحابہ منہدم کر ڈالے
 وہاں سے مدینہ پھونچا وہاں بھی قتل و غارت کر کے روضہ مقدسہ بنوئی کے
 اندام پر عازم ہوا مگر ایک اثر دہائے خونخوار کے نکلنے سے روضہ مقدسہ
 کو منہدم نہ کر سکا۔ مدینہ میں اپنا نائب چھوڑ کر پھر مکہ کی طرف لوٹا اور تمام اطراف
 ملحقہ حجاز و عراق و نجد میں قتل عام شروع کیا کر بلائے سحلی کو بھی خوب لوٹا
 اور قتل کیا۔ بلفظہ۔ بیچ کافر نکندہ انچہ سلمان کردند۔ و می کنند۔

پس معلوم ہوا کہ سبھی اسلام خلفاء ثلاثہ نے مشرق سے مغرب تک پہلایا۔
 اور وہ وہ ایجا دین اور تصرفات بیجا قرآن مجید و حدیث بنوئی میں واقع ہوئے
 کہ اسلام کا نام ہی نام باقی رہا خدا و رسول کو احکام پر نہ ابتداء سے عمل ہوا نہ ہوتا ہی
 خدا نے جو رسدیت لکھا اسلام دینا فرمایا وہ اور ہی اسلام ہے۔

خدا کے قادر کا وعدہ پکا اُس رسول خاتم النبیین کی بعثت لاجم غیر زوال تا قیام
 قیامت مگر ایسے اسلام پر جبکہ مختصر ذکر اور پر ہوا نہ خدا کے وعدہ نہ رسول اللہ کی
 بعثت کا اثر ہوا کیونکہ جب ایک ملت ایک دین ایک خدا ایک رسول پھر
 بیہ انقلابات عظیم اور عدا فرعون کا جد ہو جانا اور خدا و رسول کے احکام
 صاف صریح میں شاخیں لگانا اور تاویلات لایینی و توجہیات بے سعی اپنے

نیاس سے پیدا کرنا چاہنی دارد۔ اگر خدا اور رسول کے حکموں کے سید ہے اور ساف
 سنی و مطالب قبول کیے جاتے اور جو حکم خدا اور رسول نے دیئے تھے اُن پر پورا
 پورا عمل کیا جاتا تو اسلام میں کیوں رخنے اور خرابیاں پیدا ہوئیں مگر نفسانیت
 و طمع حرام دنیوی سے انسان مجبور ہے۔ اب سنیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 نے نہ کبھی تلوار اٹھائی نہ کسی کو مارا صرف جہاد لسانی کرتے رہے تمام عمر میں
 صرف گیارہ یا بارہ یا کچھ زیادہ ہر کیفیت تنہا سے کم اپنے ایمان لائے اور وہ
 حضرت چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے پھر کیا اُن کی تعبت عبث ہو گئی ہرگز نہیں
 بلکہ صاحب شریعت رسول بہ حق تھے اُن کے بعد اُن امت کی تعداد دیکھو کہ اُن کی
 جہاد لسانی نے کیا فوائد بخشے۔ ایسا ہی ہمارے حضرت سید الانبیاء خاتم المرسلین
 دہل گیارہ برس تک اپنے وطن مکہ میں رونق افروز رہے اور لسانی جہاد فرمایا کئے
 ایک تعداد کثیر صرف موعظ و نصائح سے مسلمان ہوئے جب مدینہ والوں نے
 بعد قبول اسلام اپنے یہاں بڑا خدا کی سبھت سیم ہوئی کہ ہجرت کریں مدینہ میں تشریف
 لائے کفار مکہ نے گروہ مسلمانوں کی تہذیب و بیعت کی خدائے حکم جہاد شمشیر دیا
 تحفظ اسلام اور خیر اندیشی قوم کے لئے آپ کفار سے لڑے فضل خدا شامل حال
 تھا فتیاب ہوئے اس بات پر تو سب کو اتفاق ہے کہ ہر قوم و ملت میں نسبت
 عام کے خاص ممتاز و برگزیدہ ہوتے ہیں چنانچہ اللہ جل شانہ نے خود ہی تصدیق
 کی ہے و قلیل من عبادی الشکور قرآن مجید میں اور اکثر مقام قلیل کی تعریف
 فرمائی ہے چنانچہ نقل اور عقل اس بات کے شاہد عادل ہیں۔ ابتدائے آدم سے
 تا ایندہم عام اور خاص میں تمیز ہوتی آئی ہے۔ رسول اللہ کے عہد میں بھی

جو لوگ تصدیق باقلب و اقرار باللسان کر کے ایمان لائے اُنھیں کو مومنین کہا گیا۔

عام کو منافقین کیونکہ قید لا من عباد الشکر خدا کا فرمان ہے۔
پس خاص بہ نسبت عام کے ہمیشہ وہ حال میں ٹھوڑے رہے ہونگے۔ بعدہ
خلافت اول و ثانی و ثانی و ثانی میں بھی یہی عمل آ رہا ہو کیونکہ اصل سنت اصل البشر
بعد رسول اللہ ابو بکر ثم عمر ثم عثمان تھے ہی میں۔ پھر عشرہ مبشرہ کو انتخاب کرتے
ہیں باقی عوام۔ شیعہ حضرت علی کو بعد رسول خدا افضل بشر و خدا صاحب مثل ابوذر و
عمار و مقداد و سلمان وغیرہ و عباس و عبد اللہ و فضل وغیرہ نبی ہام کو مختص شمار کرتے
ہیں۔ اب اگر انصاف اور ایمان سے ہم دیکھتے ہیں تو حضرت علی کا پتہ بہت ہی
مبارکی نظر آتا ہے یعنی ان کو خدا کے حکم سے رسول اللہ نے ہم غدیر میں باضا لطمہ
خلیفہ و جانشین بنایا جس کی تفصیل و تشریح باب خلافت رسالہ ہذا میں درج ہے۔ ابو بکر صلی
کی نسبت جو حدیثیں جوہر صاحب نے لکھیں اہست نماز و خلافت کی بابت لکھی کچھ اصل بنائی
گئی نہ ان کی تہمیل حیات رسول خدا میں ہوئی۔

ہاں امام شوریہ میں جس کی تصدیق حضرت علی نے بھی کی ہے پس اب دیکھنا چاہئے
شورہ کس طرح کھاتا تھا آیا چند ہفت روز خاص لوگ ایک جگہ جمع ہوئے اور اپنی اپنی رائے
ظاہر کیں یا عوام کا مجمع ہوا۔ بخاری و مسلم میں جناب عائشہ سے ایک حدیث۔
طولانی شورہ خلافت کی بابت لکھی ہے۔ جملہ انصار و مہاجر سقیفہ نبی صادقہ میں
جمع ہوئے انصار کہتے ہم میں سے مہاجر کہتے ہم میں سے امیر ہو۔

ابو بکر عمر ابو عبیدہ ہجرا بھی چھوٹے حضرت عمر غصہ والے تھے یوں لگے ابو بکر

نے اُن کو روکا خود لو لے ہم میں سے اس پر ہوا تم سے سے وزیر ہو جناب عمر کہتے ہیں یہی
 بولنے کی یہ وجہ تھی کہ میں نے عمروہ عمدہ الفاظ جو مجھے نہایت درجہ مرغوب تھے اس وقت
 کے لیے سوچے تھے اور اس کا بھی خوف تھا کہ ابو بکر نہ بول سکیں گے مگر ابو بکر نے
 خوب ہی کلام کیا جناب ابن منذر نے کہا ہم کبھی راضی نہ ہونگے جب تک ایک ہم سے
 ایک ہم میں سے والی نہ ہو۔ آخر ابو بکر نے کہا کہ عمر خطاب و ابو عبیدہ تہجرا ح موجود ہیں
 اُسے بیعت کرو مگر جناب عمر نے کہا یہ آپ کیا کہتے ہیں آپ ہمارے سردار ہیں ہم سے
 بہتر ہیں رسول خدا کے محبوب ہیں ہاتھ بڑھاؤ بلکہ ہاتھ بڑھ کر بیعت کر لی پھر سب راضی
 ہو گئے ایک شخص لولا تم نے سعد بن عبادہ کو مار ڈالا عمر نے کہا منظور خدا ہی تھا یعنی
 وہ ہرگز ہشت ہشت ہو کہ سعد بن عبادہ پامال ہو گیا اور سخت چوٹ آئی۔

عمر خطاب کی خواہش اور آرزو پہلے ہی سے عمروہ عمدہ الفاظ مرغوب طبع جو سوچ کر منتخب
 کر رکھے تھے کہنے اور بولنے کے تھے پس معلوم ہوا کہ جب خم غدیر میں حضرت علیؑ کو آپ کے
 کل سو میں و ہونہ کے ہوئے ہونے کی مبارک بادی اس وقت کے یہ عمروہ و چیدہ
 الفاظ منتخب کر لیے تھے کہ وقت پر استعمال کروں گا

پس ظاہر ہے کہ جیسا نماز جماعت کی امامت میں جناب عمر نے ابو بکر کو امام بنا
 دیا ویسا ہی یہاں بھی مدعی سست گواہ چست جبراً ہاتھ بڑھ کر بیعت کر لی
 اور نہ مشورہ ہوا نہ اجماع۔ عمر خطابؓ کی یہ پورے کل چال تھی کہ یہ حضرت عمرؓ سے
 سالہ ہو ہی چکی ہیں برس و برس برس نامہ اگر لو پھر ہم ہی ہم ہیں چنانچہ ایسا ہی
 ہوا بھی کہ ابو بکر کی خلافت میں ہی حضرت مختار عام بلکہ اعلیٰ رکن اسلام رہے۔
 جب وفات ابو بکر کا زمانہ قریب ہوا تو انھوں نے بصدق من ترا حاجی بگویم

تو مہاجری لگو۔ نہ شورہ پر خلافت چھوڑی نہ اجماع پر اپنی حیات ہی میں سنی خلافت بنام جناب عمر لکھا دی اور بھی خیال کیا کہاں بھی نہ ہوا کہ رسول اللہ نے تو کسی کو خلیفہ کیا ہی نہیں سہ ماہوں پر انتخاب منحصر کر دیا ہی پھر ہم خلافت فعل رسول اللہ کیوں اپنا آبائی مال سمجھ کر سنی خلافت و ولایت کی گئے اور تھے میں حقیقت یا رسول اللہ سچ آپ نے فرمایا کہ بعد میرے دین میں کیا کیا احباب کرو گے۔

اب جناب عمر جو عمر نے لگے تو فرمایا کہ میں اگر کسی کو خلیفہ کر جاؤں تو مجھ سے بہتر شخص یعنی ابوبکر نے ایسا کیا اور نہ کر جاؤں تو مجھ سے افضل تر رسول اللہ نے امت کو بے خلیفہ کے چھوڑا۔ پس آپ نے پیمہ دونوں طریقے ناپسند کر کے چھ صحابہ خاص پر حق میں عثمان بن عفان کے طرفدار زیادہ تھے ام خلافت کو چھوڑا اور ایک ایجاد اپنی بنیاد سے زیادہ کی۔ عثمان بن عفان کی بے اعتدالیان خلافت شریعت صحاح و تواریخ اہل سنت میں مرقوم ہیں جس کے باعث سے اُن کی جان عزیز زیاد ہو گئی مگر پہلے ایجاد مروان بن حکم مردود و منظر و در رسول خدا و خلفائے ماسبق کو اپنا وزیر و مشیر و محلات مالی و ملکی کا دارالمہم بنایا۔ قرآن مروجہ سابق ہو پھر رسول خدا کے عہد و ابوبکر و عمر کے زمانہ خلافت میں عمل درآمد ہوا کیا سب کو اگر چلا دیا۔ اور اپنا جمع کیا ہوا دستہ آن جاری کر دیا جو اتنا موجود وزیر قرأت ہی۔ پیمہ دوسری ایجاد ہوئی۔ یہ کہ اس قرآن میں کمی الفاظ و آیات کا نظم ترتیب ہو کر کاظمی سے قبول مخبر صادق کتاب اللہ میں مخالفت پیدا ہو گئی ورنہ مندرجہ سن اللہ ہونے میں شک و شبہ نہیں ہے۔

ان خلافتوں میں حضرت علیؑ و انکا گروہ ناپرسان حالت میں رہا مگر ہمیں ضرور تھا کہ آپ
امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہے اور حق بات کہنے سے باز نہیں آئے
بہت سی مثالیں کتابوں میں مذکور ہیں چنانچہ عمر خطابؓ سے آتش مزاج اور
غصہ و رے کے عہد میں بھی آپ نے احکام دینی میں اصلاح فرمائی۔ امام احمد ابو طیبان سے
روایت کرتے ہیں کہ عمر نے ایک زانیہ کو زخم یعنی نہر سے شرعی دینے کا حکم دیا لوگ
سزا کے واسطے پہلے حضرت علیؑ راہ میں ملے تحقیق پوچھی اور نہ پایا یہ مجنونہ مرفوع
تسلیم ہوا اسے سزا نہ ہوئی چاہیے چنانچہ وہ رحم سے بچی اور خبابؓ نے ازراہ انصاف
نہ پایا لولا علیؑ لھلک عمر اگر نہ ہوتے علیؑ ہلاک ہو گیا تھا عمر اس طرح
دوسری روایت سے ایک حکم شرعی دینے میں عمر خطابؓ سے غلطی ہوئی حضرت علیؑ نے
تصحیح کی عمر نے کہا اُس وقت سے میں پناہ مانگتا ہوں جبکہ علیؑ موجود
نہ ہوں۔

جبکہ عموماً اہل سنت اور خصوصاً جوہر صاحب اپنی نادانی و کج سمجھی سے ہمیں بہت
بڑا اعتراض اور سوال کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ اسد اللہ الغالب الشجع الناس کفار
کش وغیرہ اگر تھے تو غضب خلافت پر کیوں راضی ہوئے اور نہ زور و زلف
شرر بار خلفائے ثلاثہ سے کیوں نہ خلافت چھین لی نہ کہ ہمیشہ مغلوب و محکوم
رہے۔

اس کا جواب مختصر یہ ہے کہ قصص الانبیاء و اوصیاء اگر دیکھی جاوے تو ظاہر
ہو جائے کہ خدا کی حکمت و صلحت و حلم و برداشت اپنے بندوں کے اعمال و
افعال قبیحہ پر باوصف قدرت و جبروت و عظمت و قہاری و جباری کے

کس درجہ بڑی ہوئی ہے۔ عموماً کل انبیاء کا حال باستان سے حضرت سلیمانؑ کے نبوت و پادشاہی جن و انس ملی دیکھا جاتا ہے تو آپ نے عہد کے بادشاہان جابر و ظالم سے مغلوب ہی رہنا اور ان کی حکومت میں بسر کرنا ظاہر ہوتا ہے مگر تبلیغ رسالت و احکام خدا کا پہنچانا جو خدمات وقتاً فوقتاً ان کے سپرد ہوتی ہیں ان کی بجا آوری میں سر و فرق نہیں کیا کیسے کیسے ظلم و شدائد و عذاب و عقاب ظالموں نے اُنہیں کیئے مگر وہ اپنی رسالت و خدائی یکساں کی وحدانیت ظاہر کرتے رہے اور بندگان خدا کو وحدہ لا شریک لہ کی پرستش و بندگی و دعوت عام فرماتے۔ جن لوگوں نے ان کو رسول اور خدا کو واحد و یکتا مانا وہ خاص ہیں محبوب ہوئے باقی عام خلقت کافر کی کافر رہی حضرت داؤد و حضرت موسیٰ وغیرہ بعض پیغمبروں کو جہاد بحرب و ضرب کا حکم ہوا اُس کی تعمیل کی مگر نہ ایسا کہ مغرب سے مشرق تک عالمگیری کی ہوس میں قتل و قمع کرتے پھر بن غرض کہ جہاد بھی محدود اور خاص قوم کے واسطے تھا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مہربانی کے ساتھ اُسکا وحی بھی ضرور ہوتا جو امور نبوت و رسالت میں اُس کے ہمراہ رہ کر دیکر تاجیسا حضرت موسیٰ کے بھائی حضرت ہارون۔ اور وہ بھی حکم خدا انتخاب ہوتا مقبول و برگزیدہ شخص کیونکہ خدا کے قادر مطلق اپنی مخلوق پر تصرف کامل رکھتا ہے اور اپنے بندوں کی مہربانی و ہدایت و پند نصائح کو ایسے ہی خاص الخاص اشخاص کو منتخب کرتا ہے جو اُس زمانہ میں وحید و یگانہ روزگار ہوں اور خدا کے حکموں کی تعمیل میں کامل اور عامل بہ صفت موصوف اور ان کو خدا کی جانب سے ایک دستور العمل ملتا ہے جسے صحیفہ یا وحی یا الہام جوہا ہے سمجھ لو جو سپر وقتاً فوقتاً عمل کیا جاتا ہے اگر وہی ہو تو رسول کے ذریعہ

سے بہر کیف خدا کی جانب سب مدارج طے کر دیئے جاتے ہیں حضرت موسیٰ اور ہارون
حضرت سے مشابہت تامہ ہے اور خود ہی آنحضرتؐ نے امت موسوی سے اپنی امت
کو مشابہ ہونا مسترمایا ہے۔ ہم خطاب سے بھی آپؐ کی فرمایا کہ اگر حضرت موسیٰ
زندہ ہوتے تو مجھے چھوڑ کر تم ان کی پیروی کرتے اس پر خدا کی قسم بھی آپؐ
مزید کی۔

پس دیکھو حضرت موسیٰ سے اچالیں ہیں کی عمر میں بدعت ہوئے فرعونوں کے
ہاتھ سے کیا کیا اذیت سہی کیسی کیسی مصیبتیں چھلکیں جب سجدہ دکھاتے ساحر و
کاہن وغیرہ الفاظ سے یاد کیے جاتے ایک عرصہ دراز کے بعد قوم کا چھوٹا سا
گروہ فراہم ہوا اور سرحدوں پہ مقابلہ کرنے کو حکم ملا حضرت جبریلؑ مدد کے
لیئے ساتھ ہوئے حضرت ہارون و صی و شریک فی النبوت قرار پائے دریائے
نیل سے آپؑ عبور کیا فرعون ملعون مدد سپاہ و لشکر غرق ہوا۔ آپؑ اپنی امت
کو حضرت ہارون اپنے بھائی کے سپرد کر کے کوہ طور پر تشریف لے گئے۔ یہاں
سامری مردود نے اور ہی کرشمہ کیا سب کو گنو سالہ پرست کر دیا حضرت
ہارون سمجھاتے رہے ایک نے نہ سنی جب حضرت موسیٰ و الیس آئے پھر قوم کو
جمع کیا اور راہ راست پر لائے اپنے بعد یوشع بن نون کو خلیفہ مقرر کیا زوجہ
حضرت موسیٰ نے اُن سے جدال و قتال کیا۔

ہمارے حضرت خاتم النبیینؐ سید المرسلینؐ میں سب انبیاء کے کمالات آپؐ کو
ملے۔ اور آپؐ بھی اس عمر میں رسالت پر مامور ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت
خدیجہ اور حضرت علیؑ نے تصدیق رسالت کی کفار قریش قوم قبیلہ و تخلصین

دینی شروع کیں۔ اللہ اکبر ابتداءً بعثت میں جو اذیت نصیبین اپنے برداشت کیں اور جو طعن و تشنیع استنار ہنسی و تمقہ توہین و تذلیل قوم کی جانب سے آپ کی جناب میں ہوئیں ان کے مفصل لکھنے سے روح کا نپتی ہے کوئی اونٹ کی اوٹھری گلے میں ڈالتا ہی کوئی راہ میں کانٹے بچھاتا ہی کوئی کاہن و ساحر و مجنون کہتا ہے کوئی کہتا ہے کوئی ناسزا باتیں کہتا ہے یہاں تک کہ عقیدہ میں معیض مردود و ملعون نے حالت نماز میں آپ کے گلے میں چادر ڈال کر اس زور سے کھینچا کہ آپ کا کلا گھٹ گیا۔ ابو جہل مردود علانیہ آپ کو برا کہتا ایک روز امیر حمزہ نے سن لیا اور اسے ایسا سیدھا گیا کہ علانیہ بدگوئی سے باز آیا۔ مگر آنحضرتؐ نے کبھی پروا نہ لی اور کلمہ حق زبان پر جاری رہا حضرت ابوطالب آپ کے چچا جنہوں نے بعد وفات جناب عبد اللہ سر بزرگوار آپ کو پرورش کیا اور ہر حال میں آپ کے مدد و معاون رہے جب بھی حال تنگ سے سخت صدمہ گزرتا اور حتی الوسع ان نا اہلوں سے انتقام لیتے۔

آپ کے چند اصحاب مثل حضرت یاسر وغیرہ وانگی زوہم بکرہ کو کفار نے ہر روز بیہ اذیت دینی شروع کی کہ بطحا کی رتیلی زمین میں گرم ریت پر ان کو لٹاتے اور پتھروں کی سلیں ان کی چھاتیوں پر رکھ دیتے عرصہ تک یہی ظلم و ستم جاری رہا مگر آپ ہر حال میں صابر و شاکر رہتے اور تبلیغ رسالت فرماتے۔

ایک دن آپ تنہا طائف کو تشریف لگے اس امید پر کہ وہاں کے باشندے کلمہ حق سن کر رہ راست پر آویں مگر ان نا عاقبت اندیشیوں نے جو مجسم شیطان تھے آپ کو مجنوں و دیوانہ لکھ کر نکال دیا اور دور تک مجنوں و دیوانہ کہتے پتھر مارتے پیچھے چلے آئے نعوذ باللہ من ذلک۔ پھر آپ مکہ میں تشریف لائے

ایک روز اپنے قبیلے کے آدمیوں کو جمع کیا اور دعوت کی مشربایا میں چند کا
 وحدہ لاشریک ہے اُس کی پرستش کرو بتوں کو چھوڑو میہ لکڑی و پتھر میں اور دیکھو
 انہیں سے کون شخص میرا مددگار و جان نثار خدا کے کاموں میں اعانت کرنے
 والا ہوتا ہے سب لوگ خاموش رہے مگر حضرت علیؑ کو کہ کم عمر تھے مگر اُٹھے
 اور عرض کی اے رسول اللہ میں آپ پر جان مٹا دیاں کروں گا آپ کی مدد کروں گا خدا
 کے کاموں میں میں آپ کا سپر ہوں گا آنحضرتؐ خوش ہوئے اور مشربایا دیکھو میہ
 سیرا وزیر اور چالیسین و خلیفہ ہے۔ سب لوگ ہنسنے لگے کہ ایک چالیس
 سالہ جوان اور ایک اٹھ کچا ہے ہیں کہ تمام جہاں میں حکومت کریں خیر وہ تو
 نفس ہنسنا کرتے ہو گئے۔

اللہ جل شانہ نے آپؐ کے کلام میں وہ برکت اور عظمت دی تھی کہ لوگ عیش کرتے
 اور سخر استغیر وغیرہ کے جواب نہ دے سکتے۔

خیر ایک چھوٹا سا گروہ سامانوں کا ہو گیا اور کفار کی آتش غضب روز بروز مشتعل
 ہونے لگی آپؐ کو اور آپؐ کے اصحاب کو سخت ایذا دینے لگے۔ آپؐ نے سرداری حضرت
 جعفر ابن ابیطالب حقیقی بھائی حضرت علیؑ کے ستر یا آئی اصحاب کو حبش کی جانب
 ہجرت کرنے کو مشربایا اور وہ گروہ حبش کو گیا وہاں بھی کفار قریش نے پیچھا نہ
 چھوڑا اور بادشاہ حبش سے درخواست کی کہ ہماری فوج کے کچھ لوگ ہمارے
 خداؤں سے انحراف کر کے آئے ہیں ان کو ہمارے سپرد کر دو بادشاہ نے حضرت
 جعفر کو مع اصحاب کے بلایا اور واقعات پوچھے حضرت جعفر نے خدا کی بکائی اور
 وحدانیت اور رسول اللہ کی نبوت و رسالت کی نسبت وہ مدلل تقریر کی کہ

بادشاہ حبش کو بہت پسند آئی اور کفار قریش کو بے نیل مرام اپنے دربار سے نکلوا

دیا۔

اکثر محققین اسلام نے اسی کو ہجرت اوسے قرار دیا ہے اور قرینہ بھی اسی پر دال ہے۔
یہاں بعد اسلام لانے سے خطاب کے کفار نے وہ شورش اور کاوش کی کہ رسول اللہ کو
شعب البوطالب میں پناہ لینے کی ضرورت ہوئی یعنی گھبراہچھوڑ کر پہاڑ کی کھوہ میں جو
اس نام سے مشہور تھا تشریف لیجنا پڑا۔ البوطالب ایک اور دشمن قوم کی قوم
کیا کریں۔ مکہ والوں نے خرید و فروخت داد و ستد رسم معاملہ برادری سب ترک کر دی
اور البوطالب سے درخواست کی کہ اپنے بھتیجے کو ہمیں دید و اور ہم میں سے جس کا لڑکا خوبصورت
لایق نہر ہند جسے تم پسند کرو گے لو البوطالب نے فرمایا استغفر اللہ میرے بھتیجے کو مقابل میں تمام
جہاں پاسنگے۔

پھر البوطالب کے رعب و ابانہ تمام تفہیم سے صلح ہو گئی مگر کفار ہمیشہ آپ کی تاک
میں رہتے اسی عرصہ میں مدینہ ولے جو ہر سال مکہ میں آتے جاتے تھے آپ کے کلام مجر نظام
پر فریفتہ ہو کر اس بات کے آرزو مند ہوئے کہ آپ ہمارے یہاں تشریف لائیں۔
یہاں کفار قریش نے جب یہ قول و قرار سنا تو اور بھی جل مرے ابو جہل مردود و ابوخیان
سطرود نے او با شون کو جمع کر کے شورہ کیا کہ آج رات کو محمدؐ کا کام تمام کر دو سب لوگ
اس بات پر متفق ہو گئے اور سلاح ہوئی کہ ہر قبیلہ سے چند آدمی حملہ کریں تاکہ کوئی خاص
قبیلہ قتل کا مجرم نہ تصور ہو۔ آنحضرتؐ کو بذریعہ جبریلؑ اس بھی خبر پہنچی اور حکم ربی صادر
ہوا کہ رات کو اپنے فرشتہ مقدس و سعلے ہمسایہ عرش پر علیؑ اپنے بھائی کو سلا کر آپ غار
میں پوشیدہ ہو جائیں اور یہاں سے ہجرت فرمائیں کیونکہ یہ مقام خطرناک و آزار دہ ہے۔

آنحضرت نے اپنے بستر پر حضرت علیؑ کو سلا یا اور تشریف لیچے ابو بکر کو حکم دیا یا راہ میں بل جانے کے باعث جیسا شیعہ سنی میں جھگڑا ہے ساتھ لیا اور غار ثور میں پوشیدہ ہو گئے تین شبانہ روز غار میں رونق افروز رہے۔ بعد ازاں مدینہ میں نزول اجلال فرمایا۔

یہ خلاصہ سب تواریخ اہل سنت کا ہے جس کا دل چاہے دیکھ لے۔ چالیس سال کی عمر میں آپؐ کی بعثت ہوئی۔ اور کیا اٹھ سال میں ہجرت پس دس گیارہ برس بعثت آپؐ تکہ میں رہ کر صرف لسانی جہاد فرمایا کیے۔ مدینہ پہنچنے کے بعد بھی جب کفار قریش نے آپؐ کا پیچھا کیا اور فوج جمع کر کے جدال و قتال پر آمادہ ہوئے تب جہاد کا حکم نافذ ہوا کیونکہ اس وقت اصحاب کی جماعت میں کثرت ہو گئی تھی جن میں بہت سے مہاجر کے انصار زیادہ تھے۔

مگر بعد نفاذ حکم جہاد و کثرت مہاجر و انصار بھی آنحضرتؐ نے حدیبیہ میں جو باوجود زیادتی و سرکشی کفار مکہ کے صلح کی اور جدال و قتال نہ کیا صلحت سے خالی نہ تھی خلاصہ سال صلح حدیبیہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے قصص بیت اللہ تشریف لایا اور حدیبیہ تک پہنچ کر کفار مکہ فراہم ہوئے اور آپؐ کو روکا آخر صلح پر دار و مدار ہوا کفار نے جو شرطیں اپنے سفید و خاطر خواہ پیش کیں وہ سب منظور کیں جس میں اسلام کا ضعف اور کفار کا غلبہ صریح تھا یہاں تک کہ تحریر صلحنامہ میں محمد رسول اللہ کے الفاظ پر بحث ہوئی کفار نے کہا کہ اگر ہم آپؐ کو رسول اللہ جانتے تو کیوں یہ جھگڑا ہوتا صلحنامہ میں محمد ابن عبد اللہ درج ہونا چاہیے چونکہ رسول اللہ کا لفظ تحریر ہو چکا تھا آنحضرتؐ نے علیؑ سے فرمایا رسول کا لفظ کاٹ کر ابن عبد اللہ بنادو حضرت علیؑ کو پاس کمال ادب و ایمان عرض کی کہ

پہرے ہاتھ میں یہ قدرت و جرات نہیں کہ رسول اللہ کے لفظ کو سٹا دوں حضرت
نے خود اپنے ہاتھ سے لفظ رسول اللہ کاٹ کر ابن عبد اللہ بنادیا صحیح بخاری میں مفصل
واقعہ درج ہے عمر خطاب کا اس صلح کی بابت یہ کہنا کہ تمہیں شک نہ ہو حضرت یحییٰ
اوزہین ہوا جیسا آج۔

دیکھو تاریخ خمیس اور اسد الغابہ فی معرفت الصحابہ اہل سنت ابن حجر
عسقلانی جناب عائشہ سے نقل ہیں کہ اسلام نے جدائی ڈال دی تھی درمیان زینب
و خیر رسول خدا و ابوالعاص شوہر اس کے بکے بکے رسول خدا قادر نہ ہوئے کہ
دونوں میں جدائی کر دیں کیونکہ وہ حضرت مکہ میں مغلوب تھے اور حلال و حرام میں مشرق
نہ کر سکتے تھے لشکر اسلام نے ابوالعاص کو گرفتار کیا اور آنحضرت نے رہا کر دیا مگر اس
تفریق پر قادر نہ ہوئے یعنی لا تنکحوا المشرکین پر۔ اور جناب عائشہ فرماتی ہیں
کہ آنحضرت نے فرمایا اے عائشہ اگر تیری قوم کا مجھے خوف نہ ہوتا تو میں خانہ کعبہ کو
از سر نو تعمیر کرتا۔

دیکھو آنحضرت خوف کی وجہ سے خانہ خدا تعمیر نہ کر سکے ابتدائے بعثت رسول
مقبول میں سورہ قتل یا ایہا الکافر ون نازل ہوا تھا جس کے
معنی ہیں نہ ہم تمہارے معبودوں کی پرستش کریں نہ تمہارے معبود کی پرستش کرتے
اپنے دین پر ہوتے ہیں اپنے دین پر ہیں۔

جو ہر صاحب نے قول جناب علی مرتضیٰ صفحہ ۳۳۳ اسرار الہدیٰ میں جو استحکام خلافت
ابوبکر میں لکھا ہے ہم اوپر بحث خلافت میں لکھ آئے ہیں کہ آپ نے بیچ البلاغت
میں فرمایا ہے اندہ قال لای للناس من امام بن اوفا جبریل نے امر ٹھہرا

لستم فیہا الکافر ویبلغ فیہا الرّاحل ویامن فیہا السبل ویوفد بہ للضعیف
 من القوس حتی یسترحیج بر ولستراح من فاجر۔
 ترجمہ چارہ نہیں آویسوں کے واسطے امیر سے نیک ہو یا بد کہ عمل کرے اُس کی حکومت
 میں ہو میں اور بہرہ پاوے اُس میں کافر اور سہو سچ جاوے اُس حکومت میں ثالث
 اور ماسون ہوں اُس حکومت میں راہیں اور ضعیف کا حق قوی سے دلا یا جاوے اور
 آرام پاوے نیک نجت بد نجت سے اور راحت پائی جاوے اُس فاجر سے۔
 پس انصاف کی نظر سے دیکھنا چاہیے حضرت علیؑ کو اہل حق شیعہ اثنار عشری خدا نہیں
 کہتے رسول اللہؐ نہیں کہتے بلکہ بندہ خدا۔

رسول اللہؐ کے بھائی وحی جانشین خلیفہ امیر حبشیہ عمو ماکل انبیاء سے مرسل کا طرہ سے
 معاشرت دنیا میں رہنے اور بسر کرنے کا تھا خصوصاً جناب سیدنا محمد رسول اللہؐ
 کا ویسا ہی اُن کے خلیفہ برحق علیؑ ابن ابی طالب کا۔

آنحضرتؐ بھی دن گیارہ برس تک اپنے وطن مکہ میں کفار اشرار سے مغلوب رہی
 اُن کی حکومت میں بسر کی اُن کی ایذا میں سہین چھیلین انواع اقسام کی توہین تبدیل
 بدگوئی گوارا کین ویسا ہی آپؐ نے پچیس پچیس برس تک یہ سب صدمے اٹھائی
 وہاں رسالت تھی یہاں خلافت حبشیہ اُس وقت رسول اللہؐ کو حکم جلال و قال
 ننتھا صبر و شکر ضبط و تحمل برداشت کرنے کی خدا کی جانب سے ہدایت تھی ویسا ہی آپؐ
 کو صبر و سکوت کی رسول اللہؐ کی طرف سے وصیت۔ حبشیہ آنحضرتؐ کو بدرجہ حکم
 جہاد و لا ویسا ہی آپؐ نے بھی اپنی خلافت حق میں نواصب و خواجہ بھرہ و شام و
 مہردان وغیرہ پر جہاد کیا۔ حبشیہ رسول اللہؐ نے اپنے وطن سے ہجرت کی ویسا ہی

آپؐ مدینہ سے کوفہ کو ہجرت کی جیسا آنحضرتؐ باوصف ایذا رسانی کفار کلمہ حق ادا کرنے آپؐ کو رسول اللہؐ کہنے سے باز نہ آئے ویسا ہی آپؐ بھی اپنا استحقاق خلافت علانیہ ظاہر کیے گئے جیسا رسول اللہؐ نے حدیبیہ میں کفار سے دیکر قبول عمر خطابؓ مگر منہیں مصلحتاً صلح کر لی اور اپنے نام سے رسول اللہؐ کا لفظ خود کاٹ دیا۔ ویسا ہی آپؐ ابوبکرؓ سے صلح کر لی۔

اور قبول جناب عائشہؓ خطبہ میں نہ یاد کیا کہ ابوبکرؓ استحقاق خلافت میں دیکھو حدیث بیعت مندرجہ رسالہ انداجس میں بیعت کا وجود مقصود ہے اور جبکہ اس حدیث صدیقہ میں بیعت کا نہ کرنا ثابت ہے تو اور حدیثیں بہ قبالہ قول صدیقہ مکذوب و مصنوعی ہیں۔ جیسا جناب رسالت پناہ کے اعوان و انصار روز بروز بڑھتے گئے ویسا ہی جناب امامت دستگاہ کے یاران جان نثار و سر فروشان و فاشعاً روز بروز ترقی کرتے رہے جنگ جمل و صفین میں بقول ابن الحسنؑ ذیبی مسعودی سنی الخدیج ثوبے ہزار کا شمار تھا۔ دیکھو تشبیہ ہارونی کا تقیہ جیسا حضرت موسیٰؑ کے پہاڑ پر جالی سے اُمت موسویؑ گمراہ ہوئی سامری ملعون کے اغوال سے ویسا ہی بعد وفات رسول خداؐ اُمت محمدیؑ راہ حق سے پھر گئی بعض خرب دین کی ترغیب و تحریک سے مماثلت یوشع بن نون یا حضرت علیؑ صفراء بنت شعیب زوجہ حضرت موسیٰؑ نے حضرت یوشع سے جنگ کی یوشع تیس سال تک زندہ رہے۔ ایک بادشاہ کاف سے صلح کر لی ویسا ہی حضرت علیؑ سے عائشہ زوجہ رسول خداؐ نے جدال و قتال کیا۔ آپؐ بھی اسی عرصہ تک زندہ رہے اور ابوبکرؓ و معاویہؓ سے صلح مصلحتاً بہ تقلید رسول خداؐ کر لی۔ اب اس سے زیادہ صاف و صریح تشبیہات حضرت

ہارون و یوشع کیا ہو سکتے ہیں۔
 جیسا آنحضرتؐ کے اصحاب خاص مثل حضرت یاسر وغیرہ کو کفار مکہ نے مارا تکلیفین
 دین و سیاہی اناست دستگاہ کے یاران با وفا خلیفہ بلا فصل تصدیق کرنے والے
 حضرت عمار و ابوذر و مالک اشتر وغیرہ کو خلفائے ثلاثہ کی حکومتوں میں ایذا پہنچا
 مسیحین جھیلنی پیرن دیکھو تاریخ اعظم کو فی سنی الذہب عمار یا سر کو خلیفہ ثالث نے
 حق کلمہ کہنے پر اپنے غلاموں سے ٹپکایا اور خود بھی انکی پیٹ و پیرو پر اس قدر
 لائق مارا کہ وہ بیہوش ہو گئے اور نماز مغرب میں ان سے قصا ہو گئی حضرت ابوذر
 غفاریؓ شام میں تھے اور حق باتیں کہا کرتے معاویہ نے خلیفہ صاحب شکایت
 کی اس پر حکم ہوا ابوذر کو ایک شتر پر بٹہ و لاغر پر سوار کر کے مدینہ روانہ کرو
 اور اس کے ساتھ ایک شخص وحشی و بد مزاج کرہیہ منتظر بد صورت کو بھیجو جو
 رات دن اونٹ ہانکتا رہے ابوذر کو آرام نہ لینے دے چنانچہ اسی عیشیت سے
 ابوذر مدینہ پہنچے شتر کی برہنہ پیٹھ اور کمر قناری سے زانون کا چمڑا لٹکایا
 اور قریب الحرم ہو گئے خلیفہ صاحب کے رو برو لائے گئے خلیفہ نے کلمات
 نالایم کہے ابوذر نے جواب ترکی تبریٰ کی دیا خلیفہ نے سزا دینی چاہی حضرت
 علیؓ موجود تھے مانع ہوئے خلیفہ نے کہا خاک ہو تیرے منہ میں اللہ جان
 اہیطالب غم نہ بڑی بحث و تکرار کے بعد ابوذر کو جلاوطن کی سزا ملی اور ابوذر
 زبدہ کو چلے گئے۔ اس طرح مالک اشتر کو ولید بن حواجا حکم کوفہ کے جھوٹی شکایتوں
 پر جلاوطن ہونا پڑا خلاصہ یہ کہ حضرت علیؓ کو خلیفہ بلا فصل سمجھنے والے خلفاء کی
 عہدین متذول و مخلوب و مصیبت کش رہے جیسا رسول اللہؐ کہنے والے

کہ میں جیسا آنحضرت کے گلوے مبارک میں عقبہ بن عقیطہ و دودھ پادر کا بھتیجا
 ڈاکٹر خاص کہہ میں کہینچا جس شخصیت کا کلا گھٹ گیا و لیا ہی حضرت علی کے گلے میں لیسان
 ڈاکٹر سنا فقون نے کہینچا اسکان جلائے کو اگت و لکڑیاں دروازہ پر جمع کہیں بھتیجا
 کے پہلو پر دروازہ گرا دیا گھر کے اندر جو یاران باصدق و صفا جمع تھے اُن کے قتل پر
 آمادہ ہوئے صحیح بخاری دیکھو عم خطاب ان سب میں پیشرو تھے جیسا آنحضرت اپنی
 رسالت و نبوت ظاہر کرنے طائف کو تشریف لیگئے اور شایا طین طائف آپ کو مجنون
 دیوانہ وغیرہ کہہ کر دور تک توہین و استہزاء کرتے پیچھے چلے آئے و لیا ہی حضرت
 علی بھی شب کو جناب فاطمہ زہرا کو دراز گوش پر سوار کر کے اپنی خلافت بکمال نجوم
 غدیر میں ہوئی تھی استحقاق ظاہر کرنے کو مہاجر و انصار کے دروازوں پر چہرے
 اور نہرایا اسے نا اہلو کو ربا طن و سنا فقو کل کی بات بھول گئے اور رسول اللہ
 کی وفات ہوتی ہی خدا اور رسول کے حکموں سے انحراف کرتے ہو۔ میں وہی علی
 ہوں جبکہ ہاتھ تھم کر اپنے برابر بن کر بندہ کیو کے خم غدیر میں رسول اللہ نے حکم خدا
 فرمایا تھا مگر کبنت مولاہ فعلی مولاہ۔ اور ہم تمہارے نبی کی نور نظر
 تحت جگر فاطمہ بنت رسول اللہ ہیں جس کو گمراہان وادی ضلالت و شقاوت ایذا
 دیتے ہیں اُن کا راز قم چھپتے ہیں جو میراث پدری میں اُن کو اُن کے پدر عالی مقدس نے
 حکم خدا دیا تھا۔ ہم حسن و حسین رسول اللہ کے فرزند و بند ہیں جو اپنے جد بزرگوار
 کے انتقال پر ملاں و اپنے باپ و ماں کی وصیتیں دیکھ کر روئے تھے تبدیلہ تھے
 اور کوئی نہیں پوچھتا جیسا طائف والوں نے آنحضرت کو دیوانہ و مجنون کرنا اس وقت
 میں بھی شاید حضرت علی کی نسبت یہ کلمات استعمال ہوئے ہوں۔ مگر جو ہر نسبت

شیاطین طائف کی سنت ادا کر رہے ہیں (بصورت دیوانگان کس مہر ساد)
 اور بے حفظ پاس ننگ و ناسوس کا بھی نقشہ جو سر صاحب کی ایجاد ہے
 خیر مہیاں تو شب کا پردہ ہائل تھا اور مظلومیت کی حالت مگر جنگ جمل میں جناب
 عائشہ اونٹ پر سوار روز روشن میں نہار ہا نواصب و خوارج کی صف میں حاضر رہ کر
 زبان مبارک سے اقلو العلو و الفاس کا نعرہ مارتی تھیں۔ اور سعاد اللہ برویت
 بخاری رسول اللہ کے گاندھے پر چڑھ کر قاصد نکالنا چاہتیں۔ وہاں ننگ و ناسوس
 کا محافظ کون تھا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ جیسا آنحضرت نے باوجود ظلم و جور
 کفار مکہ و لوہین و تذلیل خود حالانکہ صدیق اکبر و فاروق اعظم ذوالنورین ایسے مغرب
 سے مشرق تک اسلام پھیلانے والے اشد علی الکفار وغیرہ مصاحب
 خاص موجود تھے کسی کافر پر تلوار نہ اٹھائی نہ انکی تلوار کسی کافر کے گرد پھری یہاں تک
 کہ کفار کے خوف سے غار میں پوشیدہ ہوئے و یسا ہی حضرت علیؑ کی بھی تلوار
 زمانہ سعیت تک کسی مرتد و منافق کے گرد نہ پھری اور صبر و شکر کا حکم تھا فرماتے
 رہے مگر ہاں جیسا رسول اللہ کو بعد عرصہ دراز سرکشی و زیادتی کفار کی وجہ سے
 حکم جہاد ملا تو یسا ہی حضرت علیؑ کو بھی جنگ جمل و صفین و نہروان میں نواصب
 خوارج کو فی النار کرنے کا حکم ملا جو اسلام کی تاریخ میں بے نظیر اور عظیم المثال ہے
 تاریخ دینی و سنی مذہب دیکھو جنگ جمل میں تیرہ ہزار نواصب و خوارج قتل ہوئے
 اور آپؐ کے ہمراہیان باایمان ہیں سے صرف پانچ نفر نے شہادت پائی اللہ اکبر
 دیکھو حق و باطل میں ہم فرق ہوتا ہے۔ ایسا ہی رسول اللہ کی حرب و ضرب میں
 ہوا ہے کہ اکثر فی نہار ایک نئے کافر اگر نہار جہنم وصل ہوئے تو موسیٰ ایک جہنم

جنگ صفین کا حال تاریخ مذکورہ میں دیکھو ستائیس لڑائیاں ہوئیں شامیوں کے کشتوں کے پشتے اور انبار ہو گئے مگر میان وہی محدودے چند نہرواں ہیں بھی یہی حال ہوا واقعات تاریخی دیکھنے سے لطف آتا ہے۔

پس اب غور سے دیکھو رسول اللہ کا دہل گیارہ برس مکہ میں اس طرز و طریقہ سے رہنا جو اوپر مذکور ہوا۔ قل یا ایہا الکافرین ون کانازل ہونا۔ بعد علیہ السلام بھی حدیبیہ میں شرائط کفار کو علیہ صلیح کرنا اپنا رسول اللہ لکھنا بلکہ اس لفظ کو خود محو کر دینا۔ غارین پوشیدہ ہونا وغیرہ وغیرہ۔ بعد حضرت علی کا پیغمبر مانا کہ انسان کو چارہ نہیں امیر سے نیک ہو یا بد ہو تو اس کی حکومت میں سیر کرنا چاہیے۔ پھر اب کیا اعتراض باقی رہا جیسا خدا نے اور اس کے رسول نے کیا بعینہ وہی حضرت علی نے اگر خدا کے قادر مطلق کفار کو کا تختہ نشل قوم لو طالت دیتا۔ رسول اللہ ابوہل و البوسفیان کی سرداری بزور شمشیر چھین لیتے اور خود امیر مگر نہجائے شروع ہی سے جہاد شروع کر دیتے تو حضرت علی بھی سب ہی چھ کر دکھاتے مگر یہاں تو اطاعت خدا و رسول کا طوق گراں گلو گیر تھا کیونکہ خلاف حکم دم مارتے۔ اگر کوئی کہے ابو بکر وغیرہ کی بیعت کی ان کی اطاعت میں رہے شورہ خلافت میں شریک رہے ان کے پیچھے نماز پڑھا کیے۔ ہم کہتے ہیں بیعت کرنا قول عائشہ صدیقہ سے ثابت نہیں۔ خلافت میں نہ شریک ہونا خط مستقیم بنام محمد ابی بکر سے ثابت ہے (علی کو امر خلافت میں آنھوں نے کہنی ابو بکر و عمر نے اپنا شریک نہ کیا اپنی باتوں کی ان کو خبر نہ دی) نماز کا پڑھنا بھی تحقیق نہیں تو فرمنا اگر بقول اہل سنت رسول اللہ نے عبد الرحمن بن عوف کے پیچھے نماز

پڑھی ویسا ہی حضرت علیؑ نے بھی پڑھ لی ہوگی۔ اور حسب مسئلہ حضرات شیعہ اعادہ کر لیا ہوگا اطاعت خدا اور رسولؐ میں بھی خلفاء کی اطاعت کیسی وہ اپنی خلافت میں مصروف ہیں اپنے گھر قرآن جمع کرنے میں دیکھو خلفاء کے عہد میں صد ہا اڑسیاں ہوئی ہوگی کسی میں بھی حضرت علیؑ شریک ہوئے ہرگز نہیں۔ پس حبشیا اور یمنیہ و خود رسول اللہؐ غیروں کی حکومتوں میں بسر کرتے رہے ویسا ہی آپؐ بھی غرض کہ جیسا رسول اللہؐ کو حالت قیام مکہ و صلح حدیبیہ وغیرہ میں کم تھا ویسا ہی حضرت علیؑ کو سمجھ لینا چاہیے ہر سو فرق نہیں ہو۔

اب نئے اسلام برائے نام جو بعد انتقال جناب رسولؐ خدا خلفائے ثلاثہ نے جاری کیا اور ایک کثرت کے ساتھ باقی ہے اگر نظر انصاف سے دیکھا جاوے تو ایمان حقیقی کے ساتھ ہرگز مناسبت نہیں رکھتا جس سے تصدیق بالقلب و اقرار باللسان کہتے ہیں کیونکہ جب کتاب اللہ میں مخالفت و طریقہ رسول اللہؐ سننا بقول نحر صادق پیدا ہوگئی تو ان کی تبعیت و بجا آوری احکام میں بعد المشرقین کا صلہ رہا اور جبکہ اسلام حقیقی طبع طرح کی ایجادیں اور اختراعات حسب تصدیق رسول اللہؐ کی گئی تو وہ اسلام کجا جو رسولؐ خدا کے عہد مبارک میں تھا پس ظاہر ہے کہ اسلام حقیقی جس سے خدا اور رسولؐ کی اطاعت مشتق ہے ہرگز نہ باہان سیرت شیخین و سنت جماعت یعنی جس امور پر عام نے اجماع و اتفاق کر لیا ہے وہی سنت واجب التعمیل و تہریر یا گئی خدا اور رسولؐ کے حکموں کی ضرورت نہ رہی۔ دیکھو بعد وفات عمر خطاب حضرت علیؑ اور عثمان خلافت کے لیے جب منتخب کیے گئے تو پہلا سوال ان سے یہی ہوا کہ سیرت شیخین پر عملدرا کرنا ہوگا حضرت علیؑ

نے انکار کیا وہ محروم رہے۔ عثمان بن عفان نے اقرار کیا اُن کو منصب خلافت مل گیا۔ دیکھو صحیح بخاری و تاریخ اہل سنت۔ جملہ نبی ہاتھ نے بیعت نہ کی اور علیہ رہے۔

پس ابتداء سے جو اسلام کی بنیاد بگڑی یعنی جس کی لاٹھی اُس کی بھینس اب تک نہ سنبھلی۔ جس نے کچھ دنیا کے شعبہ دے و کرشمہ دکھائے لقمہ شر کی چاٹ دی ہزاروں لاکھوں شرم کی سی مٹی ٹوٹ پڑے نہ خانہ خدا کو چھوڑا نہ مدینہ رسول کو کتاب اللہ میں مخالفت طریقہ رسول اللہ میں بفساد عظیم نہ وہی چکے تھے۔ پھر اب کیا خوف تھا اسلام کے پردہ میں ہر مجدد و مقلد خود رائے و قیاس کو پس لیں الٹک بجائے لگا اور اسلام کو جس طریقہ پر چاہا وہی کھسیٹا ہزار ہزار بیان بیچارہ اسلام عجب کشمکش میں پڑا ہے کس کی سنے اور کس کی مانے جس نے علم خلافت و امامت بلند کیا اُسکے سایہ میں موجود۔ گزشتہ انقلابات کو جانے دوا سنی زمانہ کے اسلام پر غور کرو۔ ہندوستان ہی میں اسلام کی کیا کیفیت ہے۔ شیعہ اہل حق تو اس اسلام کو دور ہی سے سلام کرتے ہیں اہل سنت میں ہم خلفشار جو ہو رہا ہے تماشے کے لائق ہے۔

جس کا کچھ مختصر سا ذکر اوپر اس رسالہ کے کیا گیا ہے اور لطف یہ ہے کہ ہر فرقہ اپنے کو ناجی اور ہون کو ناجی بناتا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی صرف ایک فرقے کے ناجی ہونے کی بصدق ہے پس اس حساب سے بھی بجز فرقہ مخصوص کے کل فرقہ ہائے اسلامی ناجی ہونگے اور اسلام بدتر از کفر سمجھا جائیگا اب دیکھو ناجی ہونے کی بھی تفصیل خاص ہے پر قرار پائی نہ عام پر اور وہ

اسلام جو مشرق سے مغرب تک پھیلا محض بے کار و بے سود رہا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا
انصاف اور ایمان سے اگر دیکھا جاوے تو ہم انقلابات و مفسدات و مخافت
و منافقت اسلام میں جو ظاہر ہوئے اُن کی بنیاد ابتدائی صرف حب جا و مناصب
دنیاوی تھے جس نے خدا و رسولؐ کے احکام صاف و صریح سے روگردان
کر کے اختراعات و ایجادوں پر آمادہ کیا۔ آیات بنیات میں تاویلین عجیب
تو جھین رکیک الفاظ کے معنوں میں الٹ پھیر زیر پریش اعراب کے زور سے
اپنے خاطر خواہ معنی نکال لینا غرض کہ کیا کچھ نہیں ہوا۔ دیکھو ایک مختصر آیت کریمہ
وضو کا ہے۔ (فاغسلوا وجوهکم وایدینکم الے المرافق وامسحوا
برؤسکم وارجلکم الے الکعبین۔ صاف معنی میں۔ غسل دو اپنے منہ
کو اور ہاتھوں کو کہنی تک اور مسح کرو اپنے سر کو اور پیروں کو ٹہلوں کے جوڑ
تک۔ پس اس احکیم پر وہ چڑھائی ہوئی۔ اور زیر پریش اعراب کے زور سے
وہ تاویلین اور توجہیں نکالی گئیں کہ پیروں کو ہونا جبرائیم کر دیا گیا نہ پیروں کی دلیں
لاکھوں تو جھین بنائی گئیں حالانکہ وہ ہونا سنہ اور ہاتھوں کا اور مسح کرنا سر اور
پیروں کا بالکل علیحدہ ہونے سیاق نہ سیاق نہ ربط نہ ضبط مگر وہی مرعے کی ایک
ٹانگ۔

رسول اللہ کے بعد مبارک میں اعراب زیر پریش کھان تھا سب لوگ سید ہی طرح سے
پڑھتے پڑھاتے رہے نہ اختلاف ہوا نہ بحث اور جب قرأت میں کسی کو شبہ
ہوا آنحضرتؐ نے اصلاح فرمائی۔ اسی طرح عمل درآمدت تک ہوتا رہا۔ ہم تو
ظاہر ہے کہ وقتاً فوقتاً جو سورہ و آیت نازل ہوئی وہ تحریر کی گئی لوگ پڑھتے

پڑھاتے رہے ہاں جمع ہو کر نخلہ نہ کیا تھا۔ متفرق تھا۔
 دیکھو حدیث ترمذی اسلام عمر خطاب ابن سعد اور ابوالعلیٰ اور حکم اور بیہقی انس سے
 روایت کرتے ہیں۔ عمر خطاب بارادہ قتل رسول اللہ تلوار کمر سے نکال کر کمر سے باہر
 نکلے راہ میں بنی زہرہ میں سے ایک مرد ملا اور پوچھا کہاں جاسے ہو عمر نے کہا محمد
 کو قتل کرنا چاہتا ہوں اُس نے کہا بنی شہم سے کیوں کر اس نے ملے گا عمر نے کہا
 شاید تو بھی بے دین ہو گیا وہ بولا اس سے زیادہ تعجب کی بات تم کو سنو تم کو
 بنی زہرہ میں تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں بے دین ہو گئے۔ عمر یہ سن کر اپنی بہن کے گھر آئے
 اس وقت ایک انصاری جناب بن الارث سورہ طہ پڑھ رہے تھے عمر کی آہٹ پا کر انہوں
 پر رو رہے اور کسی گوشہ میں چھپ گئے۔ عمر نے بہن اور بہنوئی سے پوچھا یہ ہم آواز
 کس کی تھی دونوں نے کہا آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ عمر نے کہا تم دونوں
 بے دین ہو گئے ہو۔ بہنوئی نے فکدہ حق کہا عمر نے اُسے زمین پر ٹپک کر خوب مارا
 بہن چھڑانے آئی اُسے بھی ایک طمانچہ رسید کیا تب اُس نے غصہ میں اگر کہا کہ خدا
 وعدہ لاشریک ہے اور محمد اُس کے رسول۔ عمر نے کہا وہ صحیفہ جو تم پڑھ رہے تھے مجھے
 دکھاؤ۔ بہن نے کہا تو ناپاک ہے ایسی کتاب بخر پاک لوگوں کے دوسرا نہیں
 چھو سکتا۔ جا غسل کر۔ عمر نے غسل کیا بہن نے صحیفہ دیا پڑھنے لگے اور عقول ہو کر بھڑک
 کی خدمت میں اگر مسلمان ہو گئے۔

پس ثابت ہو گیا کہ ابتداء بعثت سے قرآن کا لکھا جانا شروع ہو گیا تھا اور مسلمان
 دیکھ کر ٹڑہا کرتے تھے۔ حضرت علی نے قرآن جمع کیا اور پیش کر کے چاہا مسلمان لوگ
 اسے استعمال کریں مگر پسند نہ ہوا جنگی نسبت حضرت رسول خدا کی حدیث مقبولہ فی قصین

موجود تھی (قرآن علی کے ساتھ اور علی قرآن کے ساتھ) پس آپ کے زیادہ قرآن کے رموز و نکات و معنی و مطالب کو کون جان سکتا ہے۔ رسول خدا کی پیشین گوئی پوری ہوئی جیسے سو ہوئی یعنی کتاب اللہ میں مخالفت پیدا ہو گئی اور جب کہ مثل خلافت کے عام کار حجان اس قرآن پر جو چہ پر ہو گیا تو پھر کوئی کوشش مفید و کارگر نہ ہوئی ہاں جو لوگ مصدق حکم خدا و رسول تھے یا اب ہیں وہ مخالفت و منافقت سے دور رہ کر آیات بیانات کے معنی و مقاصد شان نزول صاف اور سیدھے طریقہ پر سمجھ رہے ہیں نہ تاویل کرتے ہیں نہ تو جھجھکے نہ وہم نہ قیاس۔

قرآن موجودہ بیشک منزل میں اللہ ہے کسی طرح کا شک و شبہ نہیں ہے۔ بعض محقق علماء حضرات شیعہ نے جو کئی الفاظ ہونا کتب اہل سنت سے ثابت کیا ہے وہ بہت صحیح ہے کیونکہ مثل عبد اللہ بن مسعود وغیرہ صحابی آنحضرت نے قبول کیا ہے کہ عمر مبارک رسول اللہ میں ہم اسی طرح پڑھتے تھے جیسا آیہ کریمہ یا ایھا الرسول بلغ مننا ما کان فی فیہ ان نزلنا منہ من قبل ان یخبرنا ان یخبرنا۔ میں تلاکھ شانی کی تفسیر ہے ان نزلنا منہ من قبل ان یخبرنا۔ امام فخر الدین رازی نے بغل سیوطی بیان کیا ہے کہ ابن مسعود سورہ قُلْ اَعُوذُ بِكَ الْفَلَق اور قُلْ اَعُوذُ بِكَ بِالنَّاس کو داخل قرآن نہ جانتے تھے پھر روایت اکثر کتب اہل سنت میں مذکور ہے امام رازی کہتے ہیں کہ اس سے لازم آتا ہے یا قرآن صحابہ کے زمانہ میں بتواتر نہ ہو یا ان صحابیوں کو کافی نہ قرار دیں کیونکہ سنکر صرف واحد قرآن کافی ہے اور دونوں صورتوں میں بڑی فساد لازم آتا ہے پس دیکھو ابن مسعود کیسے صحابی ہیں ان کے بیان کی کہانتک وقعت رہی کہ فخر رازی سا امام اہل سنت ان کے رد قول میں فساد ظاہر کرتا ہے اور پیشی آیات بھی تسلیم کرتا ہے پس اہل سنت ہی کے یہاں کمی و بیشی

قرآن میں جس طرح ہے۔

مہر کسب بستی الفاظ پر طوائف شیعہ نے رائے نہیں دی پس جو کچھ موجود رہا اور ہے واجب التسلیم و تعمیل۔ یہ کو نہایت تعجب ہے کہ جو قرآن محمد خلافت اول میں زید بن ثابت صحابی نے سلیم خلیفہ اول جمع کر کے مجلد کیا اور زمانہ خلافت ثانی تک اس پر عمل کر رہا وہ کیوں غیر مفید و بے کار تصور ہوا اور تمام جلدین اطراف و جوانب سے طلب ہو کر جلادی گئیں۔ مروان کی وزارت میں یہ قرآن بہ طرز جدید جمع کیا گیا جس کی ترتیب شان نزول میں منسرق رہا آیات کی وصلی کا کچھ خیال نہ کیا۔ اگر خدا نے لوح محفوظ پر وعدہ حفاظت کیا تھا تو یہ حفاظت کیسی رسول اللہ سے زمانہ خلافت ثانی تک جو قرآن راسخ الوقت اور مخزن دین و دنیا تھا وہ کیوں غلط سمجھا گیا اگر صحیح تھا تو کیوں جلایا گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ مخبر صادق کا قول کیونکر نہ صادق ہو مخالفت کتاب اللہ کا بافی و موجد مروان مطرود وزیر اعظم خلیفہ ثالث کو نہ پایا تھا وہی ہوا بیچارے خلیفہ ثالث پر یہیم و مہمہ تاقیم قیامت باقی رہا اور اٹھنیں کے نامہ اعمال میں قرآن سوزی لکھی گئی اگر براہ نادانی یہ اعتراض کیا جاوے کہ حضرت علیؑ نے اپنی خلافت میں اپنا قرآن جمع کیا ہوا کیوں نہ جاری کیا اور مخالفت کتاب اللہ کو نہ بٹایا۔ جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض معاذا اللہ رسول خدا پر بھی ہو سکتا ہے۔ آنحضرت نے قرآن کو جمع کیوں نہ کیا اور کیوں اس طرح چھوڑ گئے کہ ہر خلافت میں بہ طرز جدید جمع کرنے کی نوبت پھونچی اور مخالفت پیدا ہو گئی۔ مگر نہیں آنحضرتؐ قرآن صلیح نازل ہوتا رہا کاتب وحی سے لکھوا دیا کرتے جمع کر کے مجلد کرنے کی ضرورت نہ سمجھی کیونکہ خود ہی قرآن ناطق تھے مگر ہاں یہ ضرور مسما دیا کہ کتاب اللہ میں مخالفت او طر تفریع رسول خدا میں پیدا کرنے والا فلان مردود و مطرود

ہے اس سے ہوشیار رہنا اس کے مکر و فریب میں نہ آنا دین میں ایجادیں نہ کرنا مگر
بجز خاص قدسی صفات کے عام نے نہ سنا اور وہی ہوا جو آنحضرت نے
فرمایا دیا تھا۔

حضرت علیؑ کو اتنی فرصت ہی کہان ملی کہ اپنا قرآن جاری کرتے اور خلافت ظاہری کی
بسم اللہ ہوئی اور ہر جناب عالیہ لبرہ میں آگودین اور علم بناوت و مخالفت بلند کر کے
جدال و قتال پر آمادہ ہوئیں مجبوراً نکاشد و درگاہ ضرور ہو آپ اس طرف متوجہ ہوئے
اور لڑ بھڑا کر انکا قصہ تمام کیا تھا کہ معاویہ شامی مدعی خلافت ہو کر صحن میں صحن آئے
ہو اس سے بہتر لڑائیاں پے در پے ہوئیں۔ دیکھو تاریخ ذہبی سعودی سی آلہ
حضرت علیؑ نے قبل شروع ہونے لڑائی کے معاویہ کو پیغام بھیجا کہ میں نے کلام اللہ
سے تم پر حجت ختم کی اور کتاب اللہ سے دعوت کی اور میں نے تمہارے لیے صاف
رستہ چھوڑ دیا تحقیق اللہ مسکارتوں کو نہیں ہدایت کرتا۔ شامیوں نے ایک
نہ سنی اور جنگ پر تل گئے عمار یا سر صاحب خاص رسول خدا و علیؑ مر تھے نصف جنگ
میں چھوٹ کر لڑکے (امی آدھی کوئی خدا کی طرف چلنے والا ہے جو ہر تہ پاد سے خطا
کی قسم ہم قرآن کی تاویل پر تم سے لڑینگے جیسا کہ اس کے نزول پر لڑے ہم نے
تم کو پہلے قرآن کی حقیقت پر مار مار کر مقرر کیا آج ہم اس کی تاویل کا اقرار یا رد کرتے ہیں
لیتے ہیں تاکہ حق جاری ہو۔ جب معاویہ مغلوب ہوا اور جنگ سے مجبور تو پانچویں قرآن
نیزوں میں باندھ کر بند کیے اور براہ فریب ہماریاں حضرت علیؑ میں تفرقہ ڈال دیا چنانچہ شمشیر
بن قیس وغیرہ نے کہا کہ ہم تو کتاب خدا قبول کرتے ہیں اس سے نہیں چہرے۔
حضرت علیؑ نے فرمایا زوف ہو تم پر انھوں نے یہ ستر آن اس لیے نہیں اٹھائی

کہ وہ اُن کو جاننے اور ماننے میں قسط مکر و فریب و جلس سازی سے بچے۔ قرآن
نیز و سپر بلند کیے ہیں اور میں اسی واسطے تو اُن سے لڑتا ہوں کہ وہ قرآن کا حکم مانیں
انہوں نے تو اللہ کی نافرمانی کی اور قرآن کو پیچھے چھوڑ دیا۔ میں قرآن ناطق
ہوں سیکر کرنا مانا اور سچ پر قائم رہوں خوب جانتا ہوں معاویہ اور عمر فاروق اور علی المرتضیٰ
و حبیب بن مسلمہ و بنی تابعہ وغیرہ و نیکو اور قرآن کے عامل نہیں ہیں اور میں اُن کو
خوب پہچانتا ہوں اور اُنکے چھوٹے بیٹوں کو جانتا ہوں کہ نہایت بدترین اطفال و
مروان حسین۔

آخر اس قرآن کی ضمانت و کفالت پر معاویہ نے جو عہد و قیام کیا وہ ظاہر ہے
دیکھو کارروائی عمر فاروق و ابو موسیٰ اشعری

حافظے خور و رندی کن خوش باشی کو دام ضرور یکن چون گران قرآن را

بعدہ خوارج مروان کو بروز ذوالفقار شہر بارفے التار کیا اور کونین و السی شہر
لا کر شہادت نوش فرمایا۔ پس قرآن کا لایق کرنا ایسے انقلابات عظیم ہیں کیونکہ ممکن
تھا اور اگر نصرت بھی ملتی تب بھی تبدریج اسی قرآن پر وجہ کو مکمل فرمادیتے اور جو اختلافات
و منافقت معنی و مطالب و مقاصد میں ہوئے ہیں اُن کو دور کر دیتے۔ نہ یہ کہ تمام دیار
و اسصار سے جلدیں قرآن کی ہنگام کر چلا دیتے خود باللہ سبحانہ پس حبیب جناب رسول
خدا باوجود خواہش دلی و غم قلبی خوف قوم عالیہ سے خانہ خدا کی تعمیر نہ کر سکے
و یسا ہی حضرت علیؑ اپنا جمع کیا ہوا قرآن نہ جاری کر سکے دیکھو کیسی ہنسنا سہیت
کلی ہے۔

اب حدیثوں کا طور بار و بار دیکھو نہ حصے نہ انتہا پر قرآن اسلامی ان حدیثوں سے اپنا

مطلب نکال لیتا ہے اور ہر ایک جہاں مذہب قائم کرتا ہے قریب آتی فرقے کے گوشہ نشین
 ہو گئے ہیں خبر نہیں اور کس قدر موٹے اور انہیں حدیثوں کے وسائل و ذرائع سے
 ہزار دو ہزار اور ہزار ہا قرب قیامت تک ظاہر ہو جائینگے۔ حدیثیں کیا ہیں ایک
 بڑے دوا فروش کی دکان کی دوائیں ہیں جو ہر مرض کے لئے مل سکتی ہیں خود علماء
 اہل سنت نے اقرار کر لیا ہے کہ لاکھوں حدیثیں مہضوخی و موضوعات سے ہیں اہل سنت
 کی سند ابو حنیفہ خوارزمی میں لکھا ہے کہ کیا یحییٰ بن سعید نے کہ واقعی نے نہیں
 حدیثیں بنائیں اور رسول خدا کی طرف ان کی نسبت کی شافعی نے کہا کہ واقعی کی کہان
 سر اسر کذب و لغو ہیں۔ انہیں واقعی صاحب کو اہل البوسنین نے الحدیث کا لقب
 ملا ہے پس اہل سنت کے ایک عالم کا یہ حال ہے کہ میں ہزار حدیثیں بنا کر رسول خدا پر
 مہمت لگائی اور وہ حدیثیں مشہور اور شائع ہوں تو کیا ٹھکانا۔ ابو جعفر اسکافی نے
 بجواب حافظ عثمانی کیا خوب تقریر کی ہے یہ سب جانتے ہیں دولت و سلطنت
 انہیں کے موافق ہوتی ہے جو ارباب سلطنت کے ہم آواز ہوں اور قدر و منزلت
 انھیں علماء و شیوخ کی ہوتی تھی جو فضائل ابو بکر بیان کرتے ہی اُمتیہ کی اسباب
 میں کس قدر تاکید و سختی ہے کہ بدون اس کے کسی طرح دنیا سے تمتع ممکن نہیں پس
 حدیثیں نے کوئی دقیقہ ایسی روایات کے بنانے میں اٹھانے لکھا اور چونکہ یہ امر بدو
 اخفائے مناقب علی ابن ابیطالب ممکن نہ تھا ہر طرح درپے ہوئے کہ ذکر علی و
 اولاد علی کو محو کریں اور ان کے فضائل و مناقب و سوانح کو ہٹائیں چنانچہ اسی لئے
 سب کو برا بھلا کیا کہ آنحضرت کو سب شتم کریں اور فقیہ و محدث و قاضی و حکم سب
 سب لوگوں کو عقوبت سلطانی سے ڈراتے ہیں کہ ان کے فضائل نہ بیان کریں

نجدین حضرت علیؑ کا ذکر ہی نہیں کرتے نہ نام لے سکتے ہیں اور اہل مذاہب جس قدر میں وہ سب اسی بات پر تلے بیٹھے ہیں کہ فضائل و مناقب اہل بیت اطہار بظاہر کر دین تاویلات بعیدہ اور سیلہ و مکر سے کام لیں۔ خارجی ہوں یا ناصبی عثمانی ہوں یا مستزلی یا جو فرقے ان فرقوں سے نکلے سب کی یہی خواہش ہے کہ فضائل اہل بیت کو مخفی کریں۔ زمانہ معاویہ و یزید سے مابعد سلاطین نبی اہیہ تک جو اسی ہال تک رہا کوئی دقیقہ سب و شتم لعن و تبرکاً اٹھا نہ لکھا اور حیا امر ملا نہ ہو کہ سلاطین و ملوک کوئی دین و مذہب یا بدعت جاری کرتے ہیں تو اپنی رعایا کو اس کی تعمیل پر اپ مجبور کرتے ہیں کہ اس دین و مذہب کے سوا دوسرے سے واقف تک نہ ہوں دیکھو سجاد بن یوسف نے بوعلی عبدالملک بن مروان سے کہا وہ ان ظلم و شتم کے جو اہل بیت اطہار و خانہ خدا و مدینہ رسولؐ میں کیے لوگوں اس بات پر مجبور کیا کہ قرآن کو بقرات عثمان پڑھیں اور قرأت ابن مسعود والی بن کعب کو ترک کریں جو رسول خداؐ کے عہد مبارک سے جاری و ساری تھی میں برسگی سلطنت رہی مگر اس کی زندگی ہی میں تمام ملک عراق قرأت عثمانی پر متفق ہو گیا اگر ابن مسعود والی بن کعب کی قرأت پر کوئی پڑھتا تو اسے وہ لوگ قرآن ہی نہ سمجھتے بلکہ موصوعات سے خیال کرتے۔

وضوح حدیث کے مضمون میں ایک بڑی جماعت مبتلا ہو گئی جن کے مقاصد و سلاطین جدا گانہ تھے بعض ان میں زنادقہ بن ثعلبہ بن سعید بن سعد کوفی و محمد بن سعید شامی جنہوں نے صرف شک پیدا کرنے کی غرض سے حدیثیں بنائیں۔ ابوالیناس خود مقرر ہے کہ ہم نے اور جاحظ نے حدیث مذکور بنائی اور شیوخ بغداد کے رد و روپیش کی سب نے

قبول کر لیا مگر اس شیعہ علوی نے کہ وہ جان گیا کہ اول حدیث آخر سے نہیں ملتی یعنی
بے ربط ہے سلیس بن حرب کہتا ہے کہ ایک شیخ مجہول الہام کی خدمت میں گیا
دیکھا وہ رو رہا ہے وجہ پوچھی اُس نے بیان کیا کہ چار سو حدیثیں وضع کر کے کتاب
میں داخل کر دیں اب کیا کروں اکثروں نے صرف درودین و تحفۃ قرآن مجید کے
لیئے حدیثیں بنائیں تاکہ لوگ فضائل اعمال کی طرف رغبت کریں مثل ابی عصہ
و نوح بن حریم مروزی و محمد بن عکاشہ کرمانی و احمد بن عبد اللہ جو یباری وغیرہ
چنانچہ کسی نے ابی عصہ سے پوچھا کہ تم اس قدر حدیثیں ہر سورہ کی فضیلت میں بن
عباس سے بذریعہ عکرمہ روایت کرتے ہو مگر اور شاگردان عکرمہ ایسے واقف نہیں
ہیں تو ابی عصہ نے کہا کیا کروں میں نے دیکھا کہ لوگ فقہ ابو حنیفہ و سخازی ابن
اسحاق میں مشغول ہیں اور قرآن سے بالکل روگردان ہو رہے ہیں اسلئے میں نے
قریباً اللہ چھ احادیث وضع کیں۔ بہر کیف جب وہ جنہیں حدیث کی یہ کثرت اور
ان کے مقاصد کی یہ حالت ہو سلطنت کا وہ تقاضا مذہب کے وہ اغراض تو ایسی
صورت میں مسیح خلفائے ثلاثہ اور ثورین حضرت علی و اہل بیت اطہار میں موضوعات
کا بننا اور شہور ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

مَرَدُ الْكَافِرِ فَضَّلَ اللَّهُ يَوْمَئِذٍ مِّنْ شِيعَةِ نُوْرٍ خَدِمْتِمْ غَالِبٌ مِّنْهُمْ هُوَ هُوَ هُوَ هُوَ هُوَ
اہل بیت اطہار کے فضائل و مناقب بڑھتے رہے اور ان کے اعوان و انصار
جن کو جناب رسول خدا نے بلقب مکرم و عظیم شیعان علیؑ مخاطب فرمایا ہے ابتدائے
علیہ اور ان انقلابات اسلامی سے دور رہکر اطاعت خدا و رسول و خلیفہ برحق
میں ثابت قدم و راسخ دم ہے۔ مگر وہ ہی قلب الامم عبادی الشکوی۔

دیکھو ازالۃ الخفا دورِ ابیتِ بخاری جب خلیفہ دوم عمر خطابؓ پر اُلُو لُو لُو کا رکاری لگا
تو عبد اللہ ابن عباسؓ سے خلیفہ صاحب نے کہا کہ کیا یہ امر تم کو گون کے مشورہ سے ہوا
اور جب وقتِ موت اضطراب و قلق و بے چینی شروع کی تو ابن عباسؓ نے تسکین
دہی کہ تم صحبتِ رسول خدا و ابو بکرؓ میں رہے چنیں و چنان اس پر آپؐ کے جو کچھ ہلکو
خوف و الم ہے وہ سب بدولت تمہارے و تمہارے اصحاب کے ہے۔ پس ثناء
ہو انبی شہم و ان کے یاران با صدق و صفا ہمیشہ الگ رہے۔ اور حضرت علیؓ کو خلیفہ
برحق بلا ل سمجھائیے ہر ایک عہد پر ایک سلطنت میں شیعہ ان علیؓ کی تہذیب و سنت
علی الاعلان ہوتی رہی اور یہ نسبت عام کے خاص لوگ خدا کے نزدیک عزیز اور
برگزیدہ تھے حسب قاعدہ کلیۃً ابتدائے آدم تا ایندم۔ دیکھو سورہ کہ بلالین کے لاکھ
شاسیانِ نابینجا کے مقابلہ میں صرف بہتر ۲۷ نفر مقبول بارگاہِ ایزد جل و علا قرار پائے
بعدہ انتقام خونِ شہیدانِ راہِ خدا کے لئے لاکھوں جتن پرست کامل الایمان ظاہر ہوئے
نبی اُتبیہ کے ظلم و جور و تخریب خانہ خدا و رسولؐ بیعتِ عبودیت کے زمانہ میں خدا کی شان
اُس کا فضل شامل حال تھا خونِ زید علیہ السلام نے حضرت زین العابدین علیہ السلام کو پیغام
بھیجا کہ آپ اس فتنہ و فساد سے علیحدہ ہو جائیں چنانچہ آپؑ بیت و انحاب
خاص مدینہ سے ٹھکر ایک دہیہ میں بسکین پذیر ہوئے۔ مدینہ میں جو ہونا تھا ہوا کیا۔
اسی طرح ہر زمانہ میں آئینہ معصومین علیہم السلام و اُن کے شیعہ با ایمان و یقان وہی قلیل
میں عبادی شکوک موجود رہ کر نورِ ہدایت سے اسلام حقیقی کو چمکاتے رہے اور خدا
کی وحدانیت رسول اللہ کی رسالت و وحی رسولؐ کی بلا فصل خلافت پر مبنی امت
کو غربت دلائے۔ تاہم آج کے کٹورون قدسی انفس خدا کے نام پر رسول اللہ

کہنے والے بشت کے بخت نہ سمجھنے والے خدا کے وعدہ پر ایمان رکھنے والے خدا
 بھلا کے قائل ہو جو دین اللہ مذکور ذبحہ کو واحد بیکتا قادر مطلق بے زوال اور
 محمد کو رسول مقبول بنائے اللہ یا محبوب رب دوسرا بشیر و نذیر صریح بعد از خدا
 بزرگ نبوی **ﷺ** اور علی ابن ابیطالب کو ولی اللہ و وصی و جانشین
 و خلیفہ بلا فصل رسول اللہ و ان کی اولاد و امجاد کو یکے بعد دیگرے امام و سرور
 امت جانتے اور اس اعتقاد کو اپنا ایمان ماننے میں پس اسلام حقیقی جس کی نسبت
 خداوند جل و علے نے رفیت لکم الاسلام دینا فرمایا ہے یہی باقی ہو رہا ہے۔
 دیکھو علامہ تقی زانی نے تصریح کی ہے کہ شیعہ مذہب علی سے مناسبت کلی کہتے
 ہیں اور شاہ عبدالعزیز نے بھی شیعوں کو محبت اہل بیت اطہار میں ہونے کا اقرار کیا ہے
 بلکہ مولوی عبدالحلیم بدر فاضل معاصر مولوی عبدالحکیم لکھنوی نے ننگی محل سے
 تو اس اقرار بہت بعت و وائے شیعہ کے ساتھ چار و ناچار حقیقت مذہب شیعہ کا بھی
 اقرار کر لیا ہے چنانچہ اپنی کتاب حل الہدایہ فی شرح العقائد و شرح العقائد
 میں جہاں ملا الال الدین دوانی نے حقیقت مذہب شیعہ اور اطلان سائر مذہب کا دعویٰ کیا ہے اور میں کہتا ہوں
 کہ شیعہ جو تمسک کرتے ہیں اس چیز سے جو مروی ہے ان کے ائمہ سے بسبب اعتقاد کرنے انہیں شیعہ
 کی عصمت کو انہیں ائمہ میں فرماتے ہیں اس کلام میں اختلاف ہے کیونکہ اگر مقصود دوانی یہ ہے کہ ائمہ علیہ السلام
 علیہم السلام کی متابعت شیعہ اس وجہ سے کرتے ہیں کہ ان ائمہ کو مجدد دین انبیاء بنامہ والا جانتے
 ہیں اور انکو قائل دین ختم المرسلین جانتے تو ایسا دعوت شیعہ پر محض اقرار ہے اور ہمتان
 اگر مقصود اس کا یہ ہے کہ شیعہ اس وجہ سے ائمہ علیہ السلام کی متابعت کرتے
 ہیں کہ وہ حضرات جناب بنی الثما ہے حکام دین کے ناقل ہیں اور عادل ترین

انت میں یہاں تک کہ انکو معصوم جانے میں تو اب شیعوں پر طعن یا اس بنیاد پر
 ہے (سعاد اللہ) کہ ایسا اہل بیت عادل نہیں ہیں اور ان کی عدالت و عصمت
 کا دعویٰ غلط ہے تو ایسا گمان اور دعویٰ کرنا موجب تزلزل ایمان ہے یا اس
 بنیاد پر شبہ مورد طعن ہیں کہ ایسا اہل بیت کی متابعت جائز نہیں ہے گو وہ لوگ
 عدول انت سے ہوں پس ایسا دعویٰ محض تزیین بلا حرج ہے کیونکہ فرقہ شیعہ
 جو متابعت ائمہی و شاہی کرتے ہیں تو اسی وجہ سے کہ ان کو عادل اور ناقل دین سمجھا
 میں پس اب کوئی فرق نہ رہا درمیان شیعہ و اشاعرہ کے انتہی کلامہ جبراک اللہ خیر پس
 اس تحریر سے علاوہ اغویت شیعہ و متابعت ائمہ ہدے علیہم الصلوٰۃ والسلام کی کمال
 حقیقت مذہب شیعہ ثابت ہوئی (عدو شود سبب خیر گردنخواہند) اب معلوم نہیں جو ہم
 صاحب نے ان فرقہ ہائے اسلامیہ میں سے کس فرقہ کو اسلام میں منتخب کیا ہے کیونکہ
 کل فرقے تو داخل اسلام ہو ہی نہیں سکتے صرف ایک ناجی باقی کلمہ فی النار
 پس شاید امام ابو حنیفہ کے فرقہ کو پسند کریں کیونکہ ہندوستان میں اس کی کثرت ہے
 پس ابو حنیفہ کو دیکھنا چاہیے ان کی نسبت علمائے متقدمین اسلام کا کیا
 فتوہ ہو۔

علامہ خطیب بغداد اپنی تاریخ میں خود ابو حنیفہ سے بہتصل قائل ہیں کہ کہا ابو حنیفہ نے
 جب مجھے شوق تحصیل علم ہوا تو میرے علم کے فوائد و منافع کو دریافت کیا کسی نے کہا یا علم
 قرآن سیکھو۔ ہم نے فائدہ پوچھا لوگوں نے کہا قرآن سیکھو گے تو سجدوں میں بیٹھ کر
 لڑکوں کو تعلیم کرنا کچھ دنوں بعد کوئی لڑکا تم سے زیادہ یا تمہاری برابر حافظ ہو گیا
 ساری ریاست تمہاری جاتی رہے گی۔ تب ہم نے چاہا علم حدیث حاصل کریں اور

ایسے محدث نہیں کہ دنیا میں ہماری برابر حافظہ حدیث دوسرا نہ ہو لوگوں نے کہا بڑا ہا پیسے
 میں بتلائے اغدا ط ہو گے آخر تم کو لوگ کاذب و خائن بکھر بد کر دیں گے۔ میں نے کہا
 ایسی علم کی مجھے حاجت نہیں۔ پھر کہا کہ علم نہ سیکھیں لوگوں نے کہا تم بنو گے شرمائے
 آمدنی دو تین دینا رہو گی۔ ہم نے شہر کے فرنگیوں میں مہارت پیدا کرنے کو کہا لوگوں نے
 کہا نتیجہ یہ ہو گا کہ اگر تم نے کسی کی بیج کی اُس نے کچھ دنیا تو ضرور بچو کہو گے اور پارسا
 عورتوں پر تہمت لگاؤ گے۔ تب ہم نے کہا علم کلام میں کجاں پیدا کریں لوگوں نے کہا
 نتیجہ یہ ہو گا کہ روزِ نقدہ کا تم پر الزام لگایا جاوے اور قتل کیے جاوے۔ اگر بچائے تو
 ہمیشہ مذہم و علوم رہو گے۔ آخر علم فقہ سیکھنے پر سب کا اتفاق ہوا کہ عام لوگ قتل کریں گے
 فتوے لین گے قاضی بنائیں گے۔ پس ہم نے فقہ سیکھنا شروع کیا اور آخر سیکھ
 لیا۔ اس تاریخ کی نسبت صرف یہی سندِ صدق کی کافی ہے کہ شاہ عبدالعزیز دہلوی
 نے بستانِ محمدین میں لکھا ہے کہ اس کی سماعت کو خود جناب رسالتِ مبارک تشریف لایا کرتے
 ابو حنیفہ نے پیشہ تجارت پر علم فقہ کے فوائد و منافع کو ترجیح دی کہ اس میں فائدہ زائد ہے
 اور اُس میں وہ فائزِ المرام ہوئے اہل سنت کے یہاں علم کلام کے تین اُستاد مسلم لشبونی
 ابو الحسن اشعری منصور ماتریدی حنابلہ۔ ابو حنیفہ کو کسی نے اس فرنگ کا اُستاد نہیں
 مانا۔ علم حدیث اس سے ابو حنیفہ کو کلیہ نفرت تھی دیکھو معیارِ حق صفحہ سات لاہور
 بقول صاحب تذکرۃ الموضوعات و تہذیب الاسماء چار صحابی رسول خدا کے
 ان کے زمانہ میں تھے مگر کسی سے کوئی حدیث روایت نہیں کی حال میں ہو لوگی شعبلی
 صاحب بھی سیرۃ النعمان میں کہ اس بات کے مقرر ہیں پس حدیث کے کنارہ کشی اس سے
 بڑھ کر کیا ہو گی۔ لسان المیزان میں امام احمد سے منقول ہے کہ محمد بن الحسن اور اس کا اُستاد

ابو حنیفہ مخالفین حدیث کے اور امام شافعی سے سبکی نے طبقات کبرے میں نقل کیا ہے کہ حنفیوں کی کتابیں مثل فسوخ کی مشک کے ہیں کہ ظاہر تو نام کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا لیتے ہیں مگر اصل سب مسائل ان کے خلاف ہیں۔ عمارۃ المساجد و لو شمسہ سعید میں لکھا ہے کہ پیغمبر امام اہل سنت اکثر احادیث نبوی کے بارے میں حکم دیتے کہ اس کو خیر یعنی سؤر کی دم سے چھیل ڈالو اور خلیفہ دوم کے بعض حکم کو ہڈیاں و جھنوں بناتے تھے کما فی مختار مختصر تاریخ بغداد علامہ ذہبی نے جن کو شاہ عبدالعزیز امام اہل حدیث کہتے ہیں اپنی میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ نعمان بن ثابت بن زوطی ابو حنیفہ کو فی امام اہل التوائے کو امام نسائی نے ضعیف کہا ہے اسی طرح ابن عدی وغیرہ نے بلکہ اسی میزان میں ہی اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت (ابو حنیفہ) کو کہا ابن عدی نے کہ تینوں ضعیف ہیں پیشی پس ضعف اسی کو کہتے ہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ کل روایتیں ان کی غلطی اور تصحیف و زیادت سے مخلو ہیں اور عبداللہ بن علی نے عبداللہ مدنی سے نقل کیا کہ ابو حنیفہ کی روایتیں از حد ضعیف ہیں کیونکہ اس نے کل پچاس حدیثیں روایت کیں مگر سبہوں میں غلطی کی اور امام بخاری حمیدی سے نقل ہیں کہ کہا ابو حنیفہ نے جب میں بگڑے تو حجام سے تین سنتیں سکھیں کیونکہ جب میں حجام سے لیے بیٹھا تو حجام نے کہا قبلہ رو بیٹھو و دہنی طرف سے حجامت شروع کی اور دونوں ہڈیوں تک حجامت بنائی۔ کہا حمید نے کہ جو شخص ایسا ہو کہ سنت رسول و اصحاب رسول سے واقف نہ ہو بلکہ حجام سے سکھے اس کی تقلید احکام خدا میراث و فرائض و زکوٰۃ و دیگر امور اسلام میں کیونکر کی جاسکتی ہے۔ امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ کی نزائے ہے نہ حدیث بلکہ

تاریخ صفیر بخاری میں ہے بروایت نعیم بن حاد کہ کما قمراری نے ہم سفیان کے پاس
 بیٹھے تھے کہ خبر گ ابوعنیفہ کے اُس پر سفیان نے کہا شکر خدا یہ شخص اسلام کو ٹکڑہ
 ٹکڑہ کرتا تھا اس سے زیادہ شوم کوئی سولود اسلام میں پیدا نہیں ہوا
 ایک حکایت سننے کے قابل ہے۔ ابوعنیفہ کو دعوتے تھا اور اُن کے چیلون کا گرو
 بھی اس بات پر فخر کرتا ہے کہ امام اعظم کو فی حضرت امام باقر علیہ السلام کے شاگرد ہیں مگر
 باوجود شاگردی ہمیشہ اُن کے اور اولاد امجاد کے مخالفت اور منافق رہے۔
 فاضل القصات ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی جامع سنانید ابوعنیفہ میں لکھتے ہیں
 کہ ابوعنیفہ نے کہ ابوجعفر منصور خلیفہ عباسی نے مجھے بلا بھیجا اور کہا کہ لوگ
 جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے علم و فضل پر فتون و گرویدہ ہو رہے ہیں
 تم ایسے چند سائل انتخاب کرو جو نہایت سخت و دشوار ہوں تاکہ امام علیہ السلام اُن کے
 جواب سے عاجز ہوں پس میں نے حسب الحکم خلیفہ چالیس مسئلہ نہایت سخت منتخب
 کیے اور خلیفہ کے پاس لے گیا دیکھا کہ منصور سرِ خلافت پر بیٹھا ہے اور امام علیہ السلام
 پہلوئے خلیفہ میں جلوہ افروز ہیں۔ مجھے وہ ہیبت و رعب معلوم ہوا کہ کبھی خلیفہ کے
 دربار میں نہ ہوا تھا آخر خلیفہ کے حکم سے میں بھی گیا منصور خلیفہ نے امام علیہ السلام سے
 مخاطب ہو کر کہا کہ یا ابا عبد اللہ صبح ابوعنیفہ ہے حضرت نے فرمایا ہاں میں بھیچتا ہوں
 خلیفہ نے مجھ سے مسئلہ دریافت کرنے کو اشارہ کیا پس میں نے وہ مسائل پوچھے
 شروع کیے امام علیہ السلام ہر مسئلہ کا وہ جواب مسکت فرمائے کہ میں لا جواب
 ہو جاتا آخر چالیسوں مسئلہ کا جواب دیا اس وجہ سے میں کہتا ہوں کہ حضرت امام
 جعفر صادق اعلم الناس ہیں اور سب سے زیادہ فقیہ۔

ہزاروں موقع ایسے ہوئے ہیں کہ ابو حنیفہ کا خاندان رسالت کے ساتھ بعض
و عناد و فساد طاری ہوا ہے کتاب میں دیکھنا شرط ہے۔

ایام اعظم کا خطاب آپ کو اس وجہ سے ملا کہ خلاف ائمہ اربعہ اہل سنت اپنی رائے
و قیاس کے مخالف قرآن و حدیث و اہل بیت کے حسب خواہش سلاطین
وقت احکام جاری کر دیئے۔ معاویہ و یزید و ہارون رشید وغیرہ جو اپنی مان
بہن بھوپلی کے ساتھ مرتکب فعل شنیع ہوئے اُن کے لئے یہ مسئلہ بنایا کہ اگر
اپنی محرمات شرعیہ کے ساتھ یہ فعل مرتکب حرام ہو تو جائز ہے اور اپنی مان و
بہن کے ساتھ نکاح کرے تو کبھی سبج اس پر بعد جاری نہ ہوگی۔ اور عیسیٰ شرح
ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ اگر وطی کرے اپنے غلام و لونڈی و عورت کی دہریں تو اس
پر حد نہیں اور اس میں کسی اختلاف نہیں ہے۔ قاضی شیعہ بن اکثم جو بڑا

١٥٠
 صفحہ ۱۵۰
 قنادی کا مالک
 صفحہ ۱۵۰
 ۱۵۰
 صفحہ ۱۵۰

عالم اہل سنت کا ہے ہارون رشید کو شراب پلایا کرتا اس کی خوشامدین ابو حنیفہ نے سچہ کہہ بتایا کہ اگر نوپیاے تک شراب پیئے اور نشہ نہ ہو تو اس پر چڑھیں۔ اسی طرح نماز کی چھ گت بنائی کہ بندے سے جو ایک قسم کی شراب ہے اٹاؤ نہ کرے اور گتے کی کھال دباغت شدہ سمجھئے اس پر بھی چوٹھائی کپڑا بچا ست سے آلودہ کرے اور اللہ عز و جل اور دو برگ سبز کھ کو مرغون کی طرح دو چار ٹھونگین لگا کر بجائے سلام آخری گوز کر دے تو درست ہے۔ جیسی تفصیل اس کی ظفر البین صفحہ دو سو پین مذکور ہے۔ ان سلاطین کو جن کو ایمان سے کوئی واسطہ نہ رہا تھا ابو حنیفہ نے کہہ دیا ایمان وہ چیز ہے جو نہ گھٹی ہے نہ بڑھتی ہے چنانچہ ہم بھی کہہ کہ ایمان ابو بکر و ابلیس واحد ہے اس طرح اگر بغیر تقرب خدا تحلیل و کفش کی پرستش کرے تو جائز ہے۔ پس یہی وجہ خاص ہوئی کہ اہل سنت کو ابو حنیفہ کا مذہب نہایت مرغوب ہو اس سے ہر عیب کہ سلطان بہ پسند نہ راست۔ نہایت مضبوط اصول اہل سنت کا ہے چنانچہ ابتدا سے اس مذہب کی بنیاد اسی اصول پر قائم ہے کہ سلطان وقت جو فعل کرے وہ قابل اعتراض نہیں بلکہ محمود ہے پس اصول کو تابع ان سلاطین کا بنا دیا نہ سمجھ کہ خلفاء و سلاطین کو تابع کسی اصول کا قرار دیا۔ چونکہ ظالم کا ظلم ہر کار کی ہر کاری بے ظاہر ہوئے نہیں رہتی لہذا ابو حنیفہ نے بھی اس کام اچھا اپنے لیفر کردار کو چھوٹکے جن سلاطین کے واسطے دین و ایمان کھویا پہلے آنھوں نے دو مرتبہ کہہ زندہ سے توبہ کرائی آخر من یزید بن عمرو بن عبیدہ نے جو مردان کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا حکم دیا کہ ابو حنیفہ کو ہر روز دس درہے لگائے جائیں چند روز تک کوڑے کھایا گئے۔

یہاں پر بیجا درجہ لکھا ہے
خوارزمی ص ۲۳۲

زوال سلطنت مروانی و عروج سلطنت عباسی میں وہی منصوبہ خلیفہ جس کی خاطر سے
 ابو حنیفہ نے امام بحق ناطق جعفر صادق علیہ السلام سے چالیس برس سلسلہ اوچھکرا کر کو حجت
 و حقیر کرنا چاہا تھا امام عظیم کو جیل خانہ میں ڈلو کر زیر دوا دیا کہ اپنے مقام مخصوص کو
 پہنچ گئے اب حجت میں نہ معلوم کس قالب میں شریف لاویں۔ مگر انکا مقصد
 فرو نہوا اور لوگوں سے ان کی پیروی نہ چھوڑی۔ کسی مولوی صاحب کسی شیخ صاحب
 کسی خان صاحب سے پوچھا آپ کا کیا مذہب ہے فرمایا بیکے حقیقی۔ مگر نہیں جانتے کہ امام عظیم
 صاحب کی رائے و قیاس سے اسلام کو بدتر از کفر بنا دیا ہے لکیر کے فقیر بے بین اور انھیں
 کے گن گار ہے میں حالانکہ امام بخاری کے استاد شیخ حمیدی نے صاف صاف
 کفر کا فتوہ دیا اور امام غزالی کا فتوہ ہے کہ ابو حنیفہ نے شریعت کو الٹ دیا تھے کہ جن امام
 غزالی کے نزدیک یزید پر لعن کرنا جائز ہوا وہ ائمہ سلف سے اپنے اس اہل سنت
 کی نسبت نقل کرتے ہیں اور علامہ خطیب کا حکم کہ ابو حنیفہ و جہاں سے اور خود غوث
 الاعظم عبد القادر جیلانی کی شہادت ابو حنیفہ کی کفر و کمرائی و جہمی ہونے پر حصر اول
 ذوالفقار حیدر مصنف سید اظہر علی صاحب میں بشرح درج ہے۔
 مولوی شبلی سیرۃ النعمان کے صفحہ دو سو و سولہ میں لکھتے ہیں کہ لوگوں کا خیال ہے
 امام ابو حنیفہ نے فقہ کی تدوین میں روئے رومیوں کے قانون سے بہت مدد لی
 اور اس کے بہت سے مسائل اپنے فقہ میں داخل کر لئے۔ اس عبارت کو مصنف
 نے ابو حنیفہ کی تعریف میں ذکر کیا ہے یعنی مثل قانون انگریز و نصرا اب فرمایا شریعت
 کجا و احکام خدا و رسول کی تبعیت کجا۔
 این چه شورست کہ در دور قمری بنیم
 ہمہ سلام پیر از قلم و قلم بنیم

خلفائے ثلاثہ کے اسلام مشرق سے مغرب تک پھیلائے ہوئے کی کچھ مختصر سی کیفیت
آپ نے سنی اگر اور مفصل و شرح حالات دریافت کرنے منظور ہوں تو کتاب میں دیکھو پھر کہو
مع کافر عشقم مسلمان مراد کار نیست۔

اگر برائے نام اسلام کی کثرت پر ناز ہے تو سر اسریجا اور خیال فاسد کثرت خدا و رسول
کے نزدیک ممدوح نہیں نہ کوئی دین و مذہب کثرت پر منحصر کیا گیا ہے ہندوستان
ہی کی مردم شماری دیکھو آٹھ ایشیائیں کروڑ بہتر لاکھ تیس ہزار چار سو اکتیس ہزار
ہزار کروڑ پندرہ لاکھ ہندو پانچ کروڑ پندرہ لاکھ مسلمان پندرہ لاکھ عیسائی پندرہ لاکھ جینی مت
لاکھ بودہ ایسا ہی اور مالک پریس کروڑ بہتر لاکھ بودہ و عیسائی کے
مسلمان کی جھگڑہ کم ہونگے۔ علاوہ اس کے جب مسلمانوں کا ایک ہی فرقہ کامل الایمان
ناجی مسترار پایا باقی ناری تو پھر وہی ملت کی قلت پس کثرت کسی طرح قابل
ناز نہیں۔

کجا بودم کنون کجا آدم زخار قسم تا بجا آدم
اب جو ہر صاحب کی فقرات شکنی منظور ہے تاکہ شکایت باقی نہ رہے۔ خلفائے ثلاثہ
نے جو مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلا یا اس کی دیچیان تو یوں اڑیں کہ بدتر از کفر
ہو گیا۔ گئے دونوں جہان کے کام سے تم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔
دوسرا فقرہ۔ اگر امامت دستگاہ کو پہلے ہی سے خلافت ملتی تو اسلام کا نام
ہی نازہ جاتا۔

جواب۔ تعجب ہے کہ چوتھی خلافت ملنے سے تو کروڑوں ملکی صفات اسلام
حقیقہ کی قابل ایمان و یقین کے عامل خدا اور رسول کو رسول اور علی کو نبی

خليفة برحق کہنے والے موجود ہیں اگر اول ہی سے اُسٹ گمراہ ضلالت پسند خدا و رسول
کے حکم کو مانگتی علی کو خلیفہ مطلق جانتی تو تمام روئے زمین پر آج اسلام ہی اسلام
ہوتا کفر و شرک کا کوئی نام بھی نہ لیتا خلق خدا حق پرست ہو جاتی اسلام بدتر از کفر
نہ ہوتا کتاب اللہ خانہ خدا و رسول پر وہ ظلم و جور نہ ہوتے جو اسلام کے ہاتھ
سے رتبہ ہیں (۱) ہوئے۔ وہاں شریعت اُٹھنے والے سولہ و شوم
و بدعت کا منہ بے مطلق امام اسلام نہ بنجائے حدیث نبویؐ کو سعاد اللہ سور کی دم
سے چھیننے کو نہ حکم دیتے۔

اب ہم پوچھتے ہیں ابتداء سے آخر نیش خلق سے خدا کے قادر مطلق نے باوصف جاری
و قہاری سب خلقت کو حق پرست کیوں نہ بنالیا اُن کے اعمال و افعال پر کیوں چھوڑ
دیا از آدم تا اسندم خدا کو وحدہ لا شریک جانتے و ماننے والے کتنے ہیں اور کفار شرک
کس قدر ملکہ کر و رول آگئی خدا ہی کے قائل نہیں۔ مثل دہرہ و غیرہ۔ اور رسول اللہ
نے ابتداء سے قلع و قمع کفار عرب کیوں نہ جاری کر دیا اور اپنی رسالت کا اقرار ان سے
کیوں نہ لیا۔

اُن کے ہاتھ سے تذلیل و توہین و تحقیر اپنی کیوں گوارا کی اُن سے مغلوب کیوں رہے
حضرت کے عہد مبارک میں صدق دل سے رسول اللہ کہنے والے کتنے تھے اور اب کس قدر
ہیں۔ سوائے فرقہ ناجیم اثنا عشریہ اگر تا دو تو ہم مانیں۔
اصل یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے اسلام حقیقی کی آبرورکھ لی اور خدا و رسول کے نام لیوا
تمام عالم میں پھیل گئے۔ ورنہ ابو خنیفہ و غیرہ امام نے تو اسلام کو خیر باد کھرا آخری
سلام کر لیا تھا۔

اگر خدا کا وعدہ سچا اور رسول اللہ کی بھٹ بھٹی اور حضرت علیؑ کی خلافت مطلق نہ ہوتی تو
آج اسلام حقیقی کا نام بھی کوئی نہ جانتا اور نہ خدا اور رسول کو پہچانتا۔ حنفی۔ مالکی
حنبل۔ شافعی۔ اشعری۔ معتزلہ۔ نو اصب۔ خوارج وغیرہ کوس
اس ملک بجاتے۔

تیسرے فقرہ۔ بستر رسالت پر آرام فرمانا صحت خاص سے بچا کوئی کھماں
کی بات نہیں۔

جواب۔ یہ کھماں خدا اور رسولؐ و جبریلؑ ہی کو معلوم ہے اور جو اہل یمن ہاں جاہلون
اور نادانوں کو اس کھماں کا مزہ کیونکر آئے۔ یہ داندہ بوز نہ ذات اور ک۔
اللہ اکبر دنیا سے انصاف ہی جاتا رہا کیسا غضب ہے ابو بکرؓ کی حمایت و حفاظت و احترام
رسولؐ خدا میں غار میں چھپے ہوئے کفار سے جان بچا رہا رسولؐ خدا کی حفاظت پر ہر
نہ کر کے روئین پٹن چلائیں اور رسولؐ خدا تسلی دین کہ نہ گھبراؤ خدا ہمارے ساتھ ہے
اس پر بھی انکا اضطراب و اضطراب کم نہ ہوا انکا تو کھماں و جلال رسالت و جان شاری بار بار
ہونا خلافت کا استحقاق غرض کہ تمام دنیا کا فضل و کھماں ظاہر کیا جاوے۔

حضرت علیؑ اپنی جان رسولؐ اللہ پر قربان کر کے ایسے نازک وقت خطرناک میں تھے جان
جانے کا قطعی یقین تھا (مگر خدا کا فضل کہ بچ گئے) بستر رسالت پر رضینا باقصا آرام فرمائیں
اور کفار شرار کے حملہ و شورش کا ڈرہ بھی خوف و اندیشہ نہ کریں ان کا یہ فعل معمولی
اور صحت وقت سے سمجھا جاوے۔

کیون صاحب جب کفار قریش نے ہضم ارادہ کر لیا کہ آج شب کو رسولؐ اللہ پر قبضہ
کے لوگ متفق ہو کر حملہ کریں اور شہید کر ڈالیں اور رسولؐ خدا جبریلؑ کے درگم

خبر پا کر عوام غار ہوئے تو کیا صورت تھی کہ حضرت علیؑ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دین وچھپی تھی کہ کفار قریش کے مخبر ہر وقت وہ خط و یکجہ جہا کرتے کہ رسول خداؐ اپنے بستر پر آرام فرمائیں اور وقت کے منتظر رہیں اگر ذرہ دیر بھی بستر خالی دیکھتے تو تمام گلی و کوچہ میں فوراً دوڑ پڑتے اور ناکہ بندی وغیرہ کر کے رسول خداؐ کو غارتک نہ جانے دیتے اور جو قصد تھا اس میں کما سبب ہوتے پس اسی لیے رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ تم بجائے میرے میرے بستر پر آرام کرو تاکہ کفار کی توجہ ہی طرف نبی رہے اور میں باطمینان غارتک چھوٹی جاؤں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کفار بستر نبی پر رسول خداؐ کا آرام فرمانا سمجھے اور رسول خداؐ باطمینان غارتک پہنچ کر پوشیدہ ہو گئے جب علم کا وقت ہوا تو متفق ہو کر آئے اور یہ کیا کہ حضرت علیؑ شہر نکلیں گے کفار چمک چمک کر بھلا تھی کوئی روبرو آتا نہ تین روز تک آپ کفار سے لڑتے چھکرتے رہے اور رسول اللہؐ کی وحی مثلاً ادا لے

قرض وغیرہ بجا لاکر دینے کی راہ میں شریک ہنرمند رسول خداؐ ہو گئے۔
 بوہر صاحب نے صفحہ ایک سو آٹھ اسرار الہدی میں (ثانی اثین فی الغار) کو ابو بکر کی نسبت خطاب سنا عطا ہونا بلا شرکت اغیار پر طے طراف ہو لگا جس کے معنی میں ایک دوسرا تھا غارین۔ مگر (لا متحزن) کے القاب مستطاب سے غرور رکھا ہے جس کے معنی میں (ست رو او پیٹ اور شور کر) پس ایسی سمجھ کے آدمی کو کیا کہیے مصرع جواب
 باہلان باشد جنوشی۔

ایک طفل مکتب سے بھی پوچھتے کہ ایسے صاحب غار کو کیا کہے گا جو باوجودیکہ رسول اللہؐ کے ساتھ غارین پوشیدہ رہے اور حصار سنگین میں محفوظ و نظر بند مگر کفار کے خوف سے جان نکلی جاتی ہے روتا ہے پلاتا ہے شور کرتا ہے رسول اللہؐ جھڑکتے ہیں ست روست شور کر رہا ہے ساتھ خدا ہے اس پر بھی اضطراب کم نہیں ہوتا سعدی شیرازی نے کیا خوب

کہا ہے

تراژد ہاگو دیار غار ازان بہ کہ جہاں بود مگسار
ہیشم جانیوں کی صحبت سے ایسے ہی رنج و الم ہو پختے ہیں جیسا رسول خدا کو ابو بکر کی صحبت سے
لال ہوا مگر کرتے کفار بر سر غار موجود تھے ورنہ ضروری بدر کر دیتے جب رسول خدا غار
سے نکل کر مدینہ کی طرف تشریف لیچے تو ایک سوار کفار کا پیچھے چلا جب قریب پہونچا اور
ابو بکر نے دیکھا تب بھی رو دیے اور کہا ہمارا قاتل آپہونچا مگر خیریت ہوئی کہ سوار کے
گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گر کر بیکار یا دم ہوا اب دیکھئے رسول خدا کے ساتھیوں
پیمہ دو اور وہ سوار اکیلا پھر بھی روئے دیتے ہیں اور جان نکلی جاتی ہو۔

کیون جوہر صاحب ہی آپ کے یعسوب الدین ہیں۔ عبد الرحمن سپہ ابو بکر کی خدمتین غار
میں پوشیدہ رہنے کے وقت جوہر اسے جاتے ہیں وہ اپنے صفت اپنے اوڑھے باپ کے
لئے تھیں نہ رسول خدا کی خاطر۔ اگر ان کے باپ نہوتے اور رسول خدا اتنا مایا اور
کسی کے ساتھ ہوتے تو اس خدمت کی کچھ وقعت ہوتی اور اطیعوا الرسول میں شمار بھی
جاسے۔

جوہر صاحب صفحہ باون و تریس انوار اللہ ہے میں کہتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر اسلام میں
سبقت نہ کرتے تو رسالت رسول اللہ کی حقیقت ہرگز کسی پر ظاہر نہ ہوتی جب آپ حاجی
دین و یعسوب ہونین ہوئے تب ہی تو آپ کی شوکت فاروقی دیکھ کر ہیبت سے کفار
عرب کی کمر ٹوٹ گئی اگر صدیق اکبر اپنی صدیقیت کا نمونہ نہ دکھاتے اور ایک جماعت کثیرہ
صنادید عرب کو درپردہ کلمہ توحید نہ پڑھواتے اور پوری پوری دین محمدی و شریعت محمدی
کی استعانت و حمایت نہ کرتے تو کفار عرب حضرت رسول خدا اور ان کے پیچھے سے بھائی

کو کب زندہ چھوڑتے اسے آخر اسی سبب سے تو کسی کا جود نہیں تھا کہ کوئی حضرت رسولؐ
خدا سے انکھ سمجھی ملا سکے۔

جب کفار اشرار نے باغیوں کے ابو بل حضرت رسالت پناہ کے قتل کا ارادہ مصمم کیا تو حضرت سے
صدیق اکبر و فاروق اعظم و عیسو ب موہنین ہی کو اپنا یار غار و مصاحب جان نشان
بنایا۔

ہم کہتے ہیں جب بقول ابو حنیفہ ایمان ابو بکر و ابلیس برابر تھے تو سبقت ہو یا غلام ارواح
میں جیت ایسا اسلام جس کا ایمان شیطان کے مشابہ ہو بدتر از ہر کفر و ضلالت۔

تاریخ اسلام دیکھو ابو بکر نے سفر شام میں ایک راسب یا کاسین سے سنا تھا کہ مکہ میں ایک
نبی ہو گا اس کی وزارت تم کو ملے گی اس لئے آپ سبقت کی اور یہی سبب ہے کہ شب ہجرت
رسولؐ خدا کا راستہ روک کر نا متظار ہوا یہی کٹرے رہے اور حضرت کو چار و ناچار سا تھم چھانا

ہی پڑا۔ اگر تمہارے دعوے کے مطابق ابو بکر میں بھی سب کمال تھے تو غار میں پوشیدہ
ہونے ہجرت کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی ایسے عیسو ب موہنین ہو کر خود رسولؐ خدا ہی کی

مرد و اعانت نکرین اور ان کے جوتیوں کے صدقے میں اپنی جان بچائیں۔ کفار قریش
کا انکھ ملانا کیسا اٹھون نے تو رسولؐ خدا پر ایسے ظلم کیئے اور انہیں دین کے گلے میں جا دو

ڈال کر کھینچا جس سے گلا گھٹ گیا ساحر و کاسین و مجنون ابتر وغیرہ الفاظ سے مخاطب
کرتے راہ میں کانٹے بچھاتے اونٹ کی اوٹھری گلے میں ڈال دیتے یہاں تک کہ گھبرا

چھوڑ کر شب کے وقت غار میں پوشیدہ ہونا پڑا تمہارے عیسو ب دین کو کچھ شرم نہیں تھی کہ
اپنے ہادی و پیشوا رسولؐ اللہ کا یہ حال دیکھتے اور کچھ نہ کہتے نہ اپنی عیسویت دکھاتے

لا حول ولا قوت الا باللہ۔

علوم نہیں ایسے وقت میں مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلانے والے مثل البکر
کس غار میں چھپے تھے اور کس اُدھیر میں کہ رسول اللہ پر ایسی ہیبتیں پڑیں مگر ان کو خبر تک
نہ ہوئی۔ حضرت علیؓ تو ننھے بچے تھے مگر خلفائے ثلاثہ اچھے خاصے جنادر تھے اور ہر کارہ
پھر اسے خدا کے رسول کی کیوں نہ مدد ہو سکی اور نہ ان کی تکلیفوں و اذیادوں پر کسی کا
قول گزرا۔ افسوس! افسوس! رسول اللہ کے عہد میں تو پچھتیں اور نامردی کم تھی وہ بخیرتی کہ غلبہ
میں بھی لطف جنگ کے نوک دم بھگتے تین تین روز پہلے نہ چلتا جب میں لیتے کہ لشکر اسلام
فتحیاب ہوا کامی چور نولے حاضر۔ آسمو جو دہوتے۔ احمدیں جنین میں خیر میں جن کے
افسانے طشت از بام میں اس پر بھی عیوب دین کا خطاب ملے تو اختیار۔ تم ابو حنیفہ
ہی کو اپنا امام اعظم نے ہوئے ہو جن کی ساری قلمی علماء اہل سنت نے کھول دی ہے
اور کوئی کرم اٹھ نہیں رہا تو ہم مجبور ہیں ایسا ہی نیرید کو بھی امام المسلمین و خلیفہ برحق
کا لقب مل رہا ہے تو اپنی اپنی سمجھ سی کا کیا قصور۔

چوتھا فقرہ نہ وہ کہ آدہ پاؤ یاقین چھٹا نکب جو پر اپنے حقیقی بھائی پر ذوالفقار کھینچیں
سیم فقرہ رجحان بنیم چسپان کیا گیا ہے کہ سونین کافر و نیراشدین اور آپس میں رحم۔
ایک خطبہ روضۃ الصفا کا شروع خلافت البکر میں جو اونھوں نے پڑھا اس کی نقل
ہے آخر فقرہ یہ ہے۔

وہن تادر ستاعت آفریدگار جہان و جہانیاں بشم انقیاد و اطاعت من بجا آرید و اگر
خلافت حکم از دی امرے از من صادر گردد دشمنان از ستاعت و اطاعت من تخلف
نمائند۔ دیکھو اسکا نام رجحان بنیم ہے نہ وہ کہ آدہ پاؤ لے آخر۔
اس کلام البکر سے اور رحم سے کیا تعلق وہ ایک واقعی امر بیان کر رہے ہیں کہ

جب میں خلافت حکم خدا کوئی حکم دون تو میری اطاعت نہ کرو۔ جو ہر صاحب کو معلوم نہیں
 یہ ایک پوٹیل چال ہے کہ ابوبکر نے مجھ فقرہ سنا کر سب کو اپنی طرف گرویدہ کر لیا
 اور وہ چال قوم نہ سمجھی کہ جب اول تم نے خلافت حکم خدا خلافت لے لی اور رسول اللہ
 کی حدیث غدیر پر عمل نہ کیا تو آپیدہ تم سے خدائی احکام کی کیا امید ہے مگر وہاں تو
 دنیا کی چاٹ تھی کون پوچھتا خیر آدہ پاؤ یا تین چھٹانک جو کا یم ذکر ہے کہ حضرت عقیل کو
 حتم میں کسی قدر جو زیادہ گئے تھے اس پر حضرت عائشہ نے کچھ خطاب و خطاب فرمایا جس کو
 جو ہر صاحب نے ذوالفقار کھینچنے پر تعبیر کیا۔

ہاں یہ امر سچ ہے وہ تو تین چھٹانک جو تھے اگر ایک دانہ جو بھی تقسیم بیت المال میں
 کوئی زیادہ لیتا تو ممکن نہ تھا یہی سبب تو ہو کہ قوم طامع و حریص دانہ زدے حضرت
 عائشہ کو اپنی گونگانہ سمجھا اور نفع دنیاوی کی امید آپ سے منقطع کر کے دوسروں کو خلافت
 کے لئے منتخب کیا جسے پوری پوری تمتع دنیا کی امید تھی چنانچہ ان لوگوں نے بھی مال دنیا
 پر حرم سمجھ کر انتخاب کا سلسلہ شائع خواہ دیا۔

خلیفہ ثالث کی چند نظیریں ہم لکھتے ہیں اور خلافتوں کا حال اگر دریافت کرنا ہو کتابیں دیکھو
 ہزار ہا بے اعتدالان نظر آئیں گی۔ کتاب الفتوح خواجہ بن محمد کو فی المعروف غنیم کو فی اپنی
 تاریخ میں لکھتا ہے کہ جب خلیفہ صاحب کو پوری طاقت خلافت پر ملی تو خلیفہ دوم
 کے عمال و کارکنان کو یکھم موقوف کر کے تمام حکومتوں پر اپنے اغراض و مقاصد کو پھیر
 کیا عبد اللہ بن عامر کو امیر بصرہ و لید بن عقبہ شرب خوار کو حکم کو فی عبد اللہ بن سعد کو
 حکومت مصر و عمار کو حکم قسطنطین و ماویہ کو ہجس ہونے کی وجہ سے بدستور حکم
 تمام تمام شہر و ممالک و شہر و بی اسیہ میں آگئے۔ بیت المال شیر مادر ہو گیا۔

عبداللہ ابن خمالہ کو ایک لاکھ دینار حکم بن عباس کو ایک لاکھ دینار حارث بن حکم کو خلعت
 گراں بہا وغیرہ وغیرہ مروان طرید رسول اللہ کو وزیر خلافت عنتر شکہ عثمان غنی کی داد
 و پیش یادگار ہے اور اسی لئے آپ کو غنی کا خطاب ملا ہے اب حضرت علی کا حال سنئے
 بخاری و مسلم بن روایت ہی عمر بن یحییٰ سے کہ حضرت علی کے لئے چند شہداء اور غنی
 کی آئین اور بیت المال میں رکھی گئیں۔ حضرت ائمہ کلوثوم نے تھوڑا لپٹنے صرف کیواسطے
 لے لیا کیونکہ ان کے پدر عالی مقدار کا مال تھا مگر جب آپ نے شہداء وغیرہ کی تعداد
 کم دیکھی اور دریافت سے معلوم ہوا کہ آپ کی صاحبزادی نے لیا ہے تو پانچ درم
 قیمت ان سے وصول کر کے پورا کر دیا اور فرمایا کہ یہ تمام مسلمانوں کا مال ہے۔
 اسبطسج حضرت قنبر سے روایت ہے کہ چند شہداء کی بیت المال میں آئین حضرت
 امام حسینؑ نے قنبر سے کہا مہمان کی خاطر ہم کو ضرورت ہی ہمارے حصہ کا شہداد و
 قنبر بقدر معین لے گئے۔ حضرت نے یہ حال دریافت کر کے ناراضی ظاہر فرمائی۔
 اور حضرت امام حسینؑ سے اسی قدر شہداء کو اگر شامل کر دیا۔ علامہ ذہبی اپنی تاریخ
 میں لکھتے ہیں بعد خاتمہ جنگ جمل حضرت علیؑ کو فہمین داخل ہوئے بیت المال کو
 ملاحظہ فرمایا بہت کچھ نقد و جنس تھا اس کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ اسے
 سونے چاندی تو اور کسی کو فریب دینا میں تمہارے مکر و فریب میں نہ آؤنگا بعد حکم
 دیا سب مال مسلمانوں کو تقسیم کر دیا جاوے۔ وہ تقسیم ہو گیا۔ آپ نے اور
 آپ کی اولاد نے بھی بقدر ایک سپاہی کے حصہ لے لیا۔ بعد تقسیم ایک شخص نے
 آکر کہا کہ مجھے حصہ نہیں ملا۔ آپ نے اپنا حصہ اُسے دیدیا۔
 اسی طرح ہزاروں نظیر بن و شالین ہیں۔

پس جب آپ کے عدل و زہد کا یہ حال ہو کہ اپنے فرزندوں کو بھی ایسا مال لینا گوارا نہ فرمائیں اور آپ کے کرہیت المال میں جمع کر دین تو بھائی کجا گو کہ حقیقی ہو۔

آپ نے فرمایا کہ خلیفہ کو بیت المال سے صرف دو پیالہ لینے کا راستہ تحقیق ہے۔ ایک اپنے اپنے عیال کے لئے دوسرا مہمان کے واسطے۔

پس ایسے عادل و زاہد ترین آدم کو آپ کیونں رحما ۷۷ پیہم میں تصور کریں گے۔ اس صفت سے موصوفہ تو آپ کے غنی صاحب ہونگے۔

پانچواں فقرہ جب جناب امیر نے مذہب کفر سے توبہ کی اور دائر اسلام میں داخل ہوئے۔ جواب۔ اہل سنت حضرت رسول خدا کے والدین کو معاذ اللہ کافر بتاتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ آنحضرت نے ان کی مغفرت کے لئے دعا کی مگر اجابت نہ ہوئی۔

پس بقول و اعتقاد اہل سنت حضرت رسول خدا بھی نعوذ باللہ سنا۔ اسے طریقہ پر ہے اور بعد چالیس سال کے جب آپ کو نبوت ہوئی تو اسلام کے دائرہ میں قدم رکھا۔ پس حضرت علیؑ تو آٹھ سال سے بھی کم عمر بچہ تھے انکا کفر کو کفر ثابت ہو کیونکہ اجماعی مسئلہ یہ ہے کہ ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے اور غیر تکلف تک اسی حالت پر رہتا ہے پھر ان باب جیسی تعلیم دیتے ہیں وہ مذہب قبول کرتا ہے۔

صفحہ اکیاؤں اسرار الہدیٰ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر بہت ہی کم عمر تھے بلکہ آپ سن تہمیر کو بھی نہ پہنچے تھے کہ تکلیف شرعی کے آپ صدق ٹھہرتے پھر آپ کی شان میں یہ الفاظ موصوفہ بالا کیونکر راست آسکتے ہیں اسے آخر ۷۷ و السالفتون الاولون من المهاجرین کی تفسیر لاکاشانی کی ہے۔

اول کے از مردمان ہما ہے کہ تصدیق نبوت کر داسیر المؤمنین بود۔ و از زنان خدیجہ کہ ہے۔

ابو طلحہ گفت سن در پیش ابوذر فرم در سوّم حج و گفتم در میان مردمان اختلاف پیدا آید من
اقتدا کر کنم گفت تمسک بکتاب خدا و بعلی ابن ابی طالب و ملازم این مرد و شوہر ستم
سن گواہی میدهم کہ رسول خدا فرمودہ کہ علی ابن ابی طالب اول کسی است کہ من تصدیق
کردہ و او کسی باشد کہ روز قیامت با من بصافہ کند و او صدیق اکبر است و فاروق اعظم بیان
حق و باطل و عیوب یونین۔ پس ہم فقرات حضرت علی کی نسبت دیکھ کر آپ حل مرے اور
تن بدن میں آگے لگائی کہتے ہیں کیونکر یہ الفاظ جناب امیر کی شان میں صادق
آسکتے ہیں وہ تو طفل ہشت سالہ تھے۔ جو ہم صاحب کا ہی طریقہ ملا کا شانی کی تفسیر و تفسیر
کی تخریر لکھتے جاتے ہیں جہاں مہاجرین و انصار کا نام آیا جھٹ ابو بکر عمر عثمان کو سب کا مقدمہ
بنادیا اور کہا دیکھو شیخ تمہارے ملا صاحب اور خود صاحب ہم لکھتے ہیں حالانکہ ان میں نشان
تک این حضرات کا نہیں ہے نام تو محالات سے ہی۔ مگر ملا کا شانی نے حضرت علی کا نام لیا
اور آپ بگڑ بیٹھے ملا صاحب کو صلواتیں مانی شروع کر دیں۔ ابو طلحہ صاحب ابی حضرت باقر
عقاری سے راست گو صادق الایمان سے جس کی صدق گفتاری پر رسول خدا کی شہاد
سوجود ہے ہم روایت بیان کرے کہ رسول خدا نے صدق اکبر و فاروق اعظم و عیوب
یونین کے خطاب معظم و معلیٰ سے حضرت علی کو سرفراز فرمایا مگر آپ اس کی منہ میں حسرت
قیاس پر ان القاب کو ابو بکر سے نسبت دین ہم کیا انصاف نسبت کو لی بھولی ہی نسبت
لینے دعویٰ کے ثبوت میں لکھدی ہوئی کہ رسول خدا نے حضرت علی سے ہم خطاب
مسترد کر کے ابو بکر کو دیدیا۔ غضب تو ہم ہے کہ ابو بکر کے جوش الہی میں ہم خطاب
کو بھی بھول گئے کیونکہ اہل سنت انھیں کو فاروق اعظم کہتے ہیں پس انھیں پر ہم کر دیوں
انکی روح کو بیزار کرتے ہو۔ تم کو ہم بھی معلوم نہیں کہ ہجرت اوسے حدیث کی طرف حضرت

جعفر طیار وغیرہ کے جانے کو اہل سنت کے اقرار کر لیا ہے اور سابقہ قون میں وہ گروہ منتخب ہوا ہے۔

دیکھو خطبہ جناب علی مرتضیٰ وقت تقریر خلافت عثمان مندرجہ کتاب الفتح تاریخ عثمان کو فی سنی الذہب۔

ای غریزان و سرداران اسلام ای صحابہ رسولؐ ملک علام تم سب کو معلوم ہے کہ ہم کیا ہیں اور ہمارے مدارج کیسے ہیں۔ ہم اہل بیت نبوتؐ ہیں ہم سبب نجات امت ہیں سورہ مہم ربّ جلیل میں یہ طیر لکھی ہیں وحی ہمارے ہی گھر میں نازل ہوئی نبائے دین ہم سے ہی نکل ہوئی رسول خدا سے قرب و حق سب پر ظاہر ہے خرد و بزرگ اس امر کا ماہر ہیں اگر ہمارا حق بکھوئے تو حق بقدار رسید کا سالہ صادق آوے اور اگر امر ناحق بد نظر ہے اور غضب حق میں بدستور امر تو میں صبر کرتا ہوں۔ خدا کے پاک کی قسم ہے کہ اگر اس کے پیچھے برحق اٹھنے محمدؐ نے مجھ سے عمدہ نہ لیا ہوتا اور پایاں کار خلافت کی خبر مجھ سے نہ کہی ہوتی تو میں حق کو کہی نہ چھوڑتا اور ہرگز روانہ نہ کرتا کہ زید و بکر اسپر قابض ہوں۔

ای غریز و تم کو خوب معلوم ہے کہ سابق اسلام میں ہوں قبول رسالت میں میرا بھلا دیکھو صحابہ رسولؐ میں ہوں کہہ میں پچھلے رسول خدا کے ساتھ میں نے نماز پڑھی میں نے آیات صبا میں بھی کبھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا خیر و خندق احد و حنین وغیرہ میں جنگ سے منہ نہیں ہٹا۔ پس میرے خلاف اگر امر خلافت قرار پایا تو جیسا صبر کرتا چلا آیا ہوں ویسا ہی اب بھی کرونگا کیونکہ مجھے سزا دی و بربادی اسلام کا اندیشہ ہے مگر تم کو چاہیے کہ حق پر لحاظ کرنا اور خدا سے ڈرو نفسانیت و جنبہ داری کو چھوڑو آئین اختیار۔

پس معلوم نہیں اب بھی جو ہر صاحب اپنی یا وہ کوئی اور بیہودہ سرائی سے باز آئینگے اور شرم
کریں گے یا نہیں مگر شرم کجا بے شرمی و بے حیائی تو رگ و پے میں مثل خون
فاسد سرائت کر رہی ہو۔

پچھٹا فقرہ ہمیشہ مغلوب رہے میراثک کہ جناب نے اپنے دین کو بھی غلبہ شہنوں
سے برباد کر دیا۔

جواب۔ یہ فقرہ جو ہر صاحب نے غالب علی کل غالب کے الفاظ پر چبایا
اسیر کی نسبت کہا ہو۔

ہم کہتے ہیں نعوذ باللہ منھا ہزار بار تو بہ کر کے کہ خدا کے قادر مطلق با وصف عظمت و
جلالت جباری و قہاری بر جمیع مخلوق و اشیا غائبہ کی ابتداء آدم سے تا انہم
غلبہ کفار شرا و مشرکان تا پنجاب تکس درجہ مغلوب ہے کہ اسی کی پیدا کی ہوئی خلقت
نہ اسے خدا سمجھتی ہے نہ اس کی اطاعت کرتی ہے نہ اس کے حکموں کو مانگتی ہے نہ
اس کے رسولوں کو پہچانتی ہے بلکہ انوع و اقسام کی تذلیل و توہین و تحقیر کر کے
قتل کرتی ہے اور حد باطر حکمی انداز میں دیتی ہے اور خدا مجبور و معطل ہے
کچھ نہیں کر سکتا انبیاء مرسل تا حیات اپنے ہر حال و قال میں ظالموں اور خود سر
لوگوں سے مغلوب ان کے ظلم شدید سے مضطرب و پریشان کوئی آگ کے حوالی
ہوتا ہی کوئی تلوار کے کوئی آ رہ کے کوئی دار کے گردم نہیں مار سکتے۔ دیکھو حضرت
لوط نے غلبہ کفار تا پنجاب سے حالت اضطرار میں با وصف مشاہدہ قوت و طاقت
جبریل امین جو اعانت کو موجود تھے اپنی دختران پاکیزہ پیش کر کے کفار اثرار سے فرمایا
یہ میری بیٹیاں پاکیزہ ہیں اگر ہو کر نہ والے جس کی خبر قرآن مجید سے ملتی ہے

حضرت موسیٰ نے حالت قلق و اضطراب میں اپنی بی بی سکوحہ کو اپنی مہین ظاہر کیا۔
موسس اکسیر عوں ہمیشہ اپنا ایمان چھپاتے رہے۔ حضرت رسول خدا پر حالت مغلوبی
میں کیا کیا ایذائیں و سختیں ہوئیں یہاں تک کہ باوجود نزول آیہ لا تنکوا المشرکین (الوہن)
شترک و زینب و خنیزیک آخر خود میں جدائی نہ کر سکے۔ باوجود غلبہ اسلام صلح حدیبیہ
میں اپنا لقب خدا و ادر رسول اللہ خود اپنے ہاتھ سے محو کر ڈالا۔ وقت وفات تک قوم
عائشہ سے خوف ظاہر کر کے خانہ خدا حسب خواہش دلی و ثمنائے قلبی نہ تعمیر کر سکے
وغیرہ وغیرہ۔

پس اگر بحالت مغلوبی خدا کی خدائی و انبیائے مرسل کا دین مسلم ہے تو جناب امیر کا بھی
دین مسلم ورنہ خیر نہ وہ نہ یہ اس اسلام پرکے نام کے ابو بکر خدا ابو حنیفہ رسول تم ان کے
حواری چلو فیصلہ ہوا ابو خوش ہو گئے۔

مسلم نہیں حضرت علیؑ کے کس فعل سے تم نے دین کا برباد کرنا خیال کیا ہے۔
اگر کہو ابو بکر وغیرہ کی حکومت رہی پس باشد جناب امیر خود فرماتے ہیں چارہ نہیں امیر
کی حکومت ہی نیک ہو یا بد کہ اس میں موسس بسر کرے پھر اگر امیر بد سمجھ کر جو واقعی ایسا ہی
ہے آپ نے ان کی حکومت میں بسر کی تو کیا قباحت جیسا کل انبیاء و رسول اللہ کا حال و ایسا ہی
جناب امیر کا۔ اگر کہو ان کے پیچھے نماز پڑھی لو فرضاً پڑھی خدا کی نماز پڑھی یا ابو بکر کی
او جیکہ خود رسول خدا نے اکثر کے پیچھے نماز پڑھ لی و ایسا ہی جناب امیر نے۔ اگر کہو
ان کو مستحق خلافت جان کر بیعت کی لا نسلم کیونکہ حدیث عائشہ صدیقہ سے صرف
یہ ظاہر ہے کہ آپ نے خطبہ میں فرمایا کہ ابو بکر کو استحقاق ہے جیسا مصلحتاً رسول خدا
نے رسول اللہ کا لفظ خود محو کر دیا اس میں دین کی بربادی چہ بختی۔

بیعت رسول اللہ کا طریقہ و سنت نہیں دیکھو ابتداء اسلام میں صرف یہ کہہ دینا کافی تھا کہ میں خدا اور اس کے رسول محمد پر ایمان لایا نہ ہاتھ پر ہاتھ رکھا جاتا نہ مصافحہ ہوتا۔
 ہاں بیعت تحت شجرہ مشہور ہے کہ رسول اللہ نے عرسے مارنے پر عود لیا مگر اس پر بھی ہتھی
 با صدق و صفا قائم رہا اور جنگ خنین سے بھاگ نکلے پس یہ بیعت بطور عہد و عہد قرار
 تھی اسلام سے اور بیعت سری و سری سے کیا نسبت مگر ہاں یہ ایسا جادو ابوبکر یا عمر
 کا جو جسکی خبر رسول خدا نے دی ہو۔

اب ہم سے بے دینی کی تفصیل سنو۔ بے دین وہ ہیں جنہوں نے بقول غیر صادقین
 میں خلاف طریقہ رسول اللہ ایسا جادو کیا کہ بے دین وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ شیطان لہذا
 ہوا و خلاف حکم خدا کوئی بات کہوں تم نہ مانو۔ بے دین بلکہ اخوان الشیاطین وہ ہیں جو بجا
 ایمان بقول ابو حنیفہ ابلیس کے برابر ہو۔ بے دین وہ ہیں جن کی نسبت رسول خدا
 نے بحدیث بیان کیا کہ میرے وقت میں اگر حضرت سوئے کا زندہ ہوتے تو تم خنین
 کی پیروی کرتے۔ بے دین وہ ہیں جو ہمیشہ رسالت محمدی میں شک کرتے رہے
 بلکہ صلح حدیبیہ میں صاف اقرار کر لیا کہ آج کا سا شک نبوت میں کبھی نہیں ہوا۔
 بے دین وہ ہیں جنہوں نے بغض الرسول کو ایذا میں دین اور ہودی خدا اور رسول کو
 بے دین وہ ہیں جنہوں نے خلافت پا کر ارتداد کیا اور توبہ کر کے کل صحابہ کو توبہ نامہ
 لکھ دیا۔ اور اپنے مرتد ہونے کا صاف صاف اقرار کیا پھر بھی قائم رہے اور یہی
 حالت ارتداد میں قتل ہوئے دیکھو تاریخ عثمان کو فی کتاب الفتوح جب تمام صحابی رسول
 نے عثمان کو خلاف حکم خدا و رسول عمل کرتے دیکھا تو درخواست کی یا خلع خلافت
 کرو یا اپنی کردار سے توبہ۔ چنانچہ عثمان نے یہ تحریر پیش کی بسم اللہ الرحمن الرحیم میں

اسیر النونین عثمان بن عفان برضا و رغبت اقرار تحریری رو بروا لیا یہ اسلام و سعادت و اکابر
ساکنان بصرہ و کوفہ و شام کرتا ہوں کہ آج سے میں کتاب اللہ پر عمل کروں گا اور سنت و شریعت
محمد مصطفیٰ سے عدول نہ کروں گا خلاف شریعت کوئی فعل مجھ سے نہ ہو گا جملہ اہل اسلام کی بیعت
کروں گا مضطر و پریشان کو امن و امان میں رکھوں گا مستحقین کا حق ادا کروں گا غیر مستحق کو مجھ سے کچھ
سو و نہ ہو گا جس کو جلا وطن کر دیا ہے ان کی نسبت پھر ذلہ وطن کا حکم دوں گا جس کا مال و مہربان
ضبط کیا ہے واپس دوں گا عبد اللہ ابن ابی شرح کو حکومت مصر سے متعزول کرتا ہوں ہمدی حب
خواہش جیسے چاہیں اپنا والی متعزول کریں۔ المرقوم ۵ رجب ۳۵ھ سنہ۔ جب اقرار نامہ ہو چکا اعلیٰ
مرتبہ کو فاضل لکھ کر وزیر طلحہ سعد بن مالک عبد اللہ بن عمر زید بن ثابت سہیل بن حنیف ابویوب
بن زید کی گواہیاں لکھوا دیں۔ بعدہ جب مصر لوں گے محمد ابن ابوبکر کو اپنا والی تجویز کیا تو
خليفة صاحب بصرہ کے نام خط خفیہ بھیجا اور لکھا اقتلوا محمد ابن ابوبکر یعنی اسے قتل
کر ڈالو۔ پس پھر ایفائے عہد ہوا اور انہیں کر توت سے آپ کی جان عزیز گئی۔
ساتھ ان فقیرہ ملا صاحب کو خلافت جناب امیر پر کیوں ناز ہے حضرت کی ذوالفقار تو
کبھی کسی کا فکے گرو بھی نہیں پھری۔

جواب۔ ابوبکر نے تو تلوار اپنے باپ کا فکے گرو پھری تھی جو گلو بستہ قید تھا جس پر آپ نے
اشد علی الکفار۔ کا خلعت فاختہ انگو پٹھا رکھا ہے مگر پھر کھٹے آنحضرت نے اس شیع سے
ابوبکر کو روکا اور باپ کو نہ ذبح کرنے دیا زوف با بن اشد علی الکفار کہ باپ رسن بستہ بچو
و بے بس محصور و بے کس پر تلوار اٹھائیں اور اس فعل مکروہ سے رسول خدا باز رکھیں خیر اگر
باپ کو صلال بھی کر ڈالتے تو کچھ شدت پائی جاتی مگر جبکہ ارادہ ہی تھا تو خدا کو علم ہی مارے یا
مرتبہ چشموں میں مارے خان شہور ہونے کو ارادہ کیا مگر برکت کا سیب نہ ہوئے

اور سلام ہوا فتح مل ہرگز محمود لایق سپر رسول اللہ نہ تھا کیونکہ آپ نے منع کیا کہ باپ ہر اس کے حقوق پرورش پر نظر کرو اور اپنی تلوار غلاف میں کرلو۔ جو ہر صاحب تم کو اشد علی الکفار میں سمجھ لیں گے جو تمہارا مقصد وعدا ہے۔ بخیر اس ارادہ قتل پر کافر کے ابو بکر و عمر و عثمان تنیوں کو سمیٹ لپیٹ کر کسی روایت سے تلواریں کہ فلاں جنگ میں فلاں کافر کے مقابل تلوار بچھانا تو درکنار وہ تو زنگ و بد رنگ ہونے کے باعث اپنا قاتل چھوڑتی ہے نہ تھی کچھ ترابع لفظی ہی سے پیش آئے ہوں اور دور ہی سے ڈانٹ ڈپٹ بتائی ہو کیا بعد مبارک رسول مقبول کیا نیرمانہ خلافت منسوب ہمارے خان کے پیچھے بھاگتی خان کے آگے ہمیشہ ان کی سہی روش رہی۔ کیون صاحب خندق کی لڑائی میں جب منہنگ قریش عمر بن عبدود جس کے مقابل شمر و جبر بھی نہ ہو سکتے تھے صف جنگ میں مبارز طلب ہوا اور رسول اللہ نے اپنے اصحاب خصوصاً باب ثلثہ کی طرف دیکھا ہے گردنیں نیچی کر لیں اور اوپر ہنہ اٹھایا جب آپ نے نام بنام پکار کر فربہ پایا کہ اس کے مقابلہ میں جاؤ تو عمر خطاب نے عرض کیا کہ مجھے سہاف رکھئے ایسا ہی اور لوگوں نے جواب دیا وہ ہوئے عمر بن عبدود کا غرور ٹریہا اور لاف و گراف بکنے لگا آخر شمر پیشہ رسالت و نبوت سرفروش و جانباز علی ابن ابی طالب نے اجازت حرب جہل کی اور پیادہ اس منہنگ پھیجا مقابل ہوئے۔ چند دو بدل کے بعد ذوالفقار شمر با صہمہ کردار کا وہ وار رسید کیا کہ خندق تن شقی کے لیے قبر ہو گئی۔ کفار قریش کی کمر ٹوٹ گئی اور بھاگنے لگے کیونکہ اسی پہلو ان نامی پر جنگ کا دوا ہوا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا ایک ضرب علی کی یوم خندق بہتر ہے دونوں جہان کی عبادت سے بچھ ہر شہر مشہور شفق علیہ ہے۔ مجال انکار نہیں جنگ خیبر میں اول روز ابو بکر کو نشان محمدی ملا اور ابیہ شکر ہو کر یہودیوں کے مقابلہ کو گئے

اور مطلوب ہو کر بے نیل مرام واپس آئے مگر خیریت ہوئی نشان کو نہیں چھوڑا۔ دوسرے روز عمر خطاب کو نشان عطا ہوا آپ سردار لشکر ہو کر تشریف لگے چونکہ ترتیب خلافت کا خیال تھا لہذا قدم بقدم اپنے پیش رو کے انھیں بھی واپس آنا ضرور ہوا۔ تیسرے روز کے لئے آنحضرت نے ہلال فرمایا کہ کل مجھ نشان اُسے ملے گا جو کراہ ہو غیر فرار ہو اور جو خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے اور اُسے خدا و رسول دوست رکھتے ہیں۔

تمام اصحاب میں کھل بلی جگہی اور ہر شخص مہنتی تھا کہ خدا کے کل مجھی کو نشان ملے۔ عمر خطاب فرماتے ہیں اُس رات مجھے نہایت بے چینی تھی کہ کاش کل مجھی بھی کو یہ منصب عطا ہو تو کیا کمٹا۔ مگر فرار کا فقرہ آپ نسیا نہ کیا کیے ہوئے تھے۔

حضرت علیؑ کو آشوب چشم تھا اور نہایت تکلیف۔ خیر صبح ہوئی رسول اللہؐ نے حکم دیا علیؑ کو لاؤ لوگ اُسی حالت میں لے گئے آنحضرتؐ نے آنکھوں میں لعاب دہن اپنا کل دیا آنکھیں بفضل خدا و فیض رسولؐ روشن و صاف ہو گئیں۔ لو اسے احمدی علیؑ ابن ابی طالب کو ملا اور قلعہ خیبر فتح کرنے کا ارشاد ہوا۔ آپ کل لوگ سید لو لاک میں تازی قلعہ پھوپھے۔ حارث و حرب پہلوانان روئیں تن صفت شکنج زور و طاقت پر خیر پونکوناز تھا صف آرا ہوئے اسد اللہ غالب علیؑ کل غالب بنے دونوں کو واصل جہنم کیا اور خندق سے معہ فوج عبور کر کے دروازہ قلعہ کو جالیا۔

کیواڑ آہنی جسے شر آدمی ملکر کھولتے و بند کرتے اندر جانے کو ہائل تھے آنکھوں پر وید اللہی توڑ پھوڑ قلعہ میں داخل ہو گئے اور نشان محمدیؐ کا پھر پرا بالائے قلعہ بلند کر دیا۔

آنحضرت کو جبریل امین نے مبارکباد دی اور علیؑ رؤس الاسفہاد باواز بلند فرمایا
لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار اور سب نے میہ آواز سنی۔

حدیث خیرہم اوپر لکھ آئے ہیں دیکھو صحیح مسلم و بخاری سے۔

جنگ احد میں تمام لشکر اسلام بھاگ گیا۔ ابو بکر و عثمان پتھر دھاکاڑیں چھیے دیکھے گئے۔
عمر خطاب پہاڑ پر چڑھ بھاگے۔ وہ خود کہتے ہیں میں اس روز بڑے کوہی کی مانند پہاڑ پر
اچھلتا کودتا پھرا۔ رسول اللہؐ کے دندان مبارک شہید ہو گئے۔ شیطان نے خبر اڑادی
محمدؐ قتل ہو گئے۔ حضرت علیؑ صف جنگ سے آنحضرت کے پاس آئے آپ نے فرمایا
اے علیؑ تم بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ کیوں نہ بھاگ گئے آپ نے عرض کی
لا اخوة بین الکفر والفراہ میں بھاگنے کے لئے آپ پر ایمان نہیں لایا۔ پھر صف دشمن
میں جا کر صدمہ کافر فی النار کر دیئے۔

تاریخوں کا اتفاق ہے کہ اسروز بجز حضرت علیؑ و ابودجانہ اور کوئی ثابت قدم نہ رہا ابودجانہ
رسول اللہؐ کے پاس تھے اور حضرت علیؑ کافروں کو پسپا کرنے والے البوار فرماتے یہاں تک
کہ اسلام کو فتح نصیب ہوئی اور سب بھاگی ہوئی خلقت جمع ہو گئی۔

خیر اور کتابین تو تھیں کہ از اللہ الخفا شاہ ولی اللہ صاحب پدر بزرگوار شاہ عبدالعزیز کو دیکھو صفحہ ۲۵۱
اتما اثر السیر النبویہ و امام الشجعین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب۔ صفحہ ۲۵۵ قادی
سناد یوم احد لا سیف الا ذو الفقار و لا فتی الا علی الکبرار سید دوسری شہادت

حضرت جبریلؑ کی ہے۔

جنگ خنین میں بھی سب لوگ بھاگے اور حضرت علیؑ و چندی ہاشم جاثا ثابت قدم رہے
اور لڑائیوں کا حال کتابوں میں دیکھنا چاہیے کہ حضرت علیؑ نے کیا کیا کار نمایاں کئے

آپ خود ہی فرماتے ہیں مہرِ صبح دین نبیؐ کو دی ہر سری تیغ سے بھلا ہر کہ شک آرد کافر
گرد۔

اب معلوم نہیں جو ہر صاحبِ ان کا فرمانِ مقتول کو کیوں کافر نہیں سمجھتے۔ اچھا صاحب انکو
نہ سمجھئے۔ جنگِ جبل میں پیر ہزار۔ جنگِ صفین میں شتر ہزار۔ جنگِ نہروان میں بیس
ہائیس ہزار جو حضرت علیؑ نے لے کر کیئے وہ کافر ہی جسے تم سمجھو۔
اٹھواں فقرہ۔ اگر حضرت حسنینؑ و نیز دیگر ائمہ بھی کفار عرب کو فی التارکے اور ائمہ اربعہ کی جو روئے
بچوں کو لوٹتی غلامِ عرب کا بناتے تو البتہ قابلیتِ امامت کی رکھتے جب یہ صفت حضرات
موصوف میں نہ تھی تو دائرہ امامت سے قطعی خارج سمجھے گئے۔

جواب۔ تم کو روایتِ روضۃ الصفا پر پڑنا ہے جسے ہر حکیم اپنے رسالہ میں بطور دلیل قطعی و
ثبوت پیش کرتے ہو۔ دیکھو اسی تاریخ میں بابِ پیدائش جناب زین العابدین علیہ السلام میں
صاف لکھا ہے کہ ملکِ عجمِ محمد سیدک جناب امیرِ مفتح ہو جس لشکر کے حضرت امام
حسنؑ سوار تھے۔ حضرت شہر بانو اور ان کی دونوں بہنیں بنتِ یزدجرد بادشاہِ عجم کو بیت
اعزاز و احترام سے آپ اپنے ہمراہ لائے جن میں حضرت شہر بانو کا حضرت امام حسینؑ پر وحی
القدس سے عقد ہوا بعد خلفائے ثلاثہ میں عجم کا فتح ہونا محض دروغ بے فروغ ہے کہ شہر
شیعوں نے بھی سنوں کی روایات بے سرو پا سے دیو کا کھایا ہے اور عمر شریف حضرت
امام حارمؑ سے بھی جو کہ بلا کے سحر کے وقت تھی ثابت ہوتا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ
کی نسبت کہم پہلے لکھ چکے ہیں خدا کی جانب سے جو نبی و وحی امام ہوئے ہیں وہ اس سے پہلے
کے مطابق کار بند ہوئے ہیں جو خدا کی جانب سے انکو ملتا ہے۔

حضرات حسنین علیہم السلام نے ہر حکمِ عملِ صفین نہروان میں خوب ہی جہاد کیئے اور شہر کو

پشتے لگا دئے۔

تاریخین ان محاربات کی دیکھو معلوم ہو جائے گا۔ بعد خلافت خود حضرت امام حسن علیہ السلام نے بوجہ منوئے اعوان و انصار وہ لحاظ کشت و خون بندگان خدا اپنے جدا متجدد دنیا کی تقلید صلح حدیبیہ کی اور معاویہ سے صلح کرنی۔ حضرت امام سیوم کا جہاد فی سبیل اللہ تاریخ عالم میں اپنا آپ ہی نظیر ہے دیکھو تاریخ چین کا مصنف ایک عالم تحقیق مورخ عیسائی ہے کہتا ہے کہ رستم وغیرہ کو شجاع و بہری وہ لوگ کہتے ہیں جو تاریخ عالم اور واقعات نبی آدم سے واقف نہیں اور بالکل بے خبر ہیں۔ اگر نوع انسان میں کوئی شجاع و بہادر جہاد کر اید ہوا ہے تو وہ حسین ابن علی ابن ابیطالب قریشی ہے۔ یہ قول ضرب الشل ہے کہ ایک پر بجاری ہوتے ہیں مگر حسین کو چند قسم کے دشمنوں سے سامنا تھا۔ اول چھوٹا و پاس سے روزہ جن کے مثل انسان کا دشمن کعب و سخت دوسرے نہیں۔

دوسرے عرب کے ریت گرم منی جون کا مہینہ آفتاب کی حدت و حرمت نصف النہار باد سیوم کے چھوٹے جنسہ شرار و چنگار پاں نکل رہی تھیں حالت اضطراب و اضطراب تھیں ہزار فوج دشمن سے مقابلہ جو ہر ایک لہو کا پیاسا تھا پس ایسے دشمنوں کے مقابلہ میں جو شخص مستقل اور ثابت قدم و راسخ دم صرف اللہ پر بھروسہ و توکل کرے دشمن کے مقابل ہو وہ شجاع ترین عالم و آدم ہے۔

ہولوی امیر علی صاحب جج ہائی کورٹ کلکتہ تنقید الکلام فی احوال شایع اسلام میں مقابلہ عیسائیوں کے جو قابل ہیں کہ حضرت عیسیٰ گناہوں کو ذیہ ہیں۔ لکھتے ہیں کہ اگر عاصی عباد کافہ یہ یعنی ذریعہ نجات و تقرب خدا کا وسیلہ درکار ہے تو امام حسین کی شہادت کا ملہ نے اس کی تکمیل کر دی اور اسلام تعلقات ارجاس و انجاس سے پاک ہو گیا۔

کیون جو ہر صاحب محقق عیسائی کا شجاعت امام حسینؑ میں وہ قول اور بولوی اسیر علیؑ حبیب
کا شہادت امام حسینؑ پر یہ فتنہ اور باوصف اور عالم اسلام آپ کا یہ کلام کچھ تو خدا سے شرم کرو ۵
بک حسینؑ نیست کو گردہ شہید ورنہ بسیارند در عالم یزید
عرب و عجم کی عورتوں بچوں کو لوٹھی غلام بنانا اس فعل وحشیانہ و ظالمانہ کو کون مہذب قوم
پسند کرے گی۔ کہ ہندوگان خدا کو خرید و فروخت کیا جاوے اور ان کو اسیر و سقیمد رکھا جاوے
یہ طریقہ آنحضرتؐ کا ہرگز نہ تھا۔ آپ کو اللہ جل شانہ نے مجسم خلق عظیم بنایا تھا آپ کے
سکام اخلاق و محاسن اشفاق اس بات کو ہمیشہ مکر وہ و محبوب سمجھتے رہے۔
دیکھو جب بنت ساتم ظالی سقیم ہو کر آپ کے روبرو آئی آپ نے یہ لحاظ سخاوت و فیاضی بھوک
باپ کے اس کی بیٹی کو اپنی ردا بچھا دی اور دھا کر دیا ایسا ہی اور اس کے مغلوب کے ساتھ
آپ کا سلوک رہا کیا۔

یہ ایسا ظالم بنیاد آپ کے خلفاء کی ہے کہ بگناہ مرو و نکو نہ تیج کیا عورتوں اور بچوں بے بس و
بے کس کو اسیر کر کے فروخت کر ڈالا۔ لا واللہ لا اس حیرت عدی سے نہ خدا خوش نہ رسولؐ۔
عیسائیوں کے اعتراض پر اہل سنت نے صرف فعل صحابہ کے جائز رکھنے کو اسلام میں یہ
مجھے ایک شاخ لگا رکھی ہے اور میا تو جھین و تاپلین کرتے ہیں مگر جو داغ اسلام کی قسمت میں تھا
وہ کیونکر مٹے۔

اور ائمہ علیہم السلام کو حکم جہاد نہ تھا شلی عیسے و دیگر صد ہا انبیاء سے قبل کے جو ہمیشہ تا
حیات جہاد لسانی فرماتے رہے اور شجاعت و شہادت ظاہر نہ کی جیسا انکا حال و طرز
سعاشرت و لیاہی ان کا سر و فرق نہیں جو جسے حکم ملا اس پر عامل ہوا پست
ہر کے راہبر کار سے ساختند میل آن اندر دلشن انداختند

اب دیکھنا مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلنا ایک دین ایک مذہب ایک ملت
ایک خدا ایک رسول ایک خلیفہ برحق بعد اس کے گیارہ اماموں کی امامت اور مہجرت
و قصاص منافقان بدکردار خشر و نشر بہشت و دوزخ میں داخلہ ۵

ہنرمند مہرِ اہم زمان دکھا اب دم لبونہ ہے در اس و اماں دکھا
آنکھیں میں منتظرِ رحِ آرام جان دکھا پھر برق ذوالفقار کو آتش فشان دکھا
دشمن رہے نہ ایک شے شقین کا یارب سدا سے نام عدوی حسین کا

نوائے فقرہ اس کا جواب مفصل ہم لکھ چکے ہیں دیکھو صفحہ ۱۰۲ و ۱۰۳ رسالہ ہذا

و سو ان فقرہ مصداق ان آیتوں کے وہی لوگ ہیں جنہوں نے بفضلِ خدا کفار عرب
و اشراقِ محمد سے روئے زمین کو پاک کیا اور جن کو زمانہ میں اس کا مل رہا اور عدمِ خوف
خلقِ خدا کو حاصل رہا وہ کہ جنہوں نے بہ طمعِ خلافت اپنے ہاتھ سے اسنیتِ خدا
خون کیا۔

جواب آیہ - وَ مَا لَکُم مِّنْ آلَافٍ مِّنْ مَّا خَلَقَ لَیْسَ یُخَلِّقُ فِی الْاَرْضِ کَمَا یَسْتَخْلِفُ
الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَیَکُنْ لَّہُمْ ذِیْقُومٌ الَّذِیْنَ لَہُمْ وَلِیْدٌ لَّہُمْ مِّنْ عِندِ خَوْفِہُمْ اَمَّا
آیہ میں فقرہ ولید لہم من بعد خوفہم اہنا ہم جس کی تفسیر بدل و بدلہ الیٰ شائر از پس ترش لسان
از شر دشمنان کہنے) ہے پس اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ ہونین صحابین کو بدل خوف
کا اس میں رہنے کا ملا یعنی جیسا شر دشمنان سے انکو خوف تھا وہ خوف بدل بہ
اس میں ہو گیا۔ اور یہ آیہ بعد ہجرت آنحضرت مدینہ میں نازل ہوا کہ ہونین با ایمان و یقین سی
کند و کہ جو تم کو کفار مکہ سے ایذا میں پہونچیں اور ہر وقت تم کو انکا خوف بنا رہتا تھا
اب ان کے شر سے تم اس میں رہو گے (اور وعدہ کرتا ہے خدا انہیں ہونین صحابین سے

کہ جیسا پیشتر ہم نے انبیاء و ان کی اُمت کو زمین کا سردار بنایا ویسا ہی تم کو بھی اُنکا قائم مقام اور دیا ہم نے تم کو ایک دین برگزیدہ و پاکیزہ۔ دوسری آیت تم جتنا کم خلافت فی الارض میں ہو تم انتظار کھیت تمہارے۔ کیا تم نے تم کو قائم مقام پھیلوں کا بیج زمین کے بعد اُنکے پس ہم انتظار کرینگے کہ تمہارے عمل کیسے ہونگے۔ پس دونوں آیتوں کا چہ مطلب ہے کہ مثل انبیاء سابق و ان کی اُمت کے تم کو بھی اُنہیں کا قائم مقام بنایا اور کفار کے شر سے تم کو اس میں کیا اب دیکھتے تم کس طرح کے عمل کرتے ہو۔

اس میں نہ کہیں ذکر و شے زمین کو کفار عرب و اشتر احم سے پاک کرنے کا پیرہ اس کا مل و عدم خوف خلق خدا۔

تم تفسیر کو الٹ پٹ کر اپنے خاطر خواہ معنی بنا لیتے ہو۔ مگر جب آیات کے صاف و صریح معنی موجود ہیں تو ہم کو تفسیر کی ضرورت نہیں صرف جو مفسر کی رائے ہو آیات کے اصلی معنی۔

پس اب دیکھو ان آیات کریمہ نے تم کو جھوٹا کر دیا یا نہیں صاف و لیکن ہم میں بعد خوف امناسونین صاحبین کی نسبت ہے کہ شر و نفاق دشمنوں سے مامون رہینگے نہیں کامل و عدم خوف خلق خدا۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ ہر آیہ میں جہان اللہ پاک نے اسوہ فرمایا ہے روئے خطاب آنحضرت ہی کی جانب سے یعنی آپ مومنین کے سردار اور افسر ہیں بعد از ان علی ابن ابیطالب جن کو بارہا حضرت رسول خدا نے صالح المومنین فرمایا ہے بعدہ اور مومنین صاحبین ہیں ان آیات میں مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلانے کا ذکر نہیں ہے بجز اس کے کہ جیسا ہم نے پہلی آیتوں کو زمین کا مالک کیا ویسا ہی تم کو۔

اب دیکھو خدا کا وعدہ سچا اور بے زوال ولا نجم جس کی تکمیل آیہ یا ایہا الرسول بلغ
 ما انزل الیک من ربک سے ہو گئی یعنی حب وعدہ خدا حضرت علیؑ خلیفہ مطلق کو گئے
 ورنہ اور لا فتوں سے انکا کیا تعلق کیونکہ عموماً اہل سنت خصوصاً تم خدا کی جانب خلافت
 کا ہونا ناروا و ناجائز کہتے ہو پھر یہ آیات تمہارے خلفاء کس طرح صادق آئیں گی ذاللت
 فضل اللہ یوسید من یشاء اب پہلی آیتوں سے اس آیت کو مشابہ کر لو دیکھو کیسا جوڑ
 و پیوند ملتا ہے یہ امر تو ظاہر ہے کہ زمانہ جنگ و جدال میں اسن قائم نہیں رہتا پس
 جیسے رسول اللہ کے عہد مبارک میں کفار قریش و یہودیہاں خیر و غیرہ کا اسن خاک
 میں ملا دیا ہی حضرت علی کے جنگ و جدال کے زمانہ میں نواصب و خوارج حمل
 و صفیں و مہزوان کا اسن خاک میں ملا اور جس طرح رسول اللہ نے اپنے ہاتھ سے
 بطیع رسالت وین خدا جاری کرنے کو کفار اشرار کو نیست و نابود کیا اسی طرح حضرت
 علی نے اپنے ہاتھوں سے یہ طبع خلافت کتاب اللہ پھیل کرنے کے لیے نواصب
 و خوارج ناہنجار کو فنا فی الدار البوار کیا۔

اپنی چیز پر سب کو طبع ہوتی ہے خصوصاً اس وقت کہ جب کتاب اللہ میں مخالفت و
 طریقہ رسول اللہ میں منافقت ہو کر دین خدا برباد ہو رہا ہو۔
 اسن و امان کا خون عہد خلفائے ثلاثہ میں ہوا جبکہ پھر قلع و قمع بندگان خدا ان کے
 مال کی لوٹ کھسوٹ انکی عورتوں بچوں کی اسیری بے خائیا ہو نا خرید و فروخت
 معصوم و مظلوم اطفال ہزار ہا خاندان کی تباہی و بربادی طوائف اللہ کی گے
 اور کچھ کام ہی نہ تھا جس کو آپ نے صفحہ پر صفحہ میں بڑے فخر و ناز سے لکھا ہے
 حضرت عمر خلیفہ دس برس رہے۔ ان کے وقت میں اسلام خوب ہی ظاہر ہوا

شام و صبح و ایران و عراق و اکثر روم فتح ہوا۔ چار ہزار بڑے بڑے شہر سے پرگناٹ فتح ہوئے۔ چار ہزار مسجد تیار ہوئیں۔ چار ہزار بتخانہ توڑے گئے۔ بیشمار خزانے مسلمانوں میں تقسیم ہوئے۔ لوگ آسودہ و غنی ہو گئے۔

پس اسی پر خلق خدا کو بے امن و امان ہونا قیاس کر لو اور بے شمار خزانے مسلمانوں کو تقسیم ہونا جس کے سبب لوگ آسودہ و غنی ہو گئے۔ یہی تو خلقت کے رجحان کا سبب تھا۔ حضرت علیؑ کو وہ لوگ کیوں پسند کرتے یہاں غیر حقیقہ شدہ بتلنے کے اور کیا امید تھی۔

صفحہ ۱۱۰۔ اسرار الہدیٰ میں جو ہر صاحب نے ایک عبارت تترید الانبیاء والاسماء مصنفہ جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کے لکھی ہے اور اسے جناب موصوف کی طرف منسوب کر رہے ہیں (باللہ) حضرت امیر و شیعہ او ہمیشہ دین خود را خفا فرمودہ اند و در پردہ دین مخالفین گزانیہ اند و اس بحال و عدم خوف نیز در زمان ایشان حاصل نبود چہ اصل است ایشان را بلا و کثیرہ و اقطار طویل ششام و صبح و مغرب ہنکر یا ند چہ جائے قبول احکام ایشان الخ

جواب۔ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ہرگز عبارت جناب علم الہدیٰ کی نہیں ہے بلکہ قول اصل سنت نقل کر کے بعض جواب شافی دیتے ہیں جس کو تم نے اے آخرہ لکھ کر طاق لیاں پر رکھ دیا ہے تمہارا ابتداء سے یہی قاعدہ ہے کہ حدیث و اقوال و روایات و عبارات کو کاٹ چھانٹ کر اپنے خاطر خواہ الفاظ منتخب کر کے لکھ دیتے ہو جیسا حدیث شوریہ خلاف میں عمر خطابؓ نے عذرہ الفاظ وقت پر استعمال کرنے کو منتخب کیے تھے جس کے وہ قائل ہیں یہ اہل فریبی اور رو باہ بازی اچھی نہیں اسد اللہ الغالب ہے پر و محصور کر کے دیم الحبس کر دیتے ہیں۔ بھلا اس فقرہ کو دیکھئے ہمیشہ دین خود را خفا فرمودند و در پردہ دین مخالفین

گزائیدند اور جناب علم الہدے سے محی الدین کو سبکی ذات جامع خیر و برکات نے مخالفون کی دہجیان اُڑا دیں اور لو اسے شریعت و تہذیب کا حامی خدا و رسول اقصا سے واکفای علم میں بلند کر دیا وہ جناب امیر کی نسبت ایسا فرمائیں کہ دین خود اخفا و درپردہ دین مخفیین لاواللہ لا یمح قولنا انما نہیں ہے بلکہ کسی متعصب بھی کا ہو۔

اور ہمیشہ کے نقطہ نے اور بھی اس قول کو رد کر دیا کیونکہ ہمیشہ کا اطلاق روز ولادت سے آخر دم حیات تک ہوتا ہے پس ایسا کلمہ بجز کور باطنون کے اور کون کہہ سکتا ہے۔

حضرت علیؑ نے نہ کبھی اپنا دین اخفا کیا نہ پردہ دین مخفیین میں رہے صریح کذب و بہتان نہ ان کے شیعہ ملکی صفات۔ دیکھو آپؑ نے ابتداء سے انتہا تک اپنے کو سختی خلافت خیرون کو فاضل خائن فرمایا اور سیرت شیعین اختیار کرنی ہرگز قبول نہ کی جس پر عثمان کو خلافت ملگئی اور آپؑ صابر و شاکر رہے سیرت شیعین دین میں دخل نہ تھی ورنہ اس کے منظور کرنے میں کیا قیامت تھی مگر آپؑ نے صاف جواب دیا کہ یہ مجھ سے نہ ہوگا حضرت ابوذرؓ نے بلا تفسیر ابو طلحہ سے صاف کہہ دیا کہ تمہارے کتاب اللہ وہ علیؑ ابن ابیطالبؓ شہ۔ ایسا ہی شام میں جب تک آپؑ رہے دین خدا ظاہر کرتے رہے جس پر معاویہؓ نے عثمان کو شکایت لکھی کہ ابوذرؓ میری حکومت میں خلل انداز ہو رہے ہیں اور عثمانؓ نے بحال شدائد و تکلیف دین میں بلا کر جلا وطن کی سزا دی ایسا ہی عثمانؓ یا سر و مالک اشتر وغیرہ نے دین حق کے اظہار میں عثمانؓ کے ہاتھ سے کیا کیا ایذائیں اٹھائیں۔

خود حضرت علیؑ نے خلافت خصوصاً میں بارہا اصلاحات دینی میں اصلاح فرمائی حسب سرائے سوت جسے عمر خطابؓ نے خلافت شریعت حد باری ہونے کو سکھ دیا مگر آپؑ کے روک دیا اور سزا نہ ہونے دی جس پر لولا علیؑ علیہ السلام عمامہ شرم دنیاوی سے کما گیا وغیرہ وغیرہ۔

پس اسے دین ظاہر کرنا کہتے ہیں یا اخفا فرمودند کہین گے۔

سہر کیف حضرت علیؑ و اُن کے شیعہ ملک خصال ہمیشہ و ہر حال میں اپنا دین اپنا ایمان اپنے خدا و رسولؐ کے احکام علی الاعلان ظاہر کر کے گمراہوں کو دین حق کی طرف بلائے رہے ایسا ہی جملہ اسمہ معصومین و اُن کے شیعہ و الاصفات کبھی کسی حال و قال میں ان حضرات نے دین کو اخفا نہیں کیا۔ دیکھو دین پناہی و شریعت محمدیؐ کی آبرو بچانی اسے کہتے ہیں کہ حضرت خاسر آل عباد و علیؑ الفداء سے بچان ہوئے دین نبیؐ کو جلایا ۵

سر داد و نداد دست بردست نرید حقا کہ لو اے دین نیا ہست حسین

انہیں حضرات کے دین حق و شریعت مطلق جاری کرنے سے اسلام حقیقی محفوظ و مامون رہا اور روز بہ ترقی کر کے آج تمام دنیا میں شل آفتاب کتاب چمک رہی ہزاروں کالی گھٹا شایوں کی اٹھین مگر وہاں دہار ہوئے و اس کی تابندگی و درخشندگی بڑھتی رہی الہم زد فزو۔
گیا رہوان فقرہ۔ اسی عبارت مکزوپہ و مضموعہ پر جو ہر صاحب لے چل کو در لکھا ہے کہ بقول علامہ حلی الجہان لا یتحقق الامامۃ خباب امیر مستحق خلافت مطلق نہ تھے۔
تم نشہ السحر آدمی ہو کبھی فی وقت سن الاوقات خلیفہ برحق تھے کبھی مستحق خلافت مطلق نہ تھے کبھی کچھ کچھ ایک رنگ پر قائم رہتے تو مناسب تھا۔

اب ہم سے سنئے جبر کے معنی ہیں۔ نامزد بے ہمت سحر کہ مرد آزمائے سے منہم پھیرنے والا صفت جنگ کو پشت دینے والا کڑی پڑنے پر نوک دم بھاگ نکلنے والا۔

علامہ حلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسا ہو وہ مستحق امامت و خلافت کا نہیں آپ کو خدا کی قسم اور اپنے عمر غزنی سو گند سچ کھئے کہ آپ کے خلفائے ثلاثہ جنگ احد

حنین نسیر سے بھاگے تھے۔

ابوبکر کو ابن ربیعہ وغیرہ نے صحابہ میں مارا جس کے سدمہ سے تمام منہ سوچ گیا تھا مگر خیر بیہ تو ابتدائی حالت تھی اسے جانے دو۔ آپ کے خلفا نے سوائے اپنے باپ قیدی پر تلوار اٹھانے کے کسی سحر کر میں دو سہ سے کے بد مقابل ہو کر آپ سے قتل کیا یا زخمی کیا یا دور ہی سے لٹکارا۔ یا خود اس کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور یوست بہ علاج جراح پہنچی۔ تم نے بھی ابوبکر و عمر کے فتوحات کا خلاصہ لکھا ہے کسی سحر کر میں خود سردار لشکر ہو کر گئے اور خود ارمے یا خالہ وغیرہ کے برتے پر تانا پانی۔ آنحضرت کے وقت میں ابوبکر کا سردار لشکر ہو کر جانا بمقابلہ ابوسفیان بعد جنگ احد اور کربلا کے ایم اور خیر و نبی کلاب و قوم نبی فرازہ اور وادی الزبل میں جو تم نے لکھا ہے یہ روایتیں اہل سنت کی ہیں اور خیر و فرشتا گئے بھی مگر کسی سے مقابل ہونا اور ان کی ہاتھ سے کسی کافر کا مارا جانا ظاہر نہیں ہوتا لشکر کے ساتھ رہے ہونگے کلام تو مارنے مرنے پر ہے۔ ایک امیری جج کی آپ نے اور لکھی ہے اور سورہ برات کا قصہ بھول گئے ہو وہ ہم سے سنو۔ آنحضرت نے سورہ برات ابوبکر کو دے کر کہہ کر روانہ کیا بائیں غرض کہ لوگوں کو سنادو ابوبکر کہہ کی جانب سے چہرل امین نازل ہو اور حکم خدا پہنچا یا کہ خدا کے احکام تم اپنی ذات سے پہنچاؤ یا علی ابو تمہارا نائب برحق ہے۔ غیر شخص ایسے احکام پہنچانے کا مجاز نہیں۔ آنحضرت نے فوراً حضرت علی کو حکم دیا کہ تم جا کر ابوبکر سے سورہ برات لے لو اور یہ نفس احکام خدا کی تبلیغ کرو چنانچہ آپ نے راہ میں سورہ کریم ابوبکر سے لے لیا اور خود امیر جج ہو کر کہہ میں پہنچے اور تبلیغ رسالت کی۔ ابوبکر اگر آپ کے ساتھ رہے ہوں تو باشد مطلب تو سورہ برات کی تبلیغ

کہا تھا سو وہ منصب حضرت علیؑ کو ملا یہی تو ہم کہتے ہیں کہ تم صرف اپنے مطلب کے لائق ہو
لے لیتے ہو اور اہل مقصد کو چھوڑ دیتے ہو۔

اب اس روایت میں ابو بکرؓ کی امیری کہاں ہے۔ ایسا ہی جابجا کی سرداری لشکر تم نے
کتر بدیونت کر ابو بکرؓ پر جادہ امیری راست کر دیا ہے ورنہ وہ بیچارے نہ کسی لشکر کے

میرے کسی سے انگوٹھ لٹنے بٹرنے کا موقع ہوا خیر میں اللہ کے نشان سے
شکر کر رہا تھا سو اس کا حال سن ہی چکا کہ بے نیل مرام زیر قلم کئے بھاگ آئے بھاگنے
کا ثبوت آنحضرتؐ نے فرما دیا تھا کہ کرار ہو گا نہ فرایینی بھاگنے والا پس بھاگنے کے لئے

بیمہ فقرہ صدقہ مخبر صادق کافی ہے کہ جیسا اور لوگ نشان لے کر بھاگ آئے ویسا وہ
نہ ہو گا جسے کل نشان ملے گا۔ اس سرزمین عمر خطابؓ بھی دوسرے نمبر پر ہیں جیسا تحقیق
خلافتِ حنین کا فرار قرآن مجید سے ثابت ہے اور خود قول عمر خطابؓ مندرجہ صحیح بخاری و مسلم
بزرگوں کی مانند اچھلنا کودنا حنین کا فرار بعد بیعت تحت شجرہ غر ضحک مع تنہم و اعدائہم

کجا کی انہم۔

پس علامہ حلیؒ نے ان فرار کو کہہ کر ہائے مردانہ سے و نیز دیگر واقعات تاریخی سے جن کی
تحریریں تمہیں مانع ہے خلفا کو جن میں سرمایہ ہوا اور لائق امامت و خلافت نہیں سمجھا

آپ کو جناب امیر پر غظ آگیا اور ایک روایت صریح موضوعی و بے ربط و خط لکھ کر

جن قرار دیدیا۔ خیر اگر اس روایت کو ہم مان بھی لیں تو اس سے ہمہ اوصاف جن کہاں

نکلتے ہیں بجز ایک شل ہو سن اکل فرعون جن کی صداقت قرآن سے ہوتی ہے یکم ایمانہ اپنا

ایمان دشمنوں کے خوف و غلبہ سے چھپاتے تھے مگر جن کا اطلاق تو اسی حالت میں ہوا

آئے گا کہ شل خلفائے ثلاثہ رسول اللہؐ کو معرکہ جنگ میں چھوڑیں اور بھاگ کر اپنی جان بچائیں۔

اگر مخلوبی و محکومی امرائے بد باعت ہیں تم سمجھتے ہو تو ابتداء آدم تا خاتم حملہ انبیاء سے
 مرسل نعوذ باللہ من ذالک اس الزام سے بری نہیں بلکہ حضرت علیؑ کی مخلوبی و محکومی و
 توہین و تحقیر سے اُن کی مخلوبی و محکومی توہین و تحقیر و تذلیل و ظلم و جور کفار بہت ہی زیادہ
 ہے صحیح جو صاحب دلائل وہ ہیں مورد بلا باب جو ہر صاحب نے حدیث تقلید شہورہ
 و معروفہ لکھ کر تمسک بہ قرآن مجید و عترت رسولؐ رب و حید کی نسبت بہ اہل سنت دہیٰ
 کہ بخیر فرقہ ناجیہ اہل سنت ان دونوں جلیل القدر کی متابعت احکام دینی و شرعی میں ہرگز
 نہیں کرتے اور مخالف کتاب اللہ و عترت میں چنانچہ جناب میرن صاحب قبلہ علیہ السلام
 مقامہم کی تحریر بچالہ صوارم لکھتے ہیں دربارہ عدم تمسک قرآن گویند تغیر و نقصان در قرآن ہضم
 در چہار چیز است یکے تبدیل لفظ بہ لفظ آخر مثلاً ایکنہ گفتہ شود بجائے کنتم خیر ائمہ خیر
 ائمہ بودہ لکن بعضے از اعدائے اہل بیت آخر تبدیل نمودہ اند مگر وجہ اول بعید است
 پس یہاں تک جناب موصوف کی عبارت تحریر کر کے اب اپنی چرب بیانی سے لفظ
 ائمہ غلط ہے بلکہ صحیح ائمہ ہے اور خاص صاحب چہتا دون سے یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی
 کہ حقیقت قرآن ناقص ہے پس شیعوں کو دعویٰ تمسک قرآن کرنا محض اُن کے
 اصول کے مخالف ہے لکھتے چلے جاتے ہیں نہ روایت کا نتیجہ لکھتے ہیں نہ آواز نہ انجام
 جناب مدوح فرماتے ہیں تفسیر قرآن چار چیزوں میں ہے ایک تبدیل الفاظ مثلاً کہا جاوے
 بجائے کنتم خیر ائمہ خیر ائمہ تھا لیکن بعض دشمنوں نے تبدیل کر دیا مگر وجہ اول بعید
 ہے یعنی نادریست پس کیونکر ظاہر ہوا کہ جناب موصوف نے نقصان قرآن تسلیم کر لیا
 جبکہ وجہ اول بعید است کا فقرہ موجود ہے یہ تو تحریر کا طریقہ ہے کہ فلان فلان باتیں معلوم
 ہوتی ہیں مگر وجہ اول درست نہیں وجہ ثانی قرین قیاس ہے۔ اگر تم سچے تھے تو

پوری روایت اور چاروں چیزوں کی تفصیل پر جناب موصوف کی رائے لکھتے تو معلوم ہوتا آپ کے نزدیک کیا درست ہو کیا نادرست پس حکم تم نے روایت لکھنے میں خیانت کی ہے اور جناب موصوف کا فیصلہ آخر نہیں لکھا تو کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا کہ قرآن ناقص ہے اور شیعہ متسک بہ قرآن نہیں صاف تمہاری بناوٹ اور عوام کو دھوکا دینا ہے۔ شیعہ ایسی بے سرو پا باتوں کا جواب دینا توضیح اوقات سمجھتے ہیں کیونکہ جب سوال کا سر ہی پر نذر ہے تو جواب کیا دیا جاوے۔ اب اگر پوری روایت و فیصلہ آخر لکھو گے تو جواب مل جائے گا۔ قرآن کی مخالفت و منافقت اس کی تعظیم و توقیر کا حال جو اہل سنت کے پیشوائے دین نے کیا ہے اس کا مختصر سا حال ہم پہلے لکھ چکے ہیں اسے دیکھو اور دعوائے متسک قرآن سے باز آؤ۔

اس زمانہ کا حال سنو جو ہر الا یقان فی حفظ الایمان مصنف مولانا مفتی حکیم عبد الکریم دہلوی سننی الہدیب کے شروع دیا ہے میں لکھا ہے چونکہ سلطنت اسلامیہ نرمی اس لیے بعض لوگوں نے موقع پا کر باغوائے شیطان عقائد مذہب باطلہ خوارج و نو اصب و نجدیہ کہ اہانت صلی و انبیاء کا شعار ہے تقریر پٹ کر بصورت دیگر ظاہر کی کہ عوام کو تہنیر ہو کر کیا جوہر صاحب آپ بھی اُنہیں میں سے ہیں۔ (شہدہ ایک فرقہ کا عقیدہ ہے موافق ان مذاہب باطلہ کے ہو کر گمراہ ہو گئے اور اُسی عین توحید اور اتباع سنت جانو لگے۔ اور علم دین بہان سے گم ہو گیا۔ مدار و عطف کا ترجمہ اردو بعض حدیث اور آیات قرآن اور چند مسائل فقہ پر رہ گیا انکو یہ خبر نہیں کہ اہل سنت کے نزدیک اس آیت و حدیث کے کیا معنی ہیں اور اہل مذاہب باطلہ نے کیا سمجھتے ہیں اور ہم عقیدہ کن لوگوں کا اختیار کرتے ہیں آیا ہمارا ایمان درست رہا یا نہیں۔

اکثر واعظین اس زمانہ کا یہ حال ہے کہ اردو بھی اچھی طرح نہیں پڑھ سکتے اگرچہ چھو تو قرآن و سنن نماز اور وضو بھی بیان کر سکتے آیات ناسخ و منسوخ کا تو کیا ذکر ہے مگر وہ بات ہیں وعظ کہتے پھر تپتے ہیں اور نشان ان کے دروغ گوئی و غلط بیانی کا یہ ہے کہ کوئی آیت یا حدیث پڑھ کر اسے قیاس و اجتہاد سے جو نفع میں آیا اور جی چاہا کھ ڈالتے ہیں حوالہ کسی تفسیر کا نہیں دیتے کہ فلاں تفسیر میں اس آیت کے یہ معنی لکھے ہیں یا فلاں مجتہد نے اس حدیث سے یہ مسئلہ بیان کیا ہے تاکہ صحت اس کی معلوم ہو پس خدا پناہ میں رکھے ایسے مذاہب اور وعظ سے کہ جس سے ہلال خدا حرام اور عبادت خدا ضلالت ہو۔ غرض یہ طریقہ وعظ کا مثل پیر زادوں کے معاش کا ذریعہ بن کر رہا ہے کہ جو کوئی دعوت کرے یا نذرانہ دے وعظ کہتے ہیں اپنی استعداد کو نہیں دیکھتے ہم کیسے ہیں مسائل توحید اور عقائد جو بیان کر رہے ہیں کہاں سے کہاں بہک رہے ہیں غرض اصلی دعوت کھانے اور نذرانہ لینے سے ہے الحال اس زمانہ کے واعظوں نے اپنی معاش طلب کرنے کو غلط کا ذریعہ نکال لیا ہے اور بعض نے مسجد یا مدرسوں میں بیٹھ کر فتوے لکھنے کا پیشہ ذریعہ معاش بن کر لیا ہے اور مال زکوٰۃ و خیرات باوجود قدرت حصول معاش اپنے کب وخت سے کھاتے ہیں۔

اور یہ نہیں جانتے طلب ہلال فرض ہے اور آیات الہی کو اس شن قلیل دنیا پر مینا حرام ہے اور داخل ہوتے ہیں اس آیت کریمہ کے حکم میں و نیشن دن بایات اللہ ثمتا قلیل لا۔

ان سب سے حافظوں کا گروہ زیادہ ہے جہاں ماہ رمضان قریب آیا ٹڈی دل

نفل پیر کوئی شکر کوئی قریہ کوئی سرقام ایسا نہ ہو گا جہاں چھ لوگ نہ ہو چھین دو چار
مسلمان برائے نام جمع ہو گئے اور تراویح شروع ہوئیں جس قدر شتم زیادہ ہو تو
حفاظی کو نذرانہ زیادہ ملے گا بعد اظہار جو تراویح پڑھ گئے تو ایک رکعت میں دو
تین پارہ آئین بائیں شاہین لے اڑے نہ تلفظ نہ قراوت نہ محتاج نہ رکن راند کا
چرخہ سے لے کر چلا جاتا ہے لوگ پیچھے کھڑے کوس رہتے ہیں کہ خدا حافظ کو موت
دے کوئی گرا کوئی بیٹھ گیا کوئی نیت توڑ کر چلا گیا کیا کرے روزہ نمیکشد تراویح پیکر
بہر کیف حفاظی سال بھر کی روزی حاصل کر کے اپنے گھر آئے اور اگلے رمضان
میں چھاپہ مارنے کی فکر ہوئی پس اگر اس کو تنہا کتاب اللہ کہو تو ہم تصدیق کرتے
ہیں روزہ اس پر عمل لا واللہ لا جب قرآن میں مخالفت اور طعن رسول اللہ میں منافقت
ہی ہو گئی تو اسی مخالفت و منافقت پر عمل ہو انہ اصل کتاب اللہ پر رہا تنہا
بہ عترت رسول اللہ ص اع ابن خیال است و محال است و جنوں - عترت رسول کی نذرین
انکا قتل قمع ان کی غارتگری ان کی اسیری ان کی توسین ان کی تذلیل ان پر ظلم و جور انکی
تباہی و بربادی ان پر دروازہ کارانا ان کے گھر جلانے کو آگ جمع کرنا صد سال
تک ان پر سب و شتم کرنا - غضب خلافت غضب فک اب تک انکو مستحق امانت نہ سمجھنا
انکو جبر کرنا انکو دین سے خارج کرنا انکو غرلہیں کرنا وغیرہ و غیرہ ضشت از باہم ہے ابتدا
سے آخر تک -

اہل سنت کی تمام کتابیں اور تاریخیں و روایتیں و حدیثیں پکار پکار کر شہادت دے
رہی ہیں ہم کس کس کا نام لیں - تم اپنے رسالہ اسرار الہدیٰ ہی دیکھ لو دور کیوں جا
متنہک عترت کا حال معلوم ہو جائے گا -

جو ہر صاحب کتب میں شیعہ بعض عمرت رسول اللہ کو چنین و چنان کہتے ہیں اور ان کو نہیں مانتے۔

ایک قول جناب امیر کاکہ کا ہے اُس کے معنوں پر ناظرین خوب غور کریں اور دیکھیں کہ جوہر کی دیانت و امانت و خیانت کا کیا حال ہے علامہ طبری نے جناب امیر سے کتاب احتجاج مطبوعہ بمبئی میں یہ روایت کی ہے فَهَبْ مَدَكْتَ اعْتَضَدَ عِزِّ عَلِيٍّ دِينَ اللَّهِ مِنْ أَهْلِيهِ وَلَقِيْتُ مِنَ الْحَاضِرِينَ قُرَيْبَةَ الْعَصْبِ بِالْجَاهِلِيَّةِ عَقِيلٌ وَعَبَّاسٌ آپ نے سنے لکھے ہیں یعنی وہ لوگ میرے اہل بیت کے جاتے رہے جن کی حقوت کا خدا کے دین میں مجھ کو بہر و سہ تھا اب صرف دو خوار و ذلیل قریب زمانہ جاہلیت کے باقی رہے ہیں وہ عقیل و عباس ہوا کرتے۔

اب دیکھتے خوار و ذلیل کا ترجمہ کن عربی الفاظ کا ہے۔ سنے تو یہ ہیں کہ وہ لوگ میرے اہل بیت کے جاتے رہے جن سے دین خدا میں مدد ملنے کی امید تھی اور باقی رہے حاضرین میں سے جو ایام جاہلیت سے قریبھے عقیل و عباس۔ خوار و ذلیل اس عبارت میں کہاں ہے۔ من الحاضرين جو حاضر ہیں۔ اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اس پر بھی اگر جوہر صاحب کا کوئی اعتبار کرے تو اس کی بارودیا میں اسق نہ ہوگا۔

جناب امیر کا فرمان فیض ترجمان نجاس ہے یعنی اگر حضرت امیر حمزہ و جعفر طیار وغیرہ اس زمانہ میں بقید حیات ہوتے تو زید و بکر کو خلافت نہ ملتی اور غصب مذک نہ ہوتا وہ جبار غیر فرار دین خدا میں میری اعانت کرتے اور مدعیان خلافت کو دہشتاں نے مگر مجبور کہ صرف عقیل و عباس باقی ہیں وہ ان ایسے مدد و اعانت نہیں کر سکتے ان دو شیر بیشہ عجم

و شہادت و جلالت کے حالات تاریخی دیکھو کہ ترقی دین خدا میں کیا کیا کار نمایاں ان سے ظاہر ہوئی
 اہل سے سردار قوم و سرکش کی ہونچھیں انکار لیں حکیم وہ آنحضرت کو ناسزا کہہ رہا تھا اور
 جنگ بدر و احد میں جان بازیان و سر فر و شبیان - بادشاہ حبش کے روبرو خدا کی وحدانیت
 و رسول اللہ کی رسالت میں خوش بیانیان جو تفریح تاریخ اسلام میں منتظر شمار کی جاتی ہیں
 پس ایسے اہل بیت کے نہ موجود ہونے کا حضرت کو افسوس رہا - اب جو ہر صاحب فکر و فہم
 اولاد عباس کی نسبت حیات القلوب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
 ایسے کلمات و ایہات لکھیں جنکے تحریر کرنے سے روح کانپتی ہے - تمہاری روح کانپنا
 کرے یہی تو شکل ہے کہ نیک و بد ظالم و مظلوم عاصی و معصوم کو تم برابر سمجھتے ہو سب دھنا
 بارہ پنہ سیری جسکے جیسے اعمال ہونگے دنیا میں اچھا و برا عاقبت میں جزا و سزا خلفائے عباسیہ
 کا حال تاریخیوں میں دیکھو انھوں نے ایمہ معصومین آل طہ و آلین ان کی اولاد امجاد کے ساتھ
 کیسی بد سلوکیاں کیسے ظلم کیسے شہداء کیسے مین ان کے عہد میں کسی امام معصوم نے
 چین نہ پایا بے خانمان ہوئے قید رہے زہر سے شہید کیے گئے انکی آل و اولاد ذرہ
 دیواروں میں چناوئے گئے لاکھوں سادات علوی و فاطمی قتل ہوئے - بغداد میں نشان
 آس دیوار کا اب تک موجود ہے جس میں ہزاروں لاکھوں بے گناہ و مظلوم بلا سبب زندہ
 چین دئے گئے - پس ایسی ظالم قوم کو کہ وہ عباسی ہوں یا علوی کیونکر ممدوح تصور ہوگی
 شیعہ ان کو قیامت تک برا کہیں گے تم اپنی اپنی روح کو سنبھالے رہو -
 اب جو ہر صاحب نے بہت سے نام علوی و فاطمی کے لکھ کر حوالہ کتاب الانساب تاریخ
 السادات و اصول کلینی کا دیا ہے جن کو شیعہ برا کہتے ہیں -
 بیشک جو خلافت دوازہ امام علیہم السلام مقبولہ مذہب اثناعشریہ و عونے امامت و رفا

کرے انکو امام نہ سمجھے اپنی خروج کرے اُن کے دشمنوں سے ملے اُن کو برا کہے وہ
ضرورت ہے کسی خاندان کا ہو دیکھو

پسینہ نوح بابدان بنشست خاندان نبوتش گم شد

یہ تو نوح نبی اللہ کا لڑکا تھا انجام کیا ہوا چہ جائیکہ امام زادہ۔
اب جو ہر صاحبِ بحال سفاہت و شقاوت مرثیہ گوئیوں کی بھین لوایجاد ایک نقل
لکھی ہے اور اپنے مشرب بھانڈوں پر گوئے سبقت لیگئے ہیں وہوہذا ہم بات تو ظاہر
ہے کہ کوئی مرثیہ ایسا نہیں ہے کہ اہانت اہل بیت سے خالی ہو۔

لطیفہ ایک مرثیہ خوان جو شل بیان و سر و انیس کے اپنے زمانہ میں انگشت نما تھے بلکہ
فضاحت و بلاغت میں مانند میر موس و میر دلگیر کے اپنے وقت کا کیلتا تھا۔ ایک روز
طبیعت جو زور پر آئی چند بند و پسند قلب بند کر کے کسی امیر کی خدمت میں لے گیا اور بوجہ
بجالات کے فخریہ عرض کی کہ قلیہ حضور کی تفریح طبع کے لیے ایک نئی بندش کا مرثیہ لکھ
لایا ہوں قسم حضرت عباس علم بردار کی طفیل ہوئے مشکلا کشا علی اہانت اہل بیت رسول
اللہ و اصحاب ہجر گوشتگان اسد اللہ کا وہ جدید مضمون تحریر کیا ہے جس کو سنکر چشم پتھان
گریبان و دل ماہ مہر بیان امیر نے مرثیہ خوان کی مزاج پر سی کی جواب دیا کہ بیکرت امام خاتون
ناسن اچھا ہے امیر نے دریافت کیا کہ آپ کی والدہ عقیقہ کا مزاج کیسا ہے جواب دیا ہم
ہمیشہ پارسا کا مزاج پوچھا۔ مرثیہ خوان کا دم بند ہوا۔ پھر دختر صالحہ کے مزاج پوچھے پر کہنے
لگا کہ قسم ذوالفقار حیدر اگر اس دم میرے پاس تلوار ہوتی تو تیرا سر دھڑ سے الگ کر دیتا
کیا کروں جناب امیر کی طرح مجبور ہوں سوائے سکوت کچھ نہیں کر سکتا۔ امیر نے کہا
آپ تو صرف ہمیشہ والک و حست کے الفاظ سنکر اسے بھگتے حالانکہ انکا نام میں نے

نہیں لیا۔ آپ یحییٰ تو فرماتے کہ جس وقت آپ لوگ برسرِ منبر بیٹھ کر اپنی بیت رسول اللہ کے اسمائے مبارک سے کرتے ہو اس وقت روح پر فتوح رسالتِ مآب کس قدر تم سے بیزار ہوتی ہوگی نعرین ایسے شرب پر جو عترت رسول اللہ کی توہین کرے اسے۔

جواب۔ لعنت خداو جس سبب ملائکہ و انبیاء سے مرسل و مخلوق انس و جن و وحش و طیور وغیرہ اس قوم و ملت پر جس نے اہل بیت اطہار رسول محمدؐ کو شہید کیا مان کی عترت اور رسول اللہ کی نواسیوں کو سرو پا برہنہ کر بلا سے کوفہ کوئے سے شام اسیر کر کے لیکے ان کی توہین و تحقیر و تدلیل میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا۔ نواسہ رسول اللہ کامر مبارک ولد الزنا فاسق و فاجر بدترین بنی آدم کے دربار میں پیش کیا۔ اس محدود ازلی و لعین ابدی نے لب و دندان مبارک پر چھڑی ماری اور استنہا کیا جس نے رسول اللہ کے خویش و بھائی و وصی و خلیفہ مکمل پر جن و تبراجا نثر رکھا اس کی اولاد و پیروان نے اس فضل کو مستحسن خیال کیا اس پر مال ہوئے۔ خود رسول اللہ کی نسبت ہریان کا لفظ استعمال کیا نبوت برحق میں شک کیا غضب خلافت و فدک کیا رسول کے حکمرانہ و نور نظر کو اندیشہ دین ان کے پہلوئے مبارک پر دروازہ گرایا جس سے طفل شکم سقط ہو گیا ان کے گھر لانے کا ارادہ کیا خلیفہ برحق سے جنگ و جدال کیا ان کے گلوئے مبارک میں سی ڈاکر بیت سے لے کھینچا ثبت پدا نامہ امام معصوم کو ظلم و جور سے مجبور کیا انگوزہ ہر دیا انکو قید کیا وغیرہ وغیرہ بیچ کافر نہ کند انچہ سلیمان کر دندے

پوچھا کہ سلیمان ہی یوں لایہ وہ نصرانی

میں ایک نصارا سیوں از رہ نادانی

عیسے کے اواسے کو گریہ کی قربانی کرتے تو ہمیں مہبتا دعوتی سلمانی
لعنت خدا ایسے اسلام و دین و ایمان پر۔ یہم واقعات و حالات نہ شرح و فصل اہل
کی کتابوں لکھے ہیں تو قبول جو ہر کچھ ہم لکھنے والے نقل کرنے والے و عطف و غیرہ بر
بر سر جام سنانے والے سب کے سب انفرین کے مستحق ہونگے بلکہ تمام قوم لعنت کی
سزاوار ہوگی۔

مرفیوں میں یہی حالات ہوتے ہیں جو کتابوں میں درج ہیں انہیں روایتوں کو نظم
میں بیان کیا جاتا ہے لوگ اسے سنکر روتے ہیں اور ثواب دارین حاصل کرتے
ہیں۔ اہل سنت بھی مجلس و عطف و پیلا دین میں یہ تمام واقعات جو ر و ظلم کفار اشرار و صبر و
شکر حق رسول و مختار مٹے اور مشاب ہوتے ہیں مگر چونکہ جو ہر کے اسلاف آبا و اجداد
کی قلعی کھلتی ہے اور لوگ ان مظالم و شدائد جان کاہ و سوز و رنج افز کو جو شاہیان
ناہنجار بدتر از کفار نے خاصان خدا و برگزیدگان دوسرے پر کیے ہیں سنکر شب و روز قوم
ظالم پر لعنت و لعنت کیا کرتے ہیں اس لیے آپ کا دل کڑھتا ہے۔

انبیائے مرسل کی ازواج مطہرہ و دختران نیک اختر کا نام کتابوں میں مرقوم ہے بلکہ کتاب
الذین بھی۔ تو پھر نام لینے میں کیا قباحت و کجی قصص الانبیاء۔ حضرت حوالم البشر کو شہید
نے و غلامان انہوں نے حضرت آدم ابو البشر کو گندم کھانے پر مجبور کیا۔ قابیل نے
اقبلیما اپنی بہن کے ساتھ نکاح کی خواہش کی اور ہابیل کو مار ڈالا حضرت ابراہیم کو انوش
اولاد ہولی حضرت سارہ نے حضرت ہاجرہ کو صحبت ابراہیم کی اجازت دی تب ہاجرہ
نے شرف صحبت حاصل کیا جب حضرت اسمعیل پیدا ہوئے حضرت سارہ کو رشک ہوا
اور کہا کہ ہاجرہ کو سہ ماہ کے لڑکے کے بیابان بق و دق میں ڈال آؤ۔ حضرت لوط

نے اپنی لڑکیوں کو کفار کے روبرو پیش کیا بہ غرض حفاظت مہمان خود۔ حضرت یوسف
 کی ہمیشہ معظمہ دنیا با حالت پریشانی دور تک اپنے بھائی کے پیچھے روٹی بٹین
 چلی گئیں اور گاہ وزاری کرتی رہیں۔ بی بی رحمت زوجہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اس
 حالت میں کہ حضرت کو بستی والوں نے نکال دیا جبکہ آپ کے تمام بدن میں کپڑے پڑ گئے اپنے
 غنا وند کی تمہار داری میں مزدوری کر کے انکو کھلایا روز آپ مزدوری کیا کرتے شیطان
 ملعون ہمراہ کھڑا ہوا انکو بھگانا اور کہتا کہ تو ایسے شخص کو ترک کر جس پر غضب الہی کی نظر ہے
 اگر تو میرا کہنا قبول کر تو تیرا نکاح سردار میرے کر دوں۔ مگر آپ سنتیں۔ ایک روز شیطان
 بہ لباس حکیم اُن سے ملا اور کہا کہ اس مرض کا علاج گوشت خوک اور شربت انگور ہے۔
 بجز اس علاج کے شفا نہ ہوگی آپ نے مزدوری کر کے دونوں چیزیں بہم پہونچائیں۔
 اور حضرت ایوب کے پاس لا کر حکیم کی تشخیص بیان کی حضرت ایوب نے فرمایا وہ اہلسنت ہے
 اُس کے فریب میں رہت آ۔ ایک روز مزدوری نہ ملی ملعون اہلسنت نے کہا اگر تو اپنی
 سر کے بال مجھے دے تو اُس کی قیمت دیتا ہوں آپ نے سر کے بال کاٹ دیے اور
 قیمت سے کھانا بہم پہونچایا۔ حضرت شعیب کی لڑکیاں بکری چرایا کرتیں۔ حضرت
 موسیٰ نے کنوئیں سے پانی نکال کر بکریوں کو پلایا جو باعث رسائی حضرت شعیب تک
 ہوا اور بی بی صفورا سے حضرت موسیٰ کا نکاح ہوا۔ حضرت آسیہ زوجہ فرعون نے
 حضرت موسیٰ کی پرورش کی۔ بلقیس کا حال حضرت سلیمان کے عہد میں۔ حضرت
 مریم کا حمل حضرت ذکریا کے قتل ہونے کا سبب ہوا کیفیت حمل کی یوں ہے کہ ایک روز
 حضرت مریم اپنی خالائے گھر غسل حوض کر رہی تھیں اور چاہتی تھیں غسل کریں جبریل ایک
 سبز ریش جوان خود کی صورت میں ظاہر ہوئے حضرت مریم کو اضطراب ہوا جبریل

نے تسلی دی اور کہا کہ تجھے ایک پاکیزہ بیٹا بخش نے آیا ہوں حضرت مریم نے کہا کہ مجھے کسی مرد نے چھوا تک نہیں سیرے بیٹا کیونکر ہو گا۔ جبریل نے کہا خدا ہر چیز پر قادر ہے بعد ازاں جبریل نے مریم کے حجب و گریبان میں حضرت عیسیٰ کی روح پھونکی اور حضرت مریم حاملہ ہو گئیں۔ یوسف بخاریہ اور یاسون زاد نے محل کے اسباب پوچھے حضرت مریم نے خدا کی قدرت کاملہ بیان کی۔ مریم یوسف بخاریہ کے ساتھ برہنہ جبریل بیت المقدس کی طرف چلین ایک گاؤں کے قریب تھک کر بیٹھ گئیں اور سردی کا ش میں اس حال سے پہلے ہی مر جاتی اور لیسائیا ہو جاتی۔

حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے بنی اسرائیل پہچنے آئے جب حضرت مریم کے قریب پہنچے اور لڑکا لوزا سیدہ دیکھا کہ یہ کیا کار بد تو نے کیا تیری ماں بھی تو بدکار نہ تھی پھر حضرت عیسیٰ نے اپنے سچے سے اُن کو ساکت کیا۔

اب ان واقعات کو کون احمق کہے گا کہ توہین و تحقیر میں جیسا حال گزرا ہے جیسے کتابوں میں درج کیا گیا ہو گھٹتے پڑھائے ہیں۔

ایک لطیفہ سینے کہ مورخین نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ خلیفہ ہارون رشید پوچھ رہا کہ شراب اور عشق و محبت اپنی خواہر عباسہ و جعفر بن یحییٰ بریکی وزیر کے چاہتا تھا کہ جلسہ شراب میں ان سب کا جمع رہے لیکن خیال پردہ شرعی سے رنگ اس محفل کا نہیں جم سکتا تھا آخر اپنی بہن عباسہ کا وزیر جعفر بریکی کے ساتھ عقد کر دیا باہن شرط کہ صرف شراب جلسہ شراب رہا کرن دونوں میں تخلیم نہ ہونے پائے جعفر وزیر تو بخوف خلیفہ بچتا رہا مگر عباسہ کی فریفتگی اپنے شوہر پر بڑھتی گئی۔ تاہم بھلیہ و مکر اپنے شوہر کے دل سے کامیاب ہوئی

اور حاملہ ہو گئی عیم و جہ تبای خاندان برآمد ہوئی ۲
عائشہ صدیقہ سے روایت ہے رسول خدا کی ازواج کے دو گروہ تھے ایک میں عائشہ
حفصہ صفیہ سوودہ تھیں دوسرے میں ام سلمہ اور سب بی بیان۔ مسلمانوں کو معلوم تھا
رسول خدا سے زائد عائشہ سے محبت رکھتے ہیں جیسا کہ انہیں پادیر رسول خدا کے لئے
بھیجتے تو عائشہ کی باری کے دن۔ اور اس دن کا انتظار کرتے۔ دیگر ازواج ام سلمہ سے
کہا آپ رسول خدا سے ظاہر کیجئے انہوں سے عرفا کے منکر عرض کر رہے رسول خدا نے
منہ مایا اسے ام سلمہ عائشہ کے باب میں مجھے ایذا است دو کیونکہ سوائے عائشہ کے
اور کسی بی بی کے لحاف وغیرہ میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی۔ یعنی عائشہ کے بچپن
پر وحی خدا کا نزول سنہم ہے۔ حضرت فاطمہ نے بھی عورتوں کے کفن سے رسول خدا
سے عرض کی کچھ فائدہ نہ ہوا۔ زینب بنت جحش آئیں اور بہت سختی سے کہہ کہ آپ کی بی بی
ابوبکر کی بیٹی کے باب میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے انصاف طلب ہیں عیم کھڑ زینب
بہت ہی چٹین اور عائشہ کے پیچھے پر گئیں اور بری بری باتیں سنائیں رسول خدا عائشہ کو
دیکھ رہے تھے عائشہ نے وہ کلام کیے کہ زینب کو خاموش کر دیا رسول خدا نے فرمایا
کیون نہ ہو ہے نہ ابوبکر کی بیٹی۔ ترمذی میں ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ جب ہم لوگوں
پر کوئی مشکل حادثہ اپڑتی تو عائشہ سے پوچھتے تو ان کے پاس اس کا ایک علم ہوتا معلوم
نہیں شورہ خلافت میں کیوں نہ پوچھا گیا۔ مسلم میں عائشہ سے روایت ہے رسول خدا نے
عائشہ سے فرمایا تو مجھے تین روز تک برابر خواب میں دکھائی گئی۔ تیری تصویر کو فرشتہ
ایک ریشمی حریر کے ٹکڑے پر لانا تھا اور کھتا تھا دیکھو عیم تمہاری بی بی ہے میں نے جو
تیرے منہ سے کپڑا کھولا تو لوہی تھی۔

عائشہ صدیقہ سے روایت ہے رسول خدا کی ازواج کے دو گروہ تھے ایک میں عائشہ
حفصہ صفیہ سوودہ تھیں دوسرے میں ام سلمہ اور سب بی بیان۔ مسلمانوں کو معلوم تھا
رسول خدا سے زائد عائشہ سے محبت رکھتے ہیں جیسا کہ انہیں پادیر رسول خدا کے لئے
بھیجتے تو عائشہ کی باری کے دن۔ اور اس دن کا انتظار کرتے۔ دیگر ازواج ام سلمہ سے
کہا آپ رسول خدا سے ظاہر کیجئے انہوں سے عرفا کے منکر عرض کر رہے رسول خدا نے
منہ مایا اسے ام سلمہ عائشہ کے باب میں مجھے ایذا است دو کیونکہ سوائے عائشہ کے
اور کسی بی بی کے لحاف وغیرہ میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی۔ یعنی عائشہ کے بچپن
پر وحی خدا کا نزول سنہم ہے۔ حضرت فاطمہ نے بھی عورتوں کے کفن سے رسول خدا
سے عرض کی کچھ فائدہ نہ ہوا۔ زینب بنت جحش آئیں اور بہت سختی سے کہہ کہ آپ کی بی بی
ابوبکر کی بیٹی کے باب میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے انصاف طلب ہیں عیم کھڑ زینب
بہت ہی چٹین اور عائشہ کے پیچھے پر گئیں اور بری بری باتیں سنائیں رسول خدا عائشہ کو
دیکھ رہے تھے عائشہ نے وہ کلام کیے کہ زینب کو خاموش کر دیا رسول خدا نے فرمایا
کیون نہ ہو ہے نہ ابوبکر کی بیٹی۔ ترمذی میں ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ جب ہم لوگوں
پر کوئی مشکل حادثہ اپڑتی تو عائشہ سے پوچھتے تو ان کے پاس اس کا ایک علم ہوتا معلوم
نہیں شورہ خلافت میں کیوں نہ پوچھا گیا۔ مسلم میں عائشہ سے روایت ہے رسول خدا نے
عائشہ سے فرمایا تو مجھے تین روز تک برابر خواب میں دکھائی گئی۔ تیری تصویر کو فرشتہ
ایک ریشمی حریر کے ٹکڑے پر لانا تھا اور کھتا تھا دیکھو عیم تمہاری بی بی ہے میں نے جو
تیرے منہ سے کپڑا کھولا تو لوہی تھی۔

سعاذ اللہ خدا تو لو اگر فرمے کہ انصوبین بنا کر اپنے انبیاء کے پاس بھیجا کرتا۔ ترمذی میں ہے
 بن طلحہ سے روایت ہے میں نے عائشہ سے زیادہ فضیح کسی کو نہیں دیکھا۔ کیا رسول اللہ
 کو بھی نہیں اور قرآن کو بھی نہیں۔ بخاری میں عائشہ سے روایت ہے مجھے بھی رسول اللہ
 نے فرمایا اے عائشہ میرے بھتیجے جبریلؑ کو سلام کرتے ہیں میں نے کہا میرا بھی سلام کہیں
 نہیں دیکھتی۔ حضرت جبریلؑ کو لازم تھا رو برو ہو کر خبر اور کونش بجالائے۔ بخاری میں
 ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے رسول اللہ خدا نے فرمایا مردوں میں بہت لوگ
 کامل گزرے ہیں اور عورتوں میں مرثم و آتیہ کے سوا کوئی کامل نہیں ہوا۔ عائشہ کی
 فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے شریہ کی فضیلت تمام کھانوں پر۔ ابو مرجم و
 آسیہ پر بھی کمال حاصل ہو گیا۔ بخاری میں ہشام سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے کہنے
 میں کہ رسول خدا اپنی عیاری کی حالت میں اپنی ازواج میں پھرنے اور سہرائے میں کل
 گمان رہو نگاہ میں کل گمان رہو نگاہ اس کہنے سے آپ کی غرض یہ تھی کہ عائشہ کے
 گھر میں۔ سعاذ اللہ ننھا۔ بخاری و مسلم میں عائشہ سے روایت ہے جب مودہ
 زوجہ رسول اللہ بوسری ہو گئیں تو رسول خدا سے عرض کی کہ میں نے اپنی نوبت باری
 عائشہ کو یہ کر دی سورسول خدا عائشہ کے ہاں دو نوبت کرتے تھے ایک دن انکی
 باری کا ایک دن سودہ کی باری کا۔ بحکمہ الیاسی ترجمہ لکھا ہے ہم مجبور ہیں خود
 باللہ ذی اللہ بخاری و مسلم میں عائشہ سے روایت ہے کہ ہم اپنے بچوں کے ساتھ
 گریبان کھیل کرتے جب رسول خدا آتے میری بچولیاں چھپ رختیں مگر رسول خدا انکو
 سیرے پاس بھیج دیتے کہ گریبان کھیلو۔ اعود باللہ رسول اللہ اور الیاسی فعل۔
 بخاری و مسلم میں عائشہ سے روایت ہے۔ رسول خدا نے اپنے کندھے پر چڑھا کر

جیشیون کا ناچ دکھایا اور مجھ سے فرماتے سیر ہوئی میں کہتی نہیں آپ اُسے کہتے ناچے جاؤ۔
 پناہ بخداوند الہی لغو و بیہودہ روایتوں کی نقل میں تجھ سے محفوظ طالب ہوں نقل کفر کفر
 بتا شد۔ ابو داؤد میں عائشہ سے روایت ہے۔ رسول خدا جنگ بؤک سے واپس
 آئے سیر جگرہ میں پردہ کے اندر گریاں تھیں۔ ہوا سے پردہ اُٹا رسول خدا نے گریاں
 دیکھیں اُنہیں ایک گھوڑا تھا جس کے اوپر دو پر لگے تھے پوچھا یہ کیا ہے میں نے کہا
 گھوڑا ہے فرمایا پر کیسے میں نے کہا آپ نے نہیں سنا حضرت سلیمان کے گھوڑے کے
 پر تھے رسول خدا ایسا ہے کہ چلیاں ظاہر ہو گئیں۔ بخاری و مسلم میں عائشہ سے روایت ہے
 رسول خدا زینب بنت جحش کے پاس زیادہ ٹھہرتے اور ان کے یہاں شہیدیا کرتے ہیں
 اور حفصہ نے شورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس رسول خدا آئیں وہ کہے آپ کے ہنہ سے
 سحافیر کی بو آتی ہے۔ سحافیر ایک بدبودار گوند کا نام ہے۔ چنانچہ میں نے یا حفصہ نے
 رسول خدا سے یہی کہا فرمایا میں نے شہیدیا ہے اب کبھی نہیں بیوگا اُس کے سینے
 کی قسم کھالی تم اور کسی سے ست ظاہر کرنا۔ بعض علماء کا قول ہے حضرت عائشہ کی
 باری کے دن باریہ سے خلوت کی حفصہ کو معلوم ہو گیا آپ نے فرمایا یہ امر پوشیدہ رکھنا میں
 نے اپنا نفس باریہ پر حرام کیا میں تجھے خوشی سنانا ہوں ابو بکر و عمر بعد میرے خلیفہ ہونگے
 مگر حفصہ نے مجھ راز عائشہ سے کہدیا کیونکہ دونوں ہم صلاح تھیں۔ بعض نے کہا حفصہ
 کی باری کے دن باریہ سے خلوت ہوئی اور حضرت اس چھپانے کے طالب ہوئے
 مگر راز کھل گیا حضرت نے اور بی بیوں سے قطع تعلق کیا اور اُنہیں دن باریہ کے گھر ہی
 وغیرہ۔

رسول خدا چھوٹا الزام بدبو کا لگانا ان کے راز کو باوصف ہدایت اخفا طشت از بام کر دین

واللہ اعلم کس قسم کی بی بیان تھیں۔ بخاری میں انس سے روایت ہے آپ نے ایک مہینے کے لئے اپنی بی بیوں سے مفارقت کے لئے عہد کر لیا اور کیا کرے۔ مسلم میں عائشہ سے روایت ہے کہ جب ہیر نکاح ہوا سات برس کی تھی اور جب رسول خدا مجھے سے ہم بستری ہوئے تو برس کی تھی۔ اس میں کیا فخر ہوا۔ ابن ماجہ میں عائشہ سے روایت ہے میں نے رسول خدا کی شراب گاہ کبھی نہیں دیکھی۔ کیا آپ کو حسرت رہ گئی۔ مسلم میں عائشہ سے روایت ہے رسول خدا نے سوال کے مہینے میں مجھ سے نکاح کیا اور اسی مہینے میں اپنے گھر لائے مجھ سے زیادہ نصیب و اور کون بی بی ہے۔

دریں ہم شک آپ کی وجہ سے عورتوں میں خالی کا مہینہ مشہور ہوا جس میں وہ شادی وغیرہ کو مکروہ مانتی ہیں۔ بخاری میں انس سے روایت ہے جنگ اُحد میں رسول کو چھوڑ کر بھاگ گئے میں نے دیکھا عائشہ و اہم سلمہ پانچ چڑھائے جس سے ان کی پٹلیوں کی چمک ظاہر ہوتی اپنی سٹیم پر شک لادے لوگوں کو پانی پلاتی تھیں جس سے ان کے باپ بھاگ گئے وہاں انکا گزر کیونکر ہو سکتا ہے۔

مسلم میں ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے ابو بکر و عمر حضرت کے گھر میں آئے اُس وقت سب بی بیان رسول خدا کے گرد بیٹھیں تھیں اور خراج مانگتی تھیں ابو بکر نے عائشہ کو عمر نے حفصہ کو ثویب مارا کہ تم رسول خدا سے وہ چیز مانگتی ہو جو ان کے اسکان میں نہیں۔ پس ب نے عہد کیا کہ آئندہ نہ مانگیں گے۔ ازواج نبی کی یہ کیفیت رسول خدا پر بھی چہرہ دستی۔

وسختی۔ ابو بکر و عمر کا وہ عرب خدا کی پناہ ایسی بیہودہ باتوں سے۔

سنقول ہے ابن عباس عائشہ کی بیماری میں عیادت کو گئے جبکہ وہ اللہ کے پاس جانی سے خوف کر رہی تھیں۔ ابن عباس نے تسلی دی اور آیہ الطیبات للطیبین پڑھی عائشہ

مارسے خوشی کے بہوش ہو گئیں۔ اور کہا مجھ میں نو پیر ہیں جو اوروں میں نہیں ہیں شب
نکاح میری تصویر میری رسول خدا کے پاس لائے۔ میرے سوار رسول خدا کی کوئی
بی بی باکرہ نہ تھی۔ رسول خدا پر میرے لحاظ میں وحی اترتی۔ خلیفہ کی بی بی ہوں
رسول خدا کا میری کوڑیں انتقال ہو ان کی قبر میرے مکان میں بنائی گئی وغیرہ۔ تصویر
اُترنے اور باکرہ ہونے کا فخر کیوں نہ ہو۔ شاباش۔

قصۃ الفک یعنی بہتان والزام پر عائشہ غزوہ نہی مطلق سے واپس آئے وقت نہ گام
کوچ شکر بی بی عائشہ رفع حاجت کوئین وہاں گلے کا ہار سلیمانی گر گیا جب واپس آئیں
ہار نہ تھا پھر تلاش کو نکلیں اس عرصہ میں لشکر کا کوچ ہو گیا آپ جب ہار پکرو واپس آئیں کوئی
نہ تھا وہیں لیٹ ہیں صفوان بن سہل سلمیٰ ذکوانی صبح کو ہارے ماندے کی خبر لے لیا کرتا
اُس کے ساتھ قافلہ میں چھوٹے اکثر لوگوں نے الزام لگایا جس کا بانی عبداللہ بن ابی سلول
ہوا اور سطح جو ابوبکر کی خالہ کا لڑکا تھا۔ عائشہ بیمار ہو گئیں رسول خدا نے ترک تعلق
کر دیا اور ان کے باپ کے گھر بھیج دیا وحی کے نزول میں تاخیر ہوئی علی ابن ابی طالب
نے رسول خدا کو ترک کی صلاح دی مگر اسانہ بن زید نے ان کی برکت و نیک چلن ہونا
بیان کیا آخر بعد از دو قح بسیار و نہایت انتشار و اضطراب کی خدا کی جانب سے وہ بے قصور رہا

ہوئیں بعدہ تہمت کرنے والوں کی حد جاری ہونے پر مجلس وعظ رسول اللہ میں بہت
کچھ شور و شر ہوا۔ مختصر یہ حالات میں شرح کتابوں میں درج ہیں۔

کیون سیان جو ہر صحیح حدیث آپ کی تفسیر طبع و فہم خاطر کے واسطے کافی ہیں یا اور
لکھی جاویں یہ روایتیں و افسانے بے سرو پا مجالس وعظ و سجاد شریف میں فخر پر
جائے ہیں اور لوگ سکر نعرہ آفرین و مدائے تحسین بلند کرتے ہیں۔ آپ نے غلام امام شیعہ

الہ آبادی کا تصنیف ہوا اور نظم سنا ہو گا بلکہ ان کو اور دوسروں کو مجلس سیلا دین پڑھتے
دیکھا ہو گا۔ ایک شعر ہم کہتے ہیں ۵

آمنہ کے پوت علی جی کے بھتیجا عایشہ بی بی کے کنور کھنڈیا
کس خوبی و ذوق شوق سے بر سر تخت بیٹھ کر ٹپہ پاتا ہے سائیں کو و حیدر آتا ہوا ب فرماے
رسول اللہ و ان کی ازواج کی یہ توہین و تحقیر تھیں نذیل جو بر سر عام ہو کر کرتی ہیں یہ کس مذہب و
ملت میں روا ہے اور مشیر جن میں حالات و واقعات ظلم و ستم کا بیان کیے جاتے ہیں وہ
کس حدود کے نزدیک توہین تصور ہونگے ہاں تم یا تمہارا امیر مقبولہ جس نے مداح اہلیت
کی جوگی ان کے ساتھ تمسخر کیا الیہ یہ تقلید اپنے آباؤ اجداد شامیان ظالم کی جو جی میں
آئے کہو گرجے کچھ بھی لگاؤ اسلام اور ایمان سے ہو گا وہ بیان بھائی اہل بیت و ستم
دشمنان خدا و رسول کو سنا دونا رو لانا اعدائے دین پر لعنت کرنا سادات کو نین سمجھے
گا۔

سیان جو ہر انسان کے مرثیوں پر متعرض ہیں اور جنوں کے نوحہ و مرثیہ سے بے خبر دیکھو ستم
الکونین مصنف مفتی محمد اکرام الدین نیرہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی و دیگر کتب علمائے اہل سنت
سراسر مادیات و غیرہ حضرت لقم سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے چوتھو کو گریہ کرتے سنا جو امام حسین
پر نوحہ کر رہے تھے۔ چوتھو کا نوحہ اس دن بہت لوگوں نے سنا کذا الخ جہ النور
دلائل النبوت شیخ نصر اللہ مجلی جو ثقات اخبار سے ہیں نہایت وثوق سے نقل کرتے
ہیں کہ میں نے علی ابن ابی طالب کو غم میں دیکھا عرض کی اے امیر المومنین آپ روز فتح مکہ فرماتے تھے میں دخل
داس ابوسفیان فدوا میں پھر آپ کے فرزند حسین پر جو کچھ گزارشات ہیں فرمایا تو نے ایسا ابن الصفی
اس باب میں سنی میں نے عرض کیا نہیں فرمایا اس کے پاس جا اور سن میں نہیں دے

جاکا اور ابن العفی کے مکان پر گیا یہ وہی جہیں میں شاعر تھا جس کا لقب شہاب الدین ہے
 میں نے دروازہ کھٹکھٹایا وہ باہر نکلے اور اس قصہ کو سن کر چونچ مار کر رونے لگے اور کہا
 بخدا وہ اشعار میں نے اب تک کسی کو نہیں سنا ہے اور آج ہی رات کو سنا کہ ظہم بن
 پروئے میں سے سن بعد وہ ایسا سننا ہے جس میں امام حسین کی شہادت
 اہل بیت کی مصیبت بیان کی تھی۔ ابن الاضرار بن جناب النکلی سے روایت کرتے ہیں
 میں نے قبیلہ بنی طہ میں سے ایک شخص سے ملاقات کی اور کہا سننا چاہتا ہوں
 جنون کا لوح جو انھوں نے امام حسین پر کیا تھا سننا ہو۔ اس نے جواب دیا میں نے
 کیا میرے سارے قبیلے کے لوگوں نے سنائیں نے اس لوح کے سننے کی آرزو ظاہر
 کی اس نے مجھ پر ٹپا ہے۔ مسیح البیہیہ۔ قلہ بریفی الخرد۔ ابوالفضل فریق
 و بعدہ خیر الجہود۔ ابوسعید خدری فرماتے ہیں جنوں کے جیم کلمے حضرت ام سلمہ نے
 سنے اور روتے روتے تبہ پوش ہو گئیں۔ بن خالد بن محمد بن خالد بن عبد الجہود خدری کہتے ہیں
 شہدائے نبی میں حضرت ام سلمہ زوجہ نبی کو روزی آواز سن گئی خدشہ میں گیا اور عرض کی جناب خیر ہو یا
 آج امام حسین خالصوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے اسے خدا ان کے قالب انکی قبر کو
 آگ سے پرچھویم کہتے کہتے تبہ پوش ہو گئیں حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے لوح جنون کا
 سننا انکا گریہ عین الشاہدہ ہوا۔ عمرو بن حبیب بن ابی ثابت حضرت ام سلمہ سے روایت
 کرتے ہیں میں نے رسول خدا کے انتقال کے بعد کبھی جنوں کی آواز نہیں سنی مگر امام
 حسین کی شہادت کے روز ان کے لوح سے فوراً مجھے امام حسین کی شہادت
 کی خبر ملی۔ حضرت ام سلمہ روتی تھیں اور ان اشعار کو پڑھ کر لوح کرتی تھیں۔ الایا
 عین خلفہ بعد وہیں یکے علی الشہداء بعدی۔ علی بن حنیفہ ہم الایا فی سخن فی الملک

صاحب تہذیب فرماتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کی خبر شہادت جب مدینہ منورہ میں آئی تو عموماً لوگوں کو عجیب طرح کا صدمہ و طلال ہوا ہاں جن قدر نبی امیہ کی قوم میں سے وہاں تھے وہ بہت خوش ہوئے غنیمۃ الطالبین میں روایت ہے جعفر بن محمد رضی سے کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر پر شہر ہزار فرشتے نازل ہوئے اور اُس دن سے قیامت تک بارگاہِ کربلا پر ہنگامہ اسی کتاب میں حجرہ نامی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا اور ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر پر نماز پڑھ رہے ہیں اور رو رہے ہیں۔ اور ہزاروں روایتیں مرثیہ و نوحہ کے جوازمین لکھی ہیں جن کو مداح اہل بیت نظم کر کے مجلسوں میں سناتے اور سناہیں کو رولائے ہیں صاحب کشف حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جو شخص میرے اہل بیت پر ظلم کرے یا انکی ایذا کا درپے ہو اُس پر جنت حرام ہے۔ مصابیح میں مرقوم ہے آنحضرت نے فرمایا فاطمہؑ میرے بھرا کا ٹکڑہ ہے جو اُسے غصہ میں لایا اُس نے مجھے ایذا دی اس حدیث سے معلوم ہوا اہل بیت کو ستانا خاص کر امام حسین علیہ السلام کو تکلیف دینا رسول اللہ کو ایذا دینا ہے اور کفر لعنت کا مستحق۔ پس اہل سنت و جماعت کو نزدیک بالاتفاق قاتل حسین و قتل کا حکم دینے والا کافر و ملعون ہے کذا فی التشبیح۔ علمائے مرین شریفین کا فتوہ ہے کہ اولاد رسول اللہ کی امانت و ایذا انپر کفر ہی انکا فاعل کا منہ بند ہے۔

مولانا ضیاء الدین زبیری فرماتے ہیں کہ اولاد رسول مقبول کی امانت انکی ذلت صریح کفر ہے کیونکہ کلیہ قاعدہ ہے کہ ولد کی ایذا والد کو ایذا دینا ہے پس اس سے ثابت ہوا قاتلان و حاکمان و امانت و ذلت کنندگان کافر مطلق ہیں اور انپر لعنت

کرنا دست ہے۔ امارۃ التزیل میں وارد ہے کہ یزید کو کہہ سکر کہ قتال میں حاضر نہ تھا مگر وہ
 متغلب تھا اور قتل امام حسین پر دل سے راضی تھا چنانچہ جب امام حسین شہید ہو کر
 تو ابن عباس نے یزید کو خط لکھا کہ اسے یزید میں اسید کرتا ہوں کہ حق سبحانہ تعالیٰ تجھے
 ہم ملک و سلطنت مبارک کرے گا اس کے بعد کہ تو نے امام حسین کو شہید کر دیا
 خدا نے تعالیٰ تجھے ایسے عذاب سخت میں گرفتار کرے جس کا ذائقہ قیامت تک بچے
 اور آخرت کے مخلد عذاب سخت میں گرفتار کرے جانہ مار بے نیل حرام اٹھے۔
 پس ابن عباس ایسے فقیر کا نسبت دنیا یزید کو قتل امام حسین پر کافی ہے۔ اخبار متواتر
 سے ثابت ہے بار بار رسول اللہ نے فرمایا نسل معاویہ کے ایک شخص یزید نام پیدا ہوگا۔
 جس کے ہاتھ سے میرا فرزند حسین شہید ہوگا۔ بخاری میں مذکور ہے کہ جب یزید نے
 سر مبارک امام حسین کے ساتھ انواع انواع کی اہانت کی تو یہ خبر سن کر بعض صحاب
 رسول مختار روئے پیٹھے اس ملعون کے پاس گئے اور کہا اسے ملعون تو فرزند رسول
 اللہ کے ساتھ اس قسم کی اہانت جائز رکھتا ہے یزید نے اُن بیچاروں کو ناحق شہید
 کر ڈالا جو سات صحابی طیل القدر تھے۔ امام حمی سے روایت ہے امام حسین کے قتل
 کے بعد یزید ملعون نے آپ کی شکوہ اور بچوں اور بہنوں کو دمشق کے گلی کو چوں بن
 پھر ایک کتاب بنا ہیج میں لکھا ہے یزید نے قرآن مجید کو ہدف بنایا۔ تہذیب کاملہ
 میں مرقوم ہے یزید لعین نے امام حسین کے سر مبارک میں ہیج گاڑی اور طرح طرح کی
 اہانت قسم قسم کی ذلت سے پیش آیا۔ قصص سلویہ میں مرقوم ہے یزید ملعون نے سر
 مبارک امام حسین کی اول اہانت کی پھر مدینہ میں بھیجا یا اس کے بعد تخریب مدینہ کے
 لیے لشکر بھیجا اہلبان مدینہ کو غارت کیا پانچ سو صحابہ کبار کو شہید کیا مسجد نبوی میں

تین روز تک تک و دو کی لوگوں کو نماز پڑھنے دے ائمہ المؤمنین ائمہ سلسلہ کا مال
 اسباب لوٹ باقیہ آل رسول کو قیدیوں کی طرح گرفتار کیا شکوۃ میں مرقوم ہے
 امام حسین کے سر مبارک و سہیل سے رنگا ہوا زید کے تحت کے رو برو رکھا
 مسلم و بخاری میں روایت ہے امام حسین کا سر مبارک طشت میں رکھ کر کوفہ کے عبداللہ
 بن زیاد کے رو برو پیش کیا وہ مرد و دو آپ کی ناک اور دانتوں پر تار تار اور تھمیں اور استنزا
 کرتا اور بطریق بے حرمتی بیہودہ باتیں کہتا۔ اہل سنت و جماعت کے گروہ محقق نے
 صرف قتل امام حسین کو جو جہ سے نزدیک قطعی کافر کہا ہے۔ قطع نظر ان سہامی کے
 جو اپنے زمانہ میں اس نے سباح اور جان کر دے تھے فی الجملہ زید بیخوض ترین مردم اور
 بیخوض ترین خلائق علمائے اہل سنت و جماعت کے نزدیک ہی خدا اور فرشتے اور
 تمام مومنین مرد و مومنہ عورت کی لعنت ہر لحظہ و ہر لمحہ اس پر اس کے پیروان پر
 اس کے یار و دو و گار اس کے لشکر اس کے خادموں پر ہو چولہے کلامہ فی سعادت الکونین
 جزاہ اللہ خیرا۔

اب جوہر صاحب ایک خطبہ مندرجہ تاریخ روضۃ الصفا جسے وہ بزعم خود شیون کی کتاب
 نادانی سے سمجھے ہوئے ہیں جو آنحضرت نے مرض الموت میں فرمایا کہتے ہیں۔
 اس خطبہ کا خلاصہ یہ ہے۔ یا ایھا الناس وصیت من بشئ انکم بہ مما جریں اولیں
 احسان کنید و وصیت سیکھم مہاجرین را کہ با ہم طریقہ نیکوئی مسلوک دارید۔ بعد سورہ
 العصر خواندہ فرمود ہر کس کہ با خدا کے تعالیٰ خدایح نماید خود فرقت و شکوہ شود
 آپ کریمہ فہم عسیتم ان تولیتم انفس وافی الارض و تقطعوا الرحامم۔ بخواند ترجمہ
 مقبولہ جو ہر عینی از شہامی آید کہ چون منسوب امارت و حکومت یا پید سبب بکبر و تعظیم

و بہ کثرت جہاد در زمین فساد کنید و قطع رحم نہائید چنانکہ در زمان جاہلیت میکردند۔ ویاستے کہ
کہ اگر از زمین اسلام برگردید و طریقہ زمان جاہلیت را پیش گیرید کہ این فساد اکثرت پیش
خون ناحق و قطع رحم و غارت اسلام۔ فی خلاصہ اینچ۔ بعدہ فرمودے معاشرہ مہاجرین
شمارا وصیت میکنم در بارہ انصار کہ چہا احسان کردند۔ ہر کس از شمار ایشان حکم شود بایک
کاران ایشان کوئی کند۔ بعد از ان فرمودے کہ وہ انصاریں از من جانتے رہے ہمارے چھ فرمودے
دشت انصار گفتند یا رسول اللہ بالیشان بچہ کیفیت سلوک کنیم فرمود صبر کنید تا لب حوض
کو شربہ بن واصل شودید عباس التماس نمودہ گفت یا رسول اللہ در شان قریش نیز وصیت فرمائی
اسخرفت فرمود کہ وصیت میکنم باین امر یعنی خلافت کہ قریش بتصدی آن شوند و خلق پیرو قریش باشند
حاشیہ چوتہ۔

جناب امیر فرماتے تھے خطبہ غدیر کو صندوق تعین سے نکال کر پڑھ کر یاں وسینہ پر یاں التماس کرو
کہ مجھے آپ نے محبوب الارث کرو یا جنین و چنان کلمات تمسخر و توہین۔

جواب۔ اب اہل سنت و جماعت مزاج بنظر تہق غور کریں کہ خطبہ کے مضامین کیا ہیں اور
رسول اللہ کی وصیت آخر وقت میں کس طرز پر دیا ہے ہوائی اور کیسا صاف صاف آپ نے
بیان فرما دیا مہاجرین اولین کے ساتھ احسان کرنا مہاجرین کو باہم سلوک سے رہنا۔

انصار کے ساتھ نیکیاں کرنا اگر مہاجرین سے حکم ہو۔ انصار کو صبر و سکوت کرنا تا لب حوض
کو شربہ کوئی جماعت کو آخر تہجہ دیجاوے۔ پھر آپ کریمہ کی تلاوت جس کے معنی ہیں کہ
تکبر و عظیم و کثرت جہاد سے زمین پر فساد برپا کرنا قطع رحم کر کے اسلام کو غارت کرنا آخر میں قریش
کا بتصدی خلافت ہونا تمام خلق کو ان کی پیروی کرنا یہ خطبہ کا خلاصہ ہے۔ اب فرمائے
اس وصیت پر کیا عمل ہوا۔ ابو بکر خاندان قریش سے تھے یا بنی تمیم۔ عمر قریش کے سلسلہ

میں تھے یا مجھول النسب۔ ہم کہتے ہیں مان لیا کہ اپنے عموماً قریش کو مستعدی خلافت قرار دیا تو دیکھنا چاہیے قریش میں سب سے بہتر و برتر حبلہ اسور میں کس کے ہارچ و مناقب بڑھے ہوئے تھے آیا حضرت علیؑ کے یا اور قریشیوں کے یہم تشخیص شکل نہ تھی مثل آفتاب روشن تھا کہ بعد اسحضرت حضرت علیؑ سردار قریش تھے۔

قریش بنی ہاشم اولاد عبد المطلب بحسن و مربی زادہ رسول ابن عم زوج قبول النفسا میں داخل سیرت ہارونی پر قاضی مرکب مولانا فعلی ملاء میں شامل حالت جنب میں مثل رسول اللہ خانہ خدامین رسائی عابد و زاہد ترین بنی آدم شیخ الناس علم الناس غرضکہ بعد رسول اللہ صفت موصوع انچہ خوبان ہمہ دارند تو شنہ داری۔

اب اگر ابو بکر کو خاندان قریش میں جو ہر نام برہ تعصب و کج بخشی شامل ہی کیوں جاوین تو تکمیل الایمان شیخ عبد الحق دہلوی کا صفحہ ۷ دیکھیں و اول طین قریش اشارت بہ ابو بکر صدیق کرد کہ از بنی تمیم بود خاندان بنی عدی خلیفہ ثانی کا مشہور ہے۔ خالد بن ولید ہمیشہ اعیس بن ختمہ کہتے تھے مرا جبرین خالد ہمیشہ تشنچ کرتے عمر و عاص باہمہ بلند نشینی جو کچھ اُن کے حق میں فرماتے تھے محاسبہ اور ازالۃ النخا میں موجود ہی مرا۔ خولہ بنت حکیم صحابیہ نے جس کا قول خدا نے بالائے سبع سموات سنا جو کما معلوم ہے۔ کہ عمیر سے عمر و اعمر سے امیر المؤمنین اب خدا سے و مر۔ عباس عم شرف الناس نے جو ارشاد فرمایا اعضاٹ اللہ سیطر امٹ کما فی کن الاعمال جو خلیفہ و ویم نے جو لا علمی اپنے نسب سے ظاہر کی ازالۃ النخا میں مذکور ہے اور تفصیل اسپرچ شرافت نسبی کی تین پشت تک روض الاف سہیلی اور تاریخ اور کتاب البحار و تاریخ ابن کثیر شامی اور مثالب کلی میں مسطور ہے۔

کنز الاعمال میں ہے جب ابو ہریرہ نے یہ حدیث بیان کی ولد الزنا بدترین ثلثہ ہے

عبد المطلب سے ہر ایک قریشی کا نسب
ابو بکر سے ہر ایک قریشی کا نسب
عمر سے ہر ایک قریشی کا نسب
عثمان سے ہر ایک قریشی کا نسب
علی سے ہر ایک قریشی کا نسب
محمد سے ہر ایک قریشی کا نسب
ابو بکر سے ہر ایک قریشی کا نسب
عمر سے ہر ایک قریشی کا نسب
عثمان سے ہر ایک قریشی کا نسب
علی سے ہر ایک قریشی کا نسب
محمد سے ہر ایک قریشی کا نسب

یعنی زانی وزانیہ سے بدتر ہے تو فوراً عبد اللہ ابن عمر خلیفہ زادہ نے اُس حدیث نبوی کی جو ابو ہریرہ نے بیان کی تردید کر کے کہا ولد الزنا خیر الثلثۃ یعنی زانی وزانیہ سے بہتر ہے۔ مسلمانوں اور خواب غفلت سے چونکوا اور انگھین لگ کر دیکھو ولد الزنا کس قوم و ملت میں اچھا سمجھا گیا ہے یہ جان لیں کہ اسلام جو اشرف ادیان ہے۔

ہم پوچھتے ہیں در آنحالیکم رسول اللہ نے مہاجرین کو اس خطبہ میں عموماً مخاطب فرمایا تو انہیں قریش بھی تھے کیونکہ خطاب عام مہاجرین سے ہو پس حضرت عباس کا یہ التماس کرنا کہ در شان قریش نیز وصیت فرمائی آنحضرت فرمود وصیت میکنم بایں امام یعنی خلافت کہ قریش مستعدی الشؤند و خلق پیر و قریش۔ تو اس التماس عباس و وصیت رسول اللہ کا کیا مطلب ہوا۔ صاف ظاہر ہے کہ پہلے آپ نے عام خطاب کیا اور عباس کے عرض کرنے پر خاص قریش کو مستعدی خلافت فرمایا تو یہ تخصیص سوائے نبی شہم کی اور کس پر صادق آئیگی جس میں حضرت علی منتخب و برگزیدہ خدا و رسول تھے۔

پس اس سے صاف و صریح وصیت خلافت بحق علی ابن ابی طالب اور کیا ہو سکتی ہے۔ اور اس فقرہ فی کہ پس از من جماعتے را بر شام حج خوانند داشت مہر کنید طالب جو من کو شریک و اصل شوید یہ اشارہ ہے اسی جماعت پر کہ ابو بکر و عمر خاندان قریش سے نہ تھے بلکہ غیر جماعت ورنہ جماعتے فرمانے کی کیا ضرورت تھی۔ اور تلاوت آیہ کریمہ فصل عسیم الی اخرہ سے یہی مراد ہے کہ یہ لوگ زمین میں مفسدہ کرینگے حب جاہ و ثروت کرینگے اسلام کو غارت کرینگے جیسا آنحضرت فی ابو بکر سے فرمایا کہ خبر نہیں تم دین میں کیا کیا ایجادیں کرو گے پس یہ آیہ کریمہ آخر وقت میں آسکتی ثابت ہے۔ اور فقرہ قریش مستعدی خلافت شونذ حدیث حدیث کا مہر کنید پس حضرت علی کو خطبہ غدیر کی یاد دہانی ضرور نہ تھی مگر ابو بکر کو فرض عین محتاجین کا خیر نہ خلافت دو ہی چار قدم کے فاصلہ پر پردہ کی آڑ میں موجود تھا رسول اللہ کے قدموں پر سر رکھ کر با چشم گریان و سینہ پر بیان عرض کرتی

کہ یا حضرت گو کہ میں اذل بطن قوم قریش ہوں مگر حضور نے براہ غریب نوازی و کمینہ پروری میری
بیشی صدیقہ سے میری خلافت کی نسبت ارشاد فرمایا اور تاج و تخت خلافت سے ممتاز کیا
اگر حکم ہو صدیقہ کے سینہ صاف تر از آئینہ سے جس میں صندوق سکینہ بھجنا ہوں نکال کر
پیش کروں یا حضور ہی پکار کر دریافت فرمالیں اب عام قریش کو مقصدی خلافت فرمانا میری
حق تلخی میری آبروریزی میری پستی میری ذلت کا باعث ہو اور جس کا ہن و راسب سے
میں نے آپ کی وزارت پاسے کی خوش بفری سنی تھی وہ بھی جھوٹا ہوتا ہے پس جیسا آپ
نے میری رذالت پر خیال نہ فرما کر میری نو نظر تحت جگر صدیقہ سے خلافت کا وعدہ فرمایا ہے
اب اس مجمع میں بھی صاف صاف فرما دیجئے ورنہ بعد آپ کے صدیقہ کو مکذوبہ کہیں گے
اور اس کی باتوں پر لوگ اعتبار نہ کریں گے تو حضرت کو حدیث سابق و حال یاد آجائیں
اور برسر عام ان کا عادیہ فرما دیجئے پلو قصہ طے ہوا نہ شوزہ کی ضرورت ہوتی نہ
پنجایت کی ۔

دوسرا سوال سائل کا جو ہر ناہم سے یہ ہے کہ اگر حدیث صحیح دربارہ خلافت
موجود ہے تو شوزہ کی کیا ضرورت تھی اور یہ شوزہ مخالف حدیث ہے یا اس کو
مطابق ۔

جو ہر نے جواب میں ایک حدیث لکھی ہے ۔ ترجمہ بخاری میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر زید مارا جاوے تو جعفر طیار سردار ہو اگر جعفر بھی مارا جاوے
تو عبد اللہ بن رواحہ سردار ہو ۔ یہ حدیث نے اس وقت فرمایا جب جنگ موثہ میں زید بن حارثہ
کو سردار کیا تھا ۔ چنانچہ تینوں سردار جب مارے گئے مسلمانوں نے خالد بن ولید کو سردار
بنایا اور خدا نے ان کی تدبیر سے فتح نصیب کی ۔

پس ایک لشکر میں درجہ بدرجہ کئی سردار مقرر کرنا درست ہے جیسا باطل انگریزوں کا قاعدہ ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ اجماع مسلمین حجت ہے جس کو مسلمان اپنا سردار بنادیں وہ خدا اور رسول کو پسند ہے جیسا خالد کو لوگوں نے سردار بنایا اور حضرت نے پسند فرمایا کچھ انکار نہ کیا ایسا ہی صدیق اکبر کی خلافت شوریہ سے ہوئی تو عارف معلوم ہوا کہ مرنے والی خدا اور رسول کے مطابق یہ کام ہوا۔

ہم کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے یکے بعد دیگرے تین شخصوں کو سردار ہونے کا حکم دیا اگر شوریہ مستحسن و محمود ہوتا تو ایک سردار کو مقرر کر کے فرما دیتے کہ بعد شہادت اس کے مسلمان شوریہ کر کے سردار تجویز کر لیں مگر ایسا نہیں ہوا۔ خالد کا سردار بچانا۔ اور فتح پانا اتفاق ہو گیا۔ جب خالد سرداری کے واسطے منتخب ہوا تھا تو آنحضرتؐ وہاں موجود نہ تھے کہ پسند و ناپسند اقرار و انکار فرماتے۔ جب بعد فتح لشکر الیس آیا تو پھر ناپسندی و انکار کا کیا موقع تھا انگریزوں کا قاعدہ یہ نہیں ہے کہ سپاہی و سردار کسی سردار کو منتخب کر لیں ان کی فوج میں نہیں و اس سردار ہونے میں جن کا استحقاق یکے بعد دیگرے سرداری کے واسطے پہلے ہی سے انتخاب ہو جاتا ہے عوام سپاہی و سوار کو کچھ دخل نہیں ہوتا نہ ان کی رائی لی جاتی ہے۔

جو ہر ناہم قواعد انگریزی سے ناواقف ہیں۔

اب جو ہر نے اقوال جناب امیر دربارہ شوریہ لکھے ہیں جن کو ہم پہلے ہی اس رسالہ میں لکھ چکے ہیں ان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ امام شوریہ ہے۔ سو ہم بھی منظور کرتے ہیں کہ شوریہ کے سردار میں نہ رسول اللہؐ کی جگہ خدا اور رسولؐ نے مقرر کیا۔ جو ہر نے آیہ و شواہد ہم فی الامس لکھ کر آنحضرتؐ کا اصحاب سے شوریہ کرنا شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے بیشک

خدا کا حکم ہے شورہ کرو اپنے امور میں۔ اس کا کون منکر ہے اور آنحضرتؐ نے بھی بعض اوقات اصحاب سے شورہ کیا ہو گا مگر تفرخلافت میں شورہ کر کے خلیفہ بنالینا کسی آیت و حدیث سے ثابت نہ ہو تب ہم مانیں ورنہ خانگی امور میں صلاح و شورہ کو نہیں کرتا اور درست ہی ہے۔

اب ایک آیت لکھی ہے۔ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلَاةَ وَاَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ سَمْعًا مَعْنٰی۔ اجماعت کیا اپنے خدا کو اور قائم کیا نماز کو اور شورے کیا اپنے امور میں پھر اس کو کس کو انکار ہے شورہ اپنے کاموں میں جائز ہوا۔ اب ایک حدیث لکھی ہے بخاری و مسلم میں عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے آنحضرتؐ نے فرمایا سب لوگوں سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ میں پھر وہ جو اُن سے ملے ہوئے اُن کے صحبت یافتہ پھر تبع تابعین بعدہ ایسے لوگ ہونگے جو جھوٹی گواہیاں دیں گے اور دروغ بنائے گا پیشہ ہوگا۔ حاشیہ چوتھ۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ کے بعد حضرت کی صحبت کی برکت سے تین زمانوں تک خیریت غالب رہی بعد ازاں کم ہو جائے گی۔ ہر زمانہ میں کچھ اہل حق قائم رہیں گے اگرچہ اہل باطل بہ کثرت ہوں۔ اسکی تہدید۔ منہج الصادقین کی ایک حدیث نقل کی ہے۔

اہل سنت کو اُن تین زمانوں کا مقلد قرار دیا ہے باقی بدعات وغیرہ۔ ہم کو بھی اقرار ہے کہ ہر زمانہ میں خاص و عام کی تمیز رہی۔ آنحضرتؐ نے اپنی زمانہ کے لوگوں کو سب سے بہتر فرمایا بیشک خاص اور برگزیدہ لوگ ایسے ہی تھے نہ عوام منافق و مخالف خدا و رسول کیونکہ اگر عام کی واسطے یہ بہتری قبول کیجائے تو منافق جو آنحضرتؐ کے زمانہ میں بہ کثرت موجود تھے اُن کی گنجائش کہاں اسطرح ہر عہد میں اہل حق تھوڑے

اور اہل باطل بہت تھے چنانچہ اسی زمانہ میں دیکھو۔ جھوٹی شہادت کی ابتدا جنگِ جل سے
اسلام میں قائم ہوئی جبکہ باغوائے طلحہ و زبیر وغیرہ جنابِ عائشہ سے لوگوں نے بحلف
بیان کیا کہ یہ مقامِ حواب نہیں ہے جسکی خبر رسول اللہ نے دی تھی مگر تعجب و کرمِ شوق
تک آپ کی صحبت سے فیضیاب بہت سے اصحاب مثل زبیر وغیرہ موجود تھے مگر صحبت
نبوی کا کچھ اثر نہ ہوا۔

ہر کارِ روئے پر بس بود نبود دیدن روئے نبی سود نبود
اب جو ہر خود سرِ اموش کہتے ہیں کہ خدا نے تمام کتبِ سماویہ میں کسی جگہ خلافت یا امامت کو مخصوص
سے اللہ یا اصول دین نہیں فرمایا ہے۔ تین آیات قرآنی لکھ کر کہتے ہیں جملہ آیاتِ بنیات سے
خلافت و امامت مخصوص ہے اللہ نہیں سمجھے جاتی۔ اول آیت و جعلکم ملوکاً و اتکم مالک یوت احد من
العلمین معنی بنایا ہم نے تم کو بادشاہ اور دین وہ نہمتین جو کسی کو عالم میں سے نہیں بلین
دوسری آیت ھو الذی جعلکم خلائف فی الارض معنی تم کو خلیفہ ہائے زمین ہم نے بنایا۔
تیسری آیت۔ و نجعلکم ائیمۃ و نجعلکم الوارثین۔ معنی بنایا تم کو پیشوایان دین اور بنایا وارث
اسوال و امثله و املاک۔

ناظرین نے دیکھا ہوگا جو ہر خود غرض نے کہ و عند اللہ الذین و تم جعلناکم ائیمۃ۔
میں خلفائے ثلاثہ کو مصداق آیات کریمہ کا قرار دیا ہے اب یہاں کل آیات سماویہ سے انکار لینے
خلافت و امامت مخصوص ہے اللہ نہیں پس ایسے مضطرب الحواس سے کیا بحث کیجاویں۔ نص
باین بے شرمی۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ آیات موصوفہ میں کس مہارت کے ساتھ بادشاہ
و خلیفہ و پیشوایان دین ہر کرنا۔ خدا کے جل و علے فرما رہا ہے مگر اندھوں کو نہیں سوچتا وہی
ایام جاہلیت کی جبالت کہ خدا و رسول کچھ ہی فرمائیں ہم نہیں سنتے۔ سچ ہی جب دلوں پر

آنکھوں پر کانوں پر گار ہے پردے پردے ہوئے میں تو کیونکر دکھائی دے اس پر بادشاہ
تفاوت پیشوائے دین میں مخصوص ہیں اللہ ہے جناب امیر و ائمہ اطہار و مصداق محمدیے اور۔
آیات و عن اللہ و تم جعلتکم من انہیں کے مثل و قایم مقام ذالک فضل اللہ بقرتہ
من لیساء۔

اب جو ہر نادان کہتے ہیں کہ اگر شیعہ یہ پہلو نکالیں کہ جناب امیر فضل و معصوم تھے انہیں اہل شوریہ کا
اتفاق کیونکہ وہ اس کی بھی تردید کلام مجید میں موجود ہے قولہ تعالیٰ ان اللہ قد کتب لکم
حکایت تہیکام سے بہ تحقیق برائیت برائے شہا طوت رابادشاہ فرمان فرمائے و او از فرمان
بنیامین بن یعقوب بود۔ دیکھو طالوت معترض الطاعت تھے معصوم و اہل نہ تھے بلکہ حضرت
شہوئل و حضرت داؤد علیہم السلام بھی اسی وقت میں موجود تھے یہ دونوں نبی برحق تھے
طالوت نبی نہ تھے۔

پھر اس سے کیا حاصل ایک زمانہ میں جد ہائے نبی ہو کر آئے تھے جہاں جن کو خدمت سپہرہ ولی حکام
خداوندی کی تبلیغ کرنا۔ طالوت اگر معترض الطاعت تھے تو ضرور معصوم تھے کیونکہ ان کو
خدا نے بادشاہ اور پیر دین بنایا تھا طاعت و فرمانبرداری اسی کی دین میں لازم ہے
جو معصوم ہو پس اگر معترض الطاعت تھے تو بالضرور معصوم ہونگے تم کل انبیاء کو معصوم نہیں
کہتے تمہاری باتوں کا کیا اعتبار۔

اب جو ہر نے روایت روضۃ الصفا سے بیعت جناب امیر یا ابوبکر لکھی ہے۔

اس کا جواب ہم حدیثہ الشہ سے لکھ چکے ہیں ملاحظہ ہو حدیث بیعت۔

اب جو ہر نے روایت روضۃ الصفا و بارہ بیعت جناب امیر بعد قتل عثمان لکھ کر مشابہت بیعت
ابوبکر و بیعت جناب امیر کی ہے اور شورہ کو بنیاد خلافت قرار دے کر لکھا ہے کہ جناب امیر

کی بھی خلافت شوریہ سے ہوئی نہ خطبہ خم غدیر سے۔ شروع روایت میں مصنف تاریخ لکھتا ہے۔ روایت اخبار در کیفیت بیعت آنحضرت اختلاف کردہ اندواںچہ یہ صواب نزدیک تر است آن است چون از واقعہ عثمان سے روز گزشت۔ سمریان از امیر المومنین علی التماس نمودند کہ بر حال رعایا و برائیا القہات نمودہ مسند خلافت رازیب و آرائش مجتہد شاہ ولایت پناہ فرمود کہ خدا و عدم شہادۃ امور خلافت مدخلے ندارد چہ کہ این محم و سہاہل بد است سمریان این کلمات بہ آن سعادتمندان رسانیدند جمہور اصحاب نبویؐ ہمراہ ایشان بدولت خانہ حضرت امیر آمدہ عرض کردند کہ عثمان سے روز است کہ از عالم رفت جہانیاں را بے امام چارہ نیست لہذا ترا اوسے واجب ہے کہ خلافت قبول فرمائی امیر المومنین فرمود بعد از عمر خویش بود اکنون نمی خواہم کہ قبول سامم ہر گز ایشما انتخاب نہائید من بتابعیت نہاچہم چو سابعہ یاران سجد فرماہر سید امیر المومنین فرمود بے حضور طلحہ وزیر این محم انجام نہ رسد شطحی بہ طلب آہنہارفت نیامدند مالک اشتر طوعا و کرہا آورد امیر المومنین فرمود از شہاد و کس کہ اسل خلافت وارد من با و بتابعیت نہاچہم ایشان گفتند با وجود تو کہ ایشما سے خلافت در خاطر گزرد و بعد از ان خلافت علی مرتضیٰ اقرار گرفت سخت کہ دست بردست آنحضرت رسانید و بیعت کرد طلحہ بود۔ بیچم خلاصہ روایت کا ہے۔

اب ناظرین ملاحظہ کریں۔ مورخ پہلے ہی لکھتا ہے کہ کیفیت بیعت میں بہت کچھ اختلاف ہے مگر صواب نزدیک تر اُنکے پس بیچم اُس کی رائے ہوئی اگر چند اختلافات لکھ کر اپنی رائے دیتا تو بھی کچھ وزن ہو سکتا تھا اور ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ مصنف روضۃ الصفا متعصب سنی ہے شیعوں پر اُس کی روایتیں اور افسانے حجت نہیں جیسا کہ روایت بیعت جناب امیرؑ کو کوئی نادان و نا سمجھ بھی ایسی جھوٹی باتیں نہ بلکہ گاجس کی تردید حدیث بیعت مقبولہ جناب عائشہ سے بخوبی

ہو گئی۔

پس اس روایت بخت پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ اور پھر اس روایت میں بھی تو شورہ ہونا ثابت نہیں ہفت ہمریون کے اصرار سے لوگ جمع ہو گئے اور ہاں ہاں ہاں ہاں دیکھو تیرے مظلوم کارڈوانکار کہ بلا نے پر بھی آنے سے انعام کیا اور طوہاؤ کر ہا آئے کیا اسی کو شورہ کہتے ہیں اصحاب رسول کا تین روز تک خبر نہ ہونا کہ کون خلیفہ ہوا اور کسے خلافت دینی چاہیے۔ اصل پھر عہد خلافت عثمان بن دین بھل ریاد ہو گیا تھا اور ظاہری اسلام بھی نیست و نابود ہو گیا تھا بنی امیہ کی ہر تعدی فسق و فجور شراب خواری زنا کاری سے انقلاب عظیم واقع ہوا اور وہی جاہلیت کا زمانہ پھر روبرو ہوا۔ اس لئے خدا نے جل و علے نے دین حق کو غلبہ دیا حضرت علیؑ نے تمام خلافت حقہ اپنے ہاتھ میں لے لی اور ڈوبتی ہوئی کشتی دین کو سنبھال لیا شریعت محمدیؐ کو دوبارہ رونق دی اور اسلام حقیقی کی آبرورکھ لی۔ یہ مصلحت وقت اور احکام خدا و رسولؐ کی طبیعت۔

جس جوہر نے صفحہ ۳۶۳ اسرار الہدیٰ میں لکھا ہے احقاق الحق کے مسئلہ خاص میں
 کَانُوا فِي هَٰذَا السَّكُوتِ مِنْ عَيْنِ مَا وَصَّيَ بِهِ النَّبِيُّ عَلَيْهِمُ الصَّبْرَ وَهُمْ مَجَادِلُهُ الثَّلَاثَةُ

ترجمہ۔ تمام نبی ہاں رعایت سکوت کی اس بارہ میں کرتے تھے اس لیے کہ رسول خدا نے وصیت صبر نہ کرنے جنگ خلفائے ثلاثہ کے ساتھ کی تھی خاص واسطے وفاداری بر حال مسلمانان ضعیف و حفاظت دین۔ اب خیال کیجئے وصیت صبر و سکوت سے کیا مراد ہے یہی نہ کہ خلفائے ثلاثہ عصب خلافت کرینگے مگر تم باوصف اہل و مستحق پر خلافت کے صبر و سکوت کرنا اور جنگ و جدال خلفائے ثلاثہ سے نہ کرنا تاکہ مسلمانان ضعیف جو سچول سے خدا اور رسول پر ایمان لائے ہیں محفوظ رہیں

اور اُن سے دین کی حفاظت ہو ورنہ ہم لوگ قتل ہونگے اور دین حقیقی تلف ہو جائیگا۔
 خلفائے ثلاثہ کی خلافت اگر حقیقی ہوتی تو صبر و سکوت کی وصیت کی کیا ضرورت تھی۔ صبر و سکوت
 اُسی حالت میں کہا جاتا ہے جبکہ کوئی ظلم ہو یا امور ناقابل برداشت پیش آئیں اُس سکوت کی ہدایت
 و وصیت ہو کرتی ہے۔

آنحضرتؐ نے بھی زمانہ قیام مکہ میں ظلم کفار اشرا پر خدا کے حکم سے صبر و سکوت فرمایا اور طرح
 کی ایندائین سے رہے باعث یہ تھا کہ ضعیف مسلمانوں کی حفاظت رہے اور شدید عداوت
 اسلام ہوتی رہے اگر شروع ہی سے جنگ و جدال پڑل جاتے تو جو پیچھے رہے دائرہ
 اسلام میں داخل ہوئے تھے انکا خاتمہ ہو کر دین برباد جاتا یا آنحضرتؐ ہی کی شہادت
 ہو جاتی پھر کون دین خدا کا حافظ تھا۔ ایسا ہی جناب امیر کو ظلم منافقین اتنی غصہ
 خلافت وغیرہ پر صبر و سکوت کرنے کو رسول اللہؐ نے وصیت فرمائی تاکہ کامل الایمان مسلمان
 جو بہت ہی کم تھے اور ضعیف و مغلوب وہ محفوظ رہیں اور ان کے سبب دین حقیقی بنا رہے
 ورنہ انکا اور حضرت علیؑ کا خاتمہ ہو جاتا پھر اسلام حقیقی کجا اور دین خدا کو۔ دیکھو اہل سنت
 کے اقراض کا جو بوجھ نادانی و کج بخشی کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے ابو بکر سے کیوں یہ خلافت
 چھین لی اور ذوالفقار سے سب کو کیوں نیست و نابود نہ کر دیا بالکل فلع و قمع ہو گیا۔ حضرت
 علیؑ نے بعینہ رسول اللہؐ کی تقلید کی اور ان کی وصیت پر عمل کیا۔ دیکھو حضرت ابوذر و
 عمار یا سہ و غیرہ پاک ایمانوں کا بعد خلافت عثمان کیا حال ہو گیا ہلاک ہونے میں کچھ شبہ تھا
 مگر زندگی تھی اور دین خدا کی حفاظت مستور۔ لہذا زندہ و صحیح سالم رہے۔
 یہی لوگ خلفائے اسلام تھے جن کا ارشاد یہ وصیت رسول اللہؐ میں ہو اہی
 شاہد بیعت ابو بکر و جناب امیر جو ہر کج فہم نے سمجھی ہے بعد المشرقین زمین آسمان کا

فرق - دیکھو نبی سقیفہ کا مجمع و شور و شر مار پیٹ دہا چو کڑی مروت بیعت ابوبکر - ابوبکر خود ہاشم
گریبان و سینہ پر بیان رسول اللہ کا غسل و کفن و دفن چھوڑ کر خلافت کی واسطے دوڑے
گئے عمر کو اپنی حمایت و عزائی کے لیے ساتھ لے گئے وہاں جو حصہ و آرزوئے خلافت میں
گفتگو میں ہو چکے تھے انہیں چھ مہینے تک بیعت کا سلسلہ جاری رہا بلکہ ایک گروہ نے
بیعت ہی نہ کی۔

حضرت علیؑ کے استائنہ ہدایت پر جو خلقت حاضر ہوئی پیروں پر سر رکھ کر عفو و الحاح سنت
زاری کی آپ کو اپنا پیشوا و امام و مقتدا قبول کیا اپنی کردار بد سے توبہ کی حق حق کی آوازیں بلند
ہوئیں بل جہان سے نابود ہوا۔

باقی لوگ سلونی صدر ہزاران فرماست پیر خیر سے را مقابل با غضنفر داشتن
اب جو ہر ہفتہ غزوات میں ابوبکر کا سردار لشکر ہو کر چانا لکھا ہے از انجالیہ امیر حج و نشان ہانا
جنگ خیبر و امامت نماز و غیرہ میں جنگا جواب صفحہ ۲۲ نقایت ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱

تو ان کو ترک کر کے شور سے چمکانا چاہی یعنی وارد صاف کسی بجائی عیشین نصرت خلافت میں ہو و
 و سویدین شور سے کی کیا حاجت مگر تم کیا کرو و روئے گوارا فطرت بنا شد بے سرو پا بائین الیسی ہی ہوا
 کرتی ہیں او جب کسی بات کی اصل نثار دہوتی ہے تو جواب میں کہہ بن ہی نہیں پڑتی قاعدہ سے
 جب سانپ میرا پڑتی ہے تو ادھر ادھر سو رنڈوں میں سرچھو پاتا پھرتا ہی کہ کہیں پناہ ملجائے
 مگر اس نے ولے اس کا سر کھل ہی ڈالتے ہیں۔ پس سوال کو مکرر دیکھو اور ہوش میں اگر جواب صاف
 دو ورنہ یہ طوق گران تمہاری گردا بہن تا قیامت رہے گا اور روزِ حشر جواب دینا ہوگا۔ ناظرین
 کو معلوم ہے کہ بحثِ خلافت میں ہی اور اسی کے بابہ سوال و جواب مکرر جو سب سے درودیم کو
 کو حضرت علیؑ کے ساتھ بغض و ملی و عداوت قلبی ہے لہذا جہانگیر زبان میں گویائی کی
 طاقت ہو اور یہودہ سرائی کی بیاقت نوہین و تختیرین کو ملی و قیصہ باقی نہیں رکھا ایسے خارج از دین و
 ایمان سے کیا بحث کیجاوے اب چند آیات بنیات لکھ کر ان کے معنی و مطالب میں تاویل میں و
 توجہ میں رکھ کر ایک کی ہرین اور شل سنگ دیوانہ بھوک بھوک کر اپنی جان دی ہے۔ آیات
 بنیات میں ابتداء اسلام سے بحثیں ہوتی چلی آتی ہیں ہزاروں کتابیں طرغین کی ان کی بحث میں بھری
 پڑی ہیں مگر بعد خدا و حق ہمیشہ غالب رہا اور باطل ہر حال و قلع میں نابود و لپٹ ہو گیا۔ جب
 جو ہر نام کا حدیثوں میں یہ حال ہے تو آیات خدا کے سننے و مطالب پر شک رسائی ہو سکتی

ہے

تو کار سے زمین رانگو ساختی کہ بر آسمان تیر پر دختی

ہر آیت میں تلاکاشانی کی تفسیر کا حوالہ دیا ہے اور پھر و پیوند ملا کر اپنے خاطر خواہ معنی بنائے
 ہیں اور اصل مطلب سے متراون گزیر کیا ہے ایسے کہ بحث اور بحث و بہم کو کیا کہیں خبر بخیر آیات
 بنیات کے ہم وہ کہہ لکھتے ہیں جنہر زیادہ تر زور دیا جاتا ہے اور تعلق خلاص سے ہیں۔

اول آیہ مباہلہ فعل تعالوا نخرج ابناؤنا وانا بکم ونساؤنا وکم والنفسا
والفسک من قبل فنجعل لعنتنا لکذا دین۔ ترجمہ۔ پس لگو الیٰ انکرا کہ یا سید با قصہ در
تا از برائے مباہلہ پس ان خود و پس ان شما و اما زمان خود را و شش ما زمان خود را و اما نزدیکیان
خود را و شما نزدیکیان خود را بخوانید پس نحن کنیم بر کاذب خود پس کہ ہم لعنت خدا بر دروغ گوین۔

مطلب ہم ہے کہ نصرانیان بحرانی نے آنحضرت سے مباہلہ چاہا کون صادق ہے کون کاذب۔
آنحضرت کو خدا کے جل و علیٰ کی جانب سے حکم ہوا کہ تم لو ان نصرانیوں سے کہ تم اپنی لڑکیوں کو
و عورتوں کو و نزدیک تر رشتہ داروں کو لاؤ ہم اپنے لڑکوں عورتوں و نزدیک تر لڑکیوں
اور کاذب پر نحن کہیں تاکہ حق و باطل ظاہر ہو جاوے۔

پس نصرانیان بحرانی نے جب دیکھا کہ آنحضرت مع حضرت زین و حضرت فاطمہ و حضرت علی
سیدان امتحان میں تشریف لائے تو انکی کمر تہت ٹوٹ گئی اور اپنے اقوال و کردار سے باز رہ
کر رسالت محمدی کے قابل ہو گئے۔ پس انصاف و ایمان سے کہنے کہ حضرت علی رسول اللہ
کے نفس بکرم خدا قریبائے اور انفسا میں شامل ہوئے یا کسی غیر کو ہم تہہ بلا۔ کہ ہمیں
تو جوہر کچھ ہم نے بھی سکوت کیا ہے ورنہ کیا عجب کہہ دیتے کہ صحیح اصحابنا و اصحابنا
وانزواجنا و ان و اکم و انصارنا و انصار ہم تھا شیعوں نے تصرف کیا ہے۔

جو ہر کہتے ہیں ملا کا شانی کی تفسیر ہے۔ اسقف کہ از حلیہ اخبار لوہ گفت اسے قوم اگر فرما
تھو یا ہمہ اصحاب خود بیرون آید بیچ از لشیر نہ کہند و با او مباہلہ نہائے کہ او بر حق نیست و اگر با خود
واقربائے خود بیرون آید از مباہلہ و سے خذر کہند۔

ملا اصحاب کے قول سے ہم بات ثابت ہوتی ہے کہ معاذ اللہ رسول خدا کوئی چیز تھے
بلکہ حضرت کے خواص و اقربائے یعنی اہم المشرق و مغرب علی ابن ابی طالب وہ قوت

اسد اللہی و ہیت ہو سوتی رکھتے تھے جن کے طفیل میں حضرت رسول خدا بکرائیوں پر غالب ہوئے۔

جواب۔ یہ اسقف بھلانی سے پوچھو کہ اُس نے کیوں ایسا کہا۔ ملا صاحب اُس کا قول نقل کرتے ہیں خود نہیں کہتے۔ رسول خدا سب کچھ تھے مگر اُس مقام امتحان و ظہور حق و باطل میں ضرور ہے۔ امام المشارق و المغرب و حضرت حسنین و حضرت فاطمہ کی شرکت فی النبوت لازمی تھی تب ہی تو خدا کے داندہ و بیندہ نے اُن کے ہمراہ لیجانے کو ارشاد فرمایا۔ اگر صرف رسول خدا ہی کی تشریف لیجانے و بذات واحد مباہلہ کرنے سے کام نکل جاتا تو ابنا اُنسا و نسا اُنسا و انفسنا نہ فرماتا پس قوم ہو کہ بغیر ہم ہی ان حضرات کے مباہلہ غیر ممکن تھا۔ اور سچ ہے قوت ہستی و ہیت ہو سوتی ہی کو دیکھ کر بھلانی مباہلہ سے باز رہے ورنہ ہزار جنگ سے فرار کرنے والی ساتھ ہوتے تو کیا ہو سکتا تھا اسی لئے اسقف نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر تجھ پر یہ صاحب خود پیروں آئید بیچ اندیشہ نکلیو کیونکہ انکی اہل سے وہ خوب واقف تھا۔

قولہ اگر خدایا میرے رسول خدا کے ہمراہ نہ ہوتے تو توبہ توبہ خدا بھی عرش سے اتر آتا ہرگز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کاسیاب نہ ہوتے۔

اقول جب ید اللہ اسد اللہ علیہ السلام رسول خدا کے ہمراہ تھے تو خدا کے آنے کی کیا ضرورت تھی انہیں کو انفسنا نہ فرما کر ساتھ کر دیا اور بکرائیوں پر کاسیابی ہوئی۔ قولہ اگر اپنے اصحاب کو ہمراہ لیجاتے تو حضرت بالکل ہی دائرہ رسالت سے خارج کر دیئے جاتے۔

اقول خلاف حکم خدا اصحاب کو کیوں ہمراہ لیجاتے کیا انبیاء علیہم السلام خلاف مرضی خدا ایسے امور میں اپنی رائے کو دخل دیتے ہیں۔

قولہ خیر تو یہی گزری کہ جناب ولاشکل کشا سے دو جہان حضرت کے ساتھ تھے پھر تو کیا کسی کی طاقت تھی کہ کوئی بحرانی حضرت سے آنکھ ملائے یا میدان سبائہ میں آئے
اقول اس میں کیا شک ہے خدائے ایسے ہی شکل کے کاموں میں ہوا سے دو جہان کو شکست کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ تم نے دیکھا کسی بحرانی نے آنکھ ملائی یا میدان سبائہ میں کوئی آیا نور کے مقابلہ میں ناریوں کی کیا بساط۔

قولہ بخیرین ہدیان۔

اقول تمہارے سلف نے رسول اللہ کو اس لفظ سے یاد کیا نعم لا صاحب کو کہتے ہو کچھ نہیں بیشک سہوت ہوا ہے آباؤ اجداد کی سنت ادا کیے جاؤ۔

قولہ اگر یہی فرض کیا جاوے کہ حضرت رسول خدا جناب امیر ہی کی بدولت غالب ہوئے تو یہاں سے زیادہ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا کہ سبائہ میں چند نصرانی بحران کے مغلوب ہوئے۔

اقول دین حق جاری کرنے کو اس سے زیادہ فائدہ ممکن ہی نہیں اور یہی بنیاد حقیقت اسلام ہے ورنہ مار دہار لوٹ کھسوٹ سے کیا ہوتا ہے۔ انسان کا دل ایسے ہی حقائق و دقائق کو پسند کرتا ہے اور برجیہ قلب دین خدا میں داخل ہونے کو اپنی سعادت سمجھتا ہے اصل حجاب ہی ہے خدا کی وحدانیت رسول اللہ کی رسالت کا لطف انہیں بالکل آتا ہے۔

قولہ تفسیر آہ سبائہ میں ملا صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ پس ازینجا معلوم شد کہ خلیفہ رسول بعد از پیغمبر از علیؑ کے نیست بھلا کہاں آہ سبائہ اور کمان خلافت کا معاملہ۔

اقول ملا صاحب کا فرمانا بہت درست ہے جو کہ ہم النفس الیہ امور دینی میں رسول اللہ کا نفس و نزدیک تر قربت دار حکیم خدا قرار پائے اس کے مقابلہ میں اولیٰ بطن قریش کو کیا منصب خلافت ہو اور کون احمق حق و باطل میں فرق نہ کرے گا۔

قوله اگر تمام روئے زمین کے شیعوں کا جمع ہو کر یہ سب اہل میں کوئی لفظ ایسا دیکھا دین جس سے جناب امیر صدق خلافت سے کچھ بھاؤں تو شاید اہل صاحب کے دعوے کی بھی اہل سنت تکذیب نہ کر سکیں۔

اقول الحمد للہ روئے زمین شیعوں کے قدم فیض لزوم سے فرین و مملو ہے۔ اگر انکھیں بین دیکھ لو لفظ الضنا اس سے زیادہ استحقاق خلافت کا لفظ نہ پیدا ہوا ہے نہ ہو جب جناب امیر ہمام و بنفس رسول اللہ کے ہوئے پھر خلافت کیسی جملہ امور دینی و دنیاوی پر بعد رسول اللہ کے فیض متفرق ہو گئے اسی لیے آنحضرت نے فرمایا میں کنت مولاه فعلی ما لا۔

دوسری آیت اذ اخرجہ الذین کفوا ثانی الثین اذ ہما فی النار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینۃ علیہ الے اخر۔ ترجمہ بیرون کر دنا اور کافران از مکہ در حالیکہ دوم و اول و پیغمبر یا خود گرفت اندوہ مکن بدرستیکہ خدا ہے یا ما ست و نازل شد سکینہ۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ رسول اللہ کو کافروں نے مکہ سے نکالا آپ کے ساتھ ایک دوسرا تھا جس سے آپ نے فرمایا استخرن کر ہمارے ساتھ خدا ہے پس نازل کی خدا نے تسلی اپنے رسول پر۔ اس بات پر عام اتفاق ہے کہ رسول خدا کے ہمراہ ابو بکر غار میں تھے۔

یہی مراد ہے خدا کے فرمان کی کہ تھا دوسرا دو کا۔ ابو بکر نے گریہ و زاری شروع کی رسول اللہ نے فرمایا استخرن کر ہمارے ساتھ خدا ہے اسی پر سکینہ کا نزول ہے یعنی خدا نے تسلی دی۔ غار کی کیفیت و بستر رسالت پر آرام فرمانے کی حقیقت ہم پہلے لکھ چکے ہیں ناظرین پھر ملاحظہ فرمائیں۔

یہ آہ کریمہ ابو بکر کے یا غار ہونے سے صاحب رسول اللہ ہونے سے خلافت پانے کے لیے

استدلال کیا جاتا ہو۔

صاحبہ پر رازورنگ کیا جاتا ہے کہ ابوبکر کو خدا نے صاحب رسول خدا قرار دیا ہے اور
فانزل اللہ سلیطہ علیہ پر کہ خدا نے ابوبکر پر سکینہ نازل کیا۔

ہم کہتے ہیں صاحب النجی حضرت یوسف کے ہمراہ جو مصر کے جیلخانہ میں قیدی تھے انکو

بھی کہا گیا ہے اور بھی اکثر مقام پر صاحب و صاحبہ ہر ای کے واسطے استعمال ہوا ہے
گو وہ کیسا ہی مسلمان ہو یا کافر وغیرہ پھر اس لفظ پر کیا ناکر ہے عربی کا محاورہ ہے کہ ہمراہ
رہنے والے پاس بیٹھنے والے وغیرہ کو صاحب یا صاحبہ کہتے ہیں۔ سکینہ کا نزول گواہ رسول

اللہ پر جامع فریقین ثابت ہے مگر خیر ہم نے قبول کر لیا کہ ابوبکر ہی پر سکینہ نازل ہوا پھر اس میں کیا
مخبر بہت لوگ روتے پٹتے اضطراب و قلق ظاہر کرتے ہیں کہ خدا انکو شفیع و تسکین کر دیتا ہے
ثبوت یہ کہ انکا غم و رنج تبدیل بعیش و عشرت ہو جاتا ہے یہی خدا کا سکینہ ہے کہ قلب کو

تسکین دے جاتی ہے۔ پس جب ابوبکر روئے پٹے چلائے اور رسول اللہ کے اس فرمانے
پر بھی کہ مت رو خدا ہمارے ساتھ ہے یہ وہ نہ کیا تو خدا نے اُن کے قلب کو سکون
بخشا۔ مگر خرابی تو یہ ہے کہ باوصف ہر ای رسول اللہ و پوشیدگی غار و نزول سکینہ خدا
و رسول پھر بھی خوف کم نہ ہوا اور مدینہ جاتے ہوئے سوار کو پیچھے آئے دیکھ کر رو دیئے۔

واللہ اعلم کس دل کے انسان تھے کہ ہزار سمجھاؤ اضطراب و قلق جاتا ہی نہیں۔ پس ایسے
شخص کو ایسے افعال پر اگر استحقاق خلافت قرار دیا جاوے تو بخیر کو رہا باطنی و جہالت الہام
جاہلیت اور کیا سمجھا جاوے۔

تیسرا سوال سائل اگر ایسی حدیث صحیح نہیں ہے تو اس امر کو آنحضرتؐ نے جہل کیوں رکھا تھا
صاف طور سے کیوں نہیں فرمایا کہ میرے بعد فلان ان کے بعد فلان یکے بعد دیگرے

خلیفہ ہونگے جیسا کہ وقوع میں آیا۔

یوم خود فراموشی حدیث خلافت و شورہ سے توبہ کر کے اب شیرازنگ لاتے ہیں ایک حدیث پیش کرتے ہیں کہ خلافت ابوبکر و غیرہ تقدیری امور ہیں۔ ترجمہ حدیث روایت ہر ابی ہریرہ سے کہ افریاء رسول خدا نے جھگڑے آدم اور موسیٰ سے نزدیک پروردگار اپنے کے یعنی عالم روحانی میں بھرنے والے آدم موسیٰ سے پرکھا موسیٰ نے تم آدم ہو کہ پیدا کیا تم کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے اور بھونکی بیچ تمہارے روح اپنی یعنی روح پیدا کی ہوئی اپنی اوجہ کروا دیا اسے تمہارے فرشتوں اپنے سے اور رکھا تم کو بیچ جنت اپنے کے پھر آثار تم نے آدمیوں کو ساتھ گناہ اپنے کے طرف زمین کے لئے اگر گناہ نہ کرتے کیوں زمین پر آتے اور اولاد مہیاں بھلتی۔ کہا آدم نے تم وہ موسیٰ ہو کہ برگزیدہ کیا تم کو اللہ نے ساتھ پیغامبری اپنی کے اور ساتھ کلام اپنے کے اور دین تم کو تختیان کہ بیچ ان کی بیان ہر چیز کا اور نزدیک کیا تم کو سرگوشی کرنے کو پس ساتھ کتنی مدت کے پایا تم نے اللہ کو کہ لکھی توات پہلے یہاں نے میرے کے۔ کہا موسیٰ نے چالیس برس پہلے۔ کہا آدم نے پس کیا پایا تم نے بیچ اس کے مضمون اس آیت کا نافرمانی کی آدم نے رب اپنے کی پس بھکا۔ کہا کہ ہاں کہا آدم نے کیا پھر ملاست کرتے ہو تم مجھ کو اس پر کہ کروں میں وہ عمل کہ لکھا ہے اس کو اللہ نے مجھ پر کرنا اس کا پہلے پیدا کرنے میرے کے چالیس برس فرمایا پیغمبر نے پس غالب آئے آدم موسیٰ پر۔ روایت کی مجھ سے سلم نے۔ دیکھو شیعوں نوشتہ تقدیر برحق ہے اس کے خلاف نہ کوئی نبی کر سکتا ہے نہ کوئی ولی جس طرح سے خالق اکبر نے حضرت آدم سے پیشتر چالیس برس تقدیر میں لکھ دیا تھا کہ آدم دنیا میں بھیجے جائیگے ان کی اولاد سے تمام روئے زمین میں بموجب زینت الارض میں الناس کے

آبادان و مہور ہو گی اسی طرح سے حضرت صدیق اکبر بعد ان کے درجہ بدرجہ
سلسلہ خلافت قائم رہے گا۔ دیکھو شیخو تقدیر برحق کو کہ نہیں اگر حق ہے تو نزاع
خلافت کیسی۔

کیون جو ہر صاحبِ حق وہی الی ہر پرہ میں جن کو خلیفہ ثانی نے منع کیا تھا کہ خلیفہ
رسالت کی حد میں نہ بیان کیا کرو ورنہ جلا وطنی کی سزا دی گئی اور یہ دوس کی سزا
پر ہو چکا دئے جاؤ گے بلکہ شاید اسی کی کسر نکالی کہ ثعلب مال بھرن کا حیلہ لگا کر البعیر پرہ
کو اتنے کوڑے مارے کہ بیچارے کی پشت خون سے تر ہو گئی۔ دیکھو شیخ
ابن کثیر شامی ص ۵۹ و کتاب العقد ص ۲۵۔ پس ایسے محدث کا کیا اعتبار ہے خلیفہ ثانی
نے جھوٹا کر دیا اور واقعی ہم حدیث کیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا جھگڑا عوذ باللہ
کنجڑے قصا پون کی سی لڑائی کہ ایک دوسرے پر خلاف شان و منزلت اترام
و الزام قائم کرتا ہے۔ حضرت ہوئے اپنی جد امجد آدم ابو البشر پر ہم الزام لگا دین کہ
متماری ہی جانب سے گناہوں کی بنیاد قائم ہوئی اور حضرت آدم کا یہ عذر کہ جو کچھ
ہو اخذ کی جانب سے میرا اس میں کیا قصور عوذ باللہ انھوں نے خدا ہی کو قصور وار
ٹھہرایا کہ جو خدا نے چاہا میں نے کیا شیخ تقدیر میں لکھ دیا تھا اس پر میں نے عمل کیا۔
پس معلوم ہوا کہ جو کچھ ہوتا ہے خدا ہی کے حکم سے لہذا ابتداء سے آدم تا ایندہم نہ کوئی
گنہگار ہے نہ قصور وار۔ جزاؤ سزا بہشت و دوزخ برا بھلا نیکی بدی سب ندارد
شیطان ماناں شداد نمرود فرعون و غیرہ نے جو کیا خدا نے تقدیر میں لکھ
دیا تھا ان کا کیا قصور صالح و طالح مسلمان و مشرک سب برابر ہو گئے۔ ہاں خوب
یاد آیا اسی تقدیر برحق پر البخلفہ نے فرمایا ہے کہ ابوبکر و ابلیس کا ایمان برابر ہے

چلو قصہ تمام ہوا نہ کچھ نزاع باقی رہی نہ کوئی جھگڑا۔ دیکھو شیعہ بھی یہی قصہ
 شہرے جس طرح ابو بکر کی تقدیر میں ہزار ہا پرستیر خلافت لکھی تھی اسی طرح شیعوں
 کی تقدیر میں بھی لاکھوں برس پہلے لکھ دیا گیا تھا کہ وہ ابو بکر کو خلیفہ نہ سمجھیں گے
 اور انکو غاصب و خائن و خاسر کہا کریں گے اب ناراضی کی کوئی وجہ نہ رہی۔

اور کیوں یہاں جوہر قابل تقدیر برحق جبکہ حضرت آدم نے خدا ہی پر اپنی نافرمانی کا الزام
 رکھ دیا اور خود بری ہو گئے تو تین سو برس تک گریہ و زاری و توبہ استغفار کیوں کرتے
 رہے اور میں بنا ظلمنا النفسا و ان لم تغفر لنا و تحسن الکنون من الخاسرین۔ کیوں کہا
 جس کے گھٹے پختہ ہیں کہ اے بے سرے میں نے ظلم کیا اپنے نفس پر لیجئے
 گنہگار ہوا تو مجھے بخش دے اور جسم کریں گناہ کرنے والوں سے ہوں۔
 قولہ اگر شل دیدار خدا تقدیر سے بھی انکار کرتے ہو تو دوسرا جواب لیجئے۔

اقول بیشک ہم دونوں باتوں کا انکار کرتے ہیں اور اس خدا کو ہم اپنا خدا نہیں
 مانتے ہیں جو سب کچھ خود ہی کرے اور انسان کو مقصور واریٹھارے اور شل انسان مجسم
 ہو کر اپنا دیدار دکھائے۔

قولہ خدا تعالیٰ نے حضرت رسول خدا کو جن احکام شرعیہ کی تبلیغ پر مامور فرمایا ان کی
 تفصیل میں آپ نے ڈیل نہیں کی۔

اقول بیشک ایسا ہی ہوا خلافت و جانشینی و تحفظ اسلام و ایمان پہلا رکن شرعیہ ہے
 اس کا انتظام و انصرام خدا پر لازمی امر تھا جیسا امر رسالت۔

قولہ جن معاملات میں حکم مفصل پہنچا ان کی تبلیغ مفصل کی جن میں محل حکم
 ملا اس کی تبلیغ بھی محل کی۔

اقول بفضل مجاہد کی شرح لکھنی تھی امور شریعہ بفضل ہے مچھو نچا کر جاتے ہیں مجمل جس سے دین خدا کا کارخانہ درہم برہم ہونے کا احتمال تھا۔

قولہ بعض مقامات میں حضرت سکوت فرماتے ہیں۔ مثلاً قیامت کا حال۔
اقول بے شبہ اس کا علم خدا ہی کو ہے مگر آثار قیامت و شہر و لشکر و نبوت و دوزخ و نکو کار و بدکار کی جزا و سزا وغیرہ سب کچھ حضرت نے بفضل بیان کر دیا پس اسی سے قیامت کا حال معلوم ہو سکتا ہو۔

قولہ پس پھر سوال بھی حضرات شیعہ بسبب انحراف باطنی نسبت مابین طوائف و الملوک سے کی افتراء ہے اور طنز کہ حضرت نے کیوں اس امر کو مجمل رکھا فضل کیونکہ نہ بیان کیا۔

اقول حضرات شیعہ کا ایمان ہے کہ آنحضرت نے خلافت و جانشینی بعد ان پی حکیم خدا جناب امیر کو بروز خم غدیر بخشی اور بفضل بیان کر دیا مگر مجمل نہیں رکھا کیونکہ تبلیغ بیست اسی پر منحصر تھی۔ تم مجمل کہتے ہو اس لئے پوچھتے ہیں کہ ایسا کرن دین میں کیوں مجمل رکھا گیا اور کیوں نہ بفضل بیان ہوا۔

قولہ خدا آیات قرآن پاک کی جو صریحاً خلافت بفضل حضرت صدیق اکبر پر بطریق حکم مجمل جن کو دانا یا ان بانصاف بفضل قیاس کریں دکھائی جائیں۔
اقول بسم اللہ مکر وہ ہی مجمل جو بسا اظہار ہے پھر کیا فائدہ بلال کو ہوگا۔

قولہ اول آیت و السابقون الاولون من المهاجرین و الانصار اے آخرہ
دوسری آیت محمد رسول اللہ و الذین سے اشد اہل الکفر اے آخرہ

آیت سویم اذا خرج الدين الى اخره آیه فار۔

اقول پہلی آیت میں مہاجرین و انصار دونوں مشترک ہیں کسی کی خصوصیت نہیں کہے
باشد پہلے ایمان لایا یا پچھے سب کی تعریف ہے۔ مگر ان میں البتہ ہے کہ جنہوں نے
ابتداءً زمانہ رسالت میں اسلام قبول کیا اگر آہ میں سب سے پیشتر ایمان لانا کہا جاتا
تو خاص بات پیدا ہوتی۔ مگر جب کہ انصار بھی شامل ہیں جو عرصہ کے بعد ایمان لائے
تو کوئی خصوصیت نہ رہی کیونکہ مہاجر مکہ کے لوگ ہیں اور انصار مدینہ کے۔ جو ہر نام فہم
کے ہیں کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ابو بکر کو جملہ سالقین پر ترجیح مرجع ہے
کیونکہ آپ سب سے پہلے ایمان لائے۔

ہم کہتے ہیں ایمان لانے کا تو ذکر ہی نہیں پہلے ہوا یا بعد اول گروہ مہاجر و انصار کی
نسبت آہ میں صاف صاف بیان ہے جس میں سب شامل ہو گئے ایک دوسرے
پر ترجیح مرجع نہیں ہو سکتی تم اپنے تخیلات فاسد سے جو چاہو کہو۔ پس الہی عام تعریف سے اور
خلافت سے کیا تعلق۔ اگر اس آہ سے خلافت ہی مراد ہوتی تو خیر ابو بکر کو جوہ سابق اسلام
ہونے کے خلافت ملی بعد ازاں انصار بھی تو مستحق تھے کیونکہ میں المہاجرین و الانصار
خدا نے فرمایا ہے پس دونوں کا پلہ برابر ہا ترجیح و تفضیل کسی کو نہیں ہے۔ اسی لئے
تو پیارے انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں روئے چلائے رہے کہ ایک مہاجر ایک انصار
اسیر ہو مگر یاروں کا جوڑ توڑ چرب زبانی لسانی ان سے کہا گیا کہ قریش کی نسبت اسیری کی
وصیت ہو وہ سادہ لوح خاموش ہو رہے۔

جو ہر نادان نے مجمع البیان میں ابو بکر کا پہلے ایمان لانا اور ملا فتح اللہ کا شانی کے قول
سے جناب امیر کو سابق الاسلام ہونا لکھا ہے گو کہ مجمع البیان میں وہ فقرہ نہیں ہے مگر

خیر اگر تسلیم بھی کر لیا جاوے تو امر متنازعہ فیہ ٹھہر شیعہ جناب امیر کو سنی ابو بکر کو سابق
الاسلام کہتے ہیں مگر آیہ میں تو سبقت عام ہے خاص نہیں جبریل انصار بھی داخل ہیں پس
یہ کیہ کر رہے ابو بکر کو خلیفہ بلا فصل یا باطل نہیں بنا سکتا۔

دوسری آیت اشد علی الکفار یہ بھی مشترک ہے حصہ نصیب سب مہاجر و انصار میں
میں شامل ہیں کسی کی خصوصیت نہیں ہاں اگر خاص فعل ابو بکر کا ارادہ قتل بدر کافر و باز رکھنا
رسول اللہ کا جسے جوہر نے اشد علی الکفار سے قرار دیا ہے سمجھا جاوے تو کچھ

دوسری بات یہ مگر مقابلہ ان کے جنہوں نے بدر میں خندق میں جنین میں خیرین آئیں
اور کل غزوات میں صد ہا کافروں کو فی النار کیا اور عمر ابن عبدود و مرحب و جندبہ سے
پہلو الون کو خاک میں ملا دیا معلوم نہیں یہ ارادہ قتل بدر ارباب دہش و مہاجرت کی نظر
میں کھانک وزن رکھے گا۔ ہم تو پکار کر کہتے ہیں ہر صریح نیت ظاکر ابالم پاک۔
بہر گیت یہ کیہ کر رہے بھی خلافت کو فائدہ نہیں پہونچا سکتا۔ تیسری آیت اسکا شان و دل
ہم پہلے لکھ آئے ہیں پھر ایک نظر دیکھ لو۔

اب ان آیات سے بھی جوہر نے قطع تعلق کر کے وہ حدیث خواب جناب رسول
مقبول زبانی اسی ابو ہریرہ کے لکھی ہے جس میں کنوئین سے پانی کھینچنا اونٹوں کو
پلانا ترتیب خلافت میں ہے اسے بھی ہم پہلے لکھ چکے ہیں باب خلافت میں۔

اب جوہر ناظم لکھتے ہیں مجمع البحرین نہایت ہی معتبر کتاب شیعہ میں مرقوم ہے کہ جناب امیر نے
حضرت رسول خدا سے سنا تھا کہ خلافت بلا فصل حق حضرت صدیق کا ہے بعد ازاں
عمر فاروق و عثمان غنی و علی ابن ابی طالب چنانچہ حضرت امام رضا سے کتاب مذکور میں
مروی ہے اور وہ راوی ہیں اپنے آبائے کرام سے اس حدیث سے بخوبی خلافت

علی السبب ثابت ہوئی مگر اس امر کو وہی حق تصدیق کر سکتا ہے جس کو اسلام سے بہرہ کافی حاصل ہے۔ نہ وہ کہ محض تعصب کے سبب غافل ہے۔

جواب۔ کیون جو بہر صاحب وہ حدیث حضرت امام رضا کی کہان ہے۔ اگر مجمع البحرین میں ہے تو اُسے تم نے اپنے رسالہ میں نقل کیا کیون نہیں کیا اسکا کیا سبب ہے صرف یہ کہہ دینا کہ فلان کتاب میں فلان صاحب نے ایسا فرمایا کافی نہیں جب تک حدیث یا قول بلفظہ نہ بیان ہو اور پھر نقل اسکی نہ درج کیا و سہ ایسا تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ مشکوٰۃ میں عبد اللہ ابن عمر نے روایت کی ہے کہ ابو بکر و عمر و عثمان غاصب خلافت رسول ہیں بہر اس سے کیا فائدہ۔

مجمع البحرین ایک کتاب ہے حال کی تصنیف جس میں شیعہ و سنی کی احادیث نقل کی گئی ہیں اور اسی لیے مجمع البحرین اسکا نام رکھا گیا ہے یہ حدیث حضرت امام رضا سے ہے کہ اُس میں درج نہیں ہے کہ خلافت بلا فضل حق ابو بکر و عمر و عثمان ہونا آنحضرت نے فرمایا۔ اگر حق خلافت ہوتا تو آنحضرت حضرت علی و جملہ بنی ہاشم کو وصیت صبر و سکوت و نہ کرنے جنگ و جدال با خلفاء ثلاثہ کیوں کرتے جیسا تم نے منسلہ خاسن احقاق الحق سے تسلیم کیا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ آنحضرت کو بے وفائی و بد اطواری و حق پوشی خلفائے ثلاثہ کا علم تھا وقت وفات آپ نے وصیت فرمائی کہ یہ لوگ خلافت غصب کریں گے تم سکوت و صبر کرنا ان سے جنگ و جدال نہ کرنا و نہ ضعفائے اسلام حقیقی تلف ہو جائیں گے اور دین خدا برباد ہو گا یہ وصیت صرف حفاظت مسلمانان ضعیف و تحفظ دین خدا کے لیے تھی۔ جس پر حضرت علی نے عمل کیا جیسا ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔

جو ہر کچھ فہم نے نہ مشیہ پر ایک آیہ لکھا ہے خلاصۃ المنج سے۔ آمنوا باللہ ورسولہ
 ووالذین جعلکم خلائیف الارض فی بعضکم فوق بعض درجات لیبطلکم فیما انتمکم الیہ
 سریع العقاب والذین لغفوس من جمیع۔ ترجمہ۔ اے مومنان زبان خاتم الانبیاء شہا
 ر اعلیٰ ہے اہم گزشتہ گروانید و پرواشت بعضے از شمارا بر بعضے یعنی فوق
 درجات و آرائش کنڈ شمارا اور شکر و صبر و فقر و تحقیق کہ پروردگار زود و حقوقست کہ نہ
 است ناسپاسان را و آمر زندہ و مہربان است بر شاگردان و صابران۔ خلاصۃ المنج
 اس پر جو ہر نافعہ کہتے ہیں دیکھو شیعوں کا فتح اللہ کا شانی کا قول فیصل و صاحب
 خلافت خلفائے ثلاثہ کے کہہ ہی تو پیدا و دن کی داد دیا کرو۔
 جواب۔ دادا اپنے خلفائے ثلاثہ سے چاہو جن کی خلافت کے بارے میں میں اپنے
 رسالہ اسرار الہدے کے صفحہ ۲۶ میں لکھتے ہو کہ خدا نے تمام کتب سماویہ میں کسی کو
 خلافت یا امامت کو مخصوص نہیں اللہ یا اصول دین نہیں بنایا ہے بلقسطہ۔
 پس اس کی کہ یہ میں خلافت خلفائے ثلاثہ کہاں سے آگئی مجھے کتب سماویہ میں داخل ہے یا
 کتب ارضیہ میں۔
 معلوم نہیں کسی عقل کے آدمی کہ صرف تین سوالوں میں ہزار ہا رنگ و روپ بھرتے
 ہو اور مطلق نہیں سوچتے کہ ہم کہتے کیا ہیں آخر کچھ تو شرم کرنی چاہیے۔ تمہاری نیت
 کا عجیب حال ہے جہاں لفظ خلائیف الارض دیکھا فوراً رال ٹپک پڑی اور شہد
 کی سی مکی خلفائے ثلاثہ پر جھباک پڑے۔ یہ آیہ کہ یہ انھیں انھیں قدسیہ
 کی شان میں ہے۔ وعد اللہ الذین امنوا و عملوا الصالحات جعلناکم خلائیف فی الارض
 کے مصداق میں تم ناحق داد و پیدا کرتے ہو ایسی بیہودہ فریاد کو کہ سننا ہی۔

اب جو ہر کج فہم نے ایک خطبہ جناب امیر کا وقت وفات ابو بکر بہت ہی طول و
فضول لکھا ہے جس نے کتاب کے پورے آٹھ صفحے گھیر لیے ہیں۔ کہ جب
ابو بکر مر گئے مابین کچھ لم چل گیا جناب امیر روتے ہوئے آئے اور نعش کے قریب
کھڑے ہو کر بھی خطبہ طولانی فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابو بکر کے سوا
بعد خدا و رسول و سرالسلام نہ تھا اور دین خدا کی اشاعت و شریعت محمدی کی
اصلیت انہیں کی ذات خاص پر منحصر تھی ورنہ خدا کی خدائی نہ رسول اللہ کی رسالت
کچھ ہی باقی نہ رہتی۔ اور اسلام کی بنیاد ہی اکھڑ جاتی۔ ایک
کچھ سے اسی طرح کے اوصاف حمیدہ و صفات پسندیدہ ظاہر

ہوئے ہیں۔
جو ہر نے اس خطبہ کو منہج البلاغت میں مرقوم ہونا لکھا ہے مگر کتاب المواقف
ابن سمان عام اہل سنت سے نقل کرنا تصدیق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ منہج البلاغت
سے بلا لویس ہا کو سخت تعجب ہے کہ جب منہج البلاغت میں بھ خطبہ موجود ہے
تو کتاب المواقف ابن سمان کو در بیان میں لانے کی کیا ضرورت پیش آئی اس سے
وہی مثل صادق آتی ہے چور کی دھاڑی میں تنکا صاف یہی کیوں نہ کہہ دیا کہ منہج البلاغت
کی نقل ہے ہم نے منہج البلاغت سے مطابق کیا ہرگز لفظ کیا عبارت کجا خطبہ ہی نذر
ہے اور اگر کچھ ہے تو بقول تمہارے صفحہ ۹۲ اسرار الہدیہ کتب معتبرہ اہل سنت
میں رد شمس کا ذرہ برابر بھی اثر نہیں نہ بروایت قوی نہ ضعیف مگر اہل تشیع کی معتبر
کتب میں اس قصہ کا تذکرہ ہے پس اس کا بھی جواب انہیں کے ذمہ ہے اگر زبردستی
بھی الزام ناحق اہل سنت کو یہ دیا جاوے کہ شواہد ملاحضاتی کے سبب ان میں مرقوم ہے

کہ جناب امیر کے لئے دو بار اردو شمس ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ شیعوں کی الحاقی کارروائی ہے کسی بھڑی نے موقع پا کر اپنے عقائد پر کلمہ کو کتاب موصوف کی پشت پر لگا کر چھو ا دیا ہے۔

کیون جو ہر صاحب اگر یہ شیعہ بھی یہ دعویٰ کرے کہ اس خطبہ کو جناب امیر کی طرف منسوب کر کے کسی مردود نے منہج البلاغت میں لگا دیا اور چھو ا دیا تو آپ کے نزدیک مسوع ہو گا یا نہیں کیونکہ جب آپ رد شمس کی روایت کو الحاقی کارروائی شیعوں کی قبول کرے تو اس خطبہ کو بھی شیعوں کی الحاقی کارروائی قبول کرنا فرض عین ہو گا اور ہر روایت و احادیث کی بابت جو شیعوں کے اصول کے خلاف ہیں وہی کارروائی تسلیم کرنی پڑے گی کہ سنیوں کا جو روپیہ مذہب۔

اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ ابو بکر کی لعنت کس کس نے اون کی مدح و ثناء میں خطبے پڑھے کیونکہ اور بھی اصحاب با صفا و یاران با وفا موجود تھے چنانچہ شیعہ اپنا جانشین و خلیفہ بنا چکے تھے انھوں نے بھی کچھ مدح و سرائی کی اور عطیہ گران بہا کا شکر ادا کیا صرف جناب امیر ہی کو باوصف محمودی خلافت ایسا جوش و خروش آیا کہ ابو بکر کو بعد مرنے کے فلک ہفتین تک ہر چاندیا۔

واقعی لعنت ستونی پر خطبہ خوانی و طلاق لسانی کا یہ نیا دستور آپ نے جاری فرمایا غضب تو یہ ہے کہ جسے زندگی میں ہمیشہ فاضل و خائن و غیرہ فرمایا کیے لئے مرنے کے بعد سبھی کچھ آپ کے لئے ڈالا کہ اسلام میں جو کچھ تھے آپ ہی تھے باقی بیچ۔

میان جو ہر ہوشیہ میں آو جناب امیر اور ابو بکر فاضل خلافت و غیرہ کی شان میں یہ

مخصوص عن خطبہ امیر و وفات

خطبہ منبرائیں لاواللہ لا۔ آپ کے خطبات مندرجہ کتب اہل سنت دیکھیں انکھیں کھلیں۔

اب جو ہر خود غرض لکھتے ہیں کہ اگر شیعہ اس خطبہ کی تصدیق نہ کریں گے تو گروہ اہل انحراف میں داخل ہونگے جیسا منہج البلاغہ میں جناب امیر نے فرمایا ہے۔ ترجمہ۔
جناب امیر نے فرمایا کہ دو گروہ میرے لئے ہلاک ہونگے ایک وہ کہ زیادتی کرے
میری محبت میں اس حد تک کہ محبت میری کھینچے ناحق کی طرف دوسرا وہ کہ
کمی کرے میری محبت میں اس حد تک کہ کمی محبت میری کھینچے ناحق کی طرف اور بہتر
آدمیوں کا وہ کہ افراط و تفریط میں برابر ہو۔ الحمد للہ یہی مذہب اہل سنت کا ہے۔

اس قول میں جناب امیر نے تین گروہوں کے عقاید بیان فرمائے ہیں اہل افراط سے
مراد و افراط اہل تفریط سے خوارج اہل توسط سے اہل سنت ہیں کہ حد حب علی و سنی کو
مساوی ہیں۔

جواب۔ عدد مساوی ہونا اگر دیکھنا ہو تو ایک چھوٹی سی شنی برق لامع ہے
اُسے دیکھو تب معلوم ہو کہ کس کے عدد کس سے مساوی ہیں پہلے ابو بکر و عمر
عثمان کے عدد اپنی حب سے مساوی کر لو پھر حضرت علی کی حب سے سنی کو
مساوی کرنا۔ کیونکہ جب نمبر وار چاہیے اور اگر واقعی حب علی و سنی کے عدد مساوی
سمجھ کر ایمان سے بہرہ رکھتے ہو تو غیر و نکالتویر حب گلے سے اتار چھیکو کیونکہ ایک سالین
دوستی و دشمنی جمع نہیں ہوتی۔

ہم سے سنو اہل افراط سے مراد بن نصیری جو علی اللہ کہتے ہیں اور اہل تفریط میں اہل سنت
جو حضرت علی کی شان و منزلت کو چھوٹا خلیفہ قرار دیتے ہیں۔ متوسط

اہل حق ہیں جو بعد رسول اللہ حضرت علیؑ کو افضل البشر خیر البشر امام البشر سمجھتے ہیں۔
خدا اور رسولؐ نے جو ان کے حق میں منبر یا اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ تم نے
ایک قول سنا ہو گا جو زبان زد خاص و عام ہے۔ حضرت علیؑ کو ایک فرقہ
نے یہاں تک بڑھایا کہ خدا کھدیا۔ دوسرے فرقے نے یہاں تک گھٹایا کہ خلیفہ
چہارم مانا۔ ابو بکر وغیرہ کو ایک فرقے نے ایسا بڑھایا کہ بعد رسول اللہ خلیفہ سمجھا
دوسرے فرقے نے ایسا گھٹایا کہ منافق و غاصب و خائن بلکہ کافر کہہ دیا
اسی پر مدارج و مراتب کا قیاس کر لو دیکھو کسا پلہ بھاری ہو زمین و آسمان کا
فرق دکھائی دے گا۔

اب جو ہر کچھ فہم اڑیل ٹٹو نے لکھا ہے کہ شیعوں کے جملہ سوالات و اہیات
تین قسم پر منقسم ہو کر تے ہیں اول جن آیات و احادیث کو اہل سنت در باب
فضیلت جناب امیر خلیفہ برحق علی الترتیب بواجب و خارج تحریر کرتے ہیں
اہل تشیع بلا سمجھنے معنی اور مطلب بمقابلہ اہل سنت پیش کر کے حجت لا طائل لائے
ہیں۔ دوم جو دلائل معقول اہل سنت در باب خلافت حقہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ
بمقابلہ اہل فطریہ خارج و نواصب پیش کرتے ہیں انہیں کو اہل تشیع اہل سنت
پر حجت لا یعنی لاتے ہیں۔ سوم اہل تشیع جتنی روایات و اہیات مثل کرامات
بعید از عقل و نقل در بارہ خلافت بلا فصل جناب امیر کے پیش کرتے ہیں وہ جزو کل
موضوعات و مخترعات رؤسا و علمائے فرقہ سبائے سے ہو کر تے ہیں اہل سنت
کی کتب معتبرہ میں ان کا کچھ ذکر نہیں اہل سنت کو ان کی کید و عظیم سے
بچنا چاہیے۔

جواب۔ نواصب و خوارج تم ایسے اہل سنت سب ایک ہی گھاٹ کے پانی پئے ہو عوارض خلقی میں کچھ فرق نہیں سب زرد برادر شمالی اخوان الشیاطین۔
 شیعہ اہل حق سب کو برابر سمجھتے ہیں نواصب اور خوارج حضرت علیؑ کو جائز الخطا اور غیر معصوم سمجھتے ہیں اور تم بھی پس تم میں ان میں کیا فرق رہا لہذا تم سب کے سب ایک ہی جانب دیا جاتا ہے۔ آیات سے احادیث سے اقوال مختلفہ سے۔
 ہاں جو اہل سنت تفضیلہ وغیرہ حق و باطل میں تمیز کرنے والے ہیں وہ علیحدہ ہیں نہ تم سے سنی نہ ہم سے شیعہ ہیں ان کی جانب ہمارا روئے خطاب نہیں ہے۔ افسوس
 ہے تم ایک اہل سنت کے گروہ میں اپنے کو سمجھتے ہو لا واللہ لا اس قول سابق میں تم نے حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ لکھا ہے یہ صرف تمہارا کید غطیم ہے ورنہ تمام کتاب دیکھو ادنے ادنے صحابی وغیرہ کو حضرت کے لفظ سے مخاطب کیا ہے مگر حضرت علیؑ کو جناب امیر کے سوا کہیں حضرت سے مناسبت نہیں دہی۔
 شیعہ اہل حق کی کتب مناظرہ دیکھو جعفر حدیثین روایتیں اثبات خلافت بلا اصل حضرت علیؑ میں پیش کرتے ہیں کلام صحاح اہل سنت سے کہیں کوئی حدیث کوئی روایت اپنے یہاں کی کتابوں کی نہیں لکھتے اور لطافت یہی ہے کہ دروغ کو رائد بدیہ پابند رہنا اسی ختم رسالہ کو دیکھو کوئی قول کوئی روایت اپنی کتاب کی ہم نے نہیں لکھی بخلاف تمہارے کہ تم نے روضۃ الصفا پر جو ایک مورخ سنی الذہب کی تاریخ ہے اپنی کائنات صحر کی اور اسی کو سرمایہ حیات سمجھ کر اول جلول بگتے گئے اب تک کسی سنی نے روضۃ الصفا کو شیعہ کی کتاب نہیں کہا نہ اس کی روایات بے سرو پا افسانے پر لحاظ کیا مگر چونکہ تمہارا طرف اتنا ہی ہے پس اسی تاریخ کو لے بیٹھے اور لگے اناب

شناپ بکنے۔ پہلا مناظرہ میں تاریخ کی کہان گنجائش اور اس کا کیا اعتبار مگر غیب۔ اگر
تسریق ثانی کی بھی تاریخ ہو تو کچھ وقعت ہو سکتی ہے نہ کہ اسپینہ ہی مذہب کی تاریخ
پر یہ ناز یہ اچھل کود۔ اب تم کو چاہیے کہ کسی سے دریافت کرو مصنف روضۃ الصفا
سنی جری یا شیعہ اور اگر تم کو عقل ہو تو خود ہی اس کی تحریر تعصب آمیز پر خبیث ال کر سکتے
ہو کہ کوئی عالم یا سوتخ شیعہ کا ایسی روایات و افسانے زخماقت عقل و نقل کہے
سکا۔

سجرات و کرامات حضرت علیؑ و ائمہ ہدایت علیہم الصلوٰۃ والسلام اہل سنت کی صاحبہا
کنست ہون میں ہزار ہا درج ہیں ان کو بہتین موضوعات و مختصرات سمجھو اور اہل سنت
کیون منکر ہونگے سبجرائیکہ بہ قول تمہارے کارروائی الحافی شیعوں کی
ہو گی۔

کیون صاحب مخرطاب کی کرامات تو مندرجہ دلائل النبوة اور مالک موطا و
اخبار مشورہ تسلیم کیے جاوین اور حضرت علیؑ کے سجرات موضوعات سمجھے جاوین
مصرع برین عقل و دانش بیاید گریست۔

اصل یہ ہے کہ تم شیعہ سے سنی کیا ہوئے اسلام و ایمان کو خست کردیا اور
تمام کتب اہل سنت پر پانی پھیر دیا۔ بدنام کتہہ نکونامے چند۔

دیکھو مختصر فتوحات مکیم شعرا نے لکھا ہے محی الدین عری کی دختر یکسالہ نے ان مسائل
سخت کا جواب دیا جس میں خلیفہ دوم سہیل عالم و مجتہد حیران رہا طرہ یہ کہ وہ دختر جس زمانہ
میں اپنی مادر کے شکم میں تھی اس کی ماں کو چھیک آئی الحمد للہ کہ انڈرون شکم سے
یرجاک اللہ کی آواز آئی حاضرین نے سنا۔ غیب امیر منظم العجائب والازائب

کے محجرات و کرامات کا یہ انکار اسی ذبا اللہ من الشیطان المریم۔

اب جو ہر نے اپنے ہم مشربوں کو اصرار کیا ہے کہ ہرگز چند اعتراضات حضرت علیؑ کے حال و حال پر کیے ہیں اور کسی کتاب سے دیکھ کر ٹوٹی چوٹے جواب بھی اہل سنت کی طرف سے دیئے ہیں

اور شیعوں سے طالب سوال ہیں۔

جو وہی کہتے ہیں کہ شریف مرتضیٰ علیہ الرحمہ نے تنزیہ الانبیاء میں ان سوالات کے جواب غراب لکھے ہیں۔ یہ خوش تیرہ سو برس بعد ان اعتراضات کے جواب آپ نے لکھے ورنہ کسی سے ان کے جواب کیوں دیئے گئے بلکہ غیر ممکن تھے۔

سبحان اللہ یہ اعتراض ایسے ہی ہیں جن کے جوابات سوائے آپ کے اتنی مدت تک کسی سے ہوئے ہی نہیں۔

کن بین دیکھو ایک ایک سوال کے سو سو جواب دیئے گئے ہیں تنزیہ الانبیاء میں جو جواب درج ہیں اونے بڑے بڑے ممکن ہی نہیں۔ جناب علم الہدیٰ نے اعجاز اسد اللہی دکھایا ہے اور نواصب مردود و ملعون کو قعر جہنم تک پہنچایا ہے تم کیا سمجھو کیا پڑی کیا پڑی کا شور بہ تم کو علمائے فریقین کے کلام کی کیا قدر اور کیا فہم مولوی جہانگیر خان شکوہ آبادی نے لکھا ہے کہ منشی صاحب نے حق تالیف اسرار الہدیٰ مجھے دیا ہے پس اگر تم کو کچھ بھی عثر کا مادہ سپرد تاؤ منشی کیوں کہلاتے خدا کی شان لکھو نہ پڑی نام محمد فضل

خلاصہ یہ کہ ان اعتراضات شیطانی کے سد ہا جواب ہو چکے ہیں جسے دیکھنا منظور ہو تنزیہ الانبیاء وغیرہ میں دیکھ لے اور ہم کو معلوم ہے کہ ایک صاحب ذی علم اسرار الہدیٰ کا اور جواب لکھ رہے ہیں منتظر بایداد۔

ہماری اس مختصر تحریر میں اس قدر گنجائش نہیں اور تحصیل حاصل بھی ہے۔

ہزار ہا برس سے مناظرہ کا میدان وسیع ہو رہا ہے مخالف نے ایک سوال کیا اہل حق کی ہانت سے سو جواب دیئے گئے اب تک کوئی کتاب کوئی رسالہ کوئی قول اہلسنت کا ایسا نہیں ہوا جس کے دلائل میں جواب نہ ہو گئے ہوں پس ان اعتراضات مردود و مٹرو کی کسب بساط ہے۔

دہریئے خدا کے وجود کا سوال کرتے ہیں۔

یہ چرچے وجود شیطان و فرشتگان مقررین کے قائل نہیں۔ حضرت عیسیٰ کو بے باک پیدا ہونا نہیں خیال کرتے۔

مہودی نعوذ باللہ منہا حضرت عیسیٰ کی شان میں کیا کیا کفر بکتے ہیں۔ عیسائی اس حضرت کی رسالت و نبوت میں نعوذ باللہ منہا داغ لگاتے ہیں انواع اقسام کے اتہام و الزام قائم کرتے ہیں۔

وہابی حضرت رسول اللہ کو معاذ اللہ منہا خدا کے مقابلہ میں ایک چار سے مناسبت و مشابہت دیتے ہیں ان کی شفاعت کے سکران کی حیات ابدی سے انکار آنکے روضہ مقدسہ کو جہنم اکبر جانتے ہیں ان کی تعظیم و تکریم کو نہیں مانتے۔ ویسا ہی نواصب و خوارج اور ان کے ہم مشرب و ہم زبان حضرت علیؑ پر اعتراضات بیجا و ناروا کرتے ہیں۔

سیان جو پر ہیں کہ انھوں نے تمام سعیت و مخلوق کامرز و بیج خدا ہی کو قرار دیدیا نعوذ باللہ اور سگے تقدیر برحق کی ہانگ لگانے۔

اب ہم سے چند اعتراض عجیبہ و واقعات غریبہ جو صحاح مستند اہل سنت میں بسطور ہیں سنو اور جواب دو۔

سیان ابو حنیفہ میں جو کہتے ہیں۔ ایمان وہ چیز ہے نہ گھٹے نہ بڑھے اسی لیے ایمان ابو بکر
والجلیس برابر ہے۔

عمر خطاب میں کہ جنھوں نے معاملہ سیرطاس میں رسول اللہ کو ہنپان بکنا کہہ دیا اور ابو حنیفہ نے
انہیں حضرت خلیفہ ثانی کو ہنپان سے نسبت دی۔

صلح حدیبیہ میں باعلان نبوت میں شک کیا کہ آج کا سا شک کہی نہیں ہوا۔
بی بی عائشہ میں جنھوں نے عثمان بن عفان کی نسبت فرمایا۔ اقتل الفشل۔
سعاویہ صاحب میں جنھوں نے ابو بکر و عمر کو غاصب خلافت محمد بن ابوبکر کے خلاف میں تحریر
کر دیا۔ بی عائشہ میں جو صفت جنگ جمل میں حاضر ہو کر حضرت علی سے جدال پر تل گئیں اور
لڑیں یہاں تک کہ مخدول ہوئیں۔

عثمان بن عفان میں جنھوں نے اپنے ارتداد سے توبہ کر کے تشریری توبہ نامہ صحاب
رسول خدا کو لکھ دیا اور پھر بھی اُسپر قہم نہ ہے۔

سفیان ثوری عالم اہل سنت میں جنھوں نے ابو حنیفہ کی نسبت لکھ دیا کہ مجھ شخص دین کو
ٹکڑے ٹکڑے کرتا تھا۔ خوب ہوا گر گیا۔ ایسا مولد شوم اسلام میں پیدا نہیں ہوا۔

حمیدی استاد بخاری نے ابو حنیفہ کی نسبت صاف کفر کا فتویٰ دیا۔
امام غزالی نے علی الاعلان فتویٰ دیا کہ ابو حنیفہ نے شریعت کو الٹ دیا اور الزحری۔

علامہ خطیب نے صاف کہہ دیا کہ ابو حنیفہ و جال ہے۔
پیر و ستار غوث اعظم نے فرمایا کہ ابو حنیفہ کافر ہے۔ گمراہ و گمنام ہے۔

وہی ابو حنیفہ میں جنھوں نے کہا احادیث نبوی کو نعوذ باللہ سور کی دُور سے چھیل ڈالو
شیخ عبدالحق محدث دہلوی تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں ابو بکر اذل الطین قریش میں۔

خالد بن ولید خلیفہ ثانی کو اعلیٰ بن جنتہ کھا گئے۔

تو اس وقت حکیم صحابیہ میں عمر خطاب کو کشتی زمین تعمیر سے غمزدہ اور غمزدہ امیر المومنین اب
خدا سے ڈر۔

حضرت عباس امین خلیفہ صاحب کی نسبت فرمایا کہ اعدائے اللہ بنظر امت

تو وہ خلیفہ ثانی اپنے نسب سے لاعلمی ظاہر کرتے رہے۔ ہم سب امور ہم پہلے سچوالہ
کتاب اہل سنت لکھ چکے ہیں اور ہزاروں مطاعن و معائب ہیں جن سے کتاب میں نہیں
ہم کہنا تاکہ کہیں۔ ہمارے ناظرین رسالہ کو غلیان ہو گا کہ آیا وہ کس قسم کے اعتراضات
میں جو نواصب و جوہر نفہم نے کیا ہیں جبکہ جواب آج تک نہیں ہوا۔ لہذا مختصر الفاظ
میں ہم کے وسیع ترین ملاحظہ ہوں۔

اول جناب امیر نے تمام مال و سناں اسلم و قسٹ حضرت عثمان خلیفہ برحق پر تصرف
نا جائز کیا۔ حالانکہ مال مسلمان پر شرعاً و عرفاً تصرف جائز نہیں۔

دو تیس عثمان نے جبکہ دعویٰ کیا تو فوراً دیدہ بے خود خود بردہ کر جائے۔
پھر تصرف باعث گناہ کبیرہ کا ہوا۔ اور مرتکب کبیرہ لایق امامت نہیں ہو سکتا
جواب۔ یہ مال عثمان کا ترکہ حید و پیرہ تھا بلکہ بیت المال کا مال تھا اس پر
خلیفہ برحق کو تصرف جائز تھا ورنہ عثمان نے جھوٹا دعویٰ کیا ان کو کہ بکر

مل سکتا تھا۔ ایسا ہی عمر خطاب نے بعد وفات ابو بکر و عثمان نے بعد انتقال عمر
خطاب عمل کیا پھر جواب ہی جوہر کا جسے ہم بھی تسلیم کرتے ہیں نہ اس وجہ سے کہ عمر و
عثمان نے ایسا کیا بلکہ جس طرح خلافت خدا واد پر قابض ہوئے وہ ایسا ہی اس مال پر
بھی کسی نظیر کی ضرورت نہیں ہر عمر میں خلافت و بیت المال کے جناب بابر ہی مستحق تھے

مگر غضب و جبر و تعدی کا کیا علاج۔ صبر و سکوت کا حکم تھا اس پر
حائل رہے۔

دوسرے اولاد اہمات کے مسائل میں جناب امیر نے مذاہب مختلفہ اختیار کیے ایک
حالت پر قائم نہ رہے اول آپ بیچ اولاد اہمات کے قائل رہے زمانہ خلافت محمد بن
میں جب باجماع اصحاب بطلان بیچ اولاد اہمات پر زور ہوا تو آنجناب بھی اس اجماع میں
شامل ہو گئے۔ بعد ازاں اپنے عہد خلافت میں جواز بیچ کا فتوٰ لے دیا۔ اس پر قاضی کج
نے اعتراض کیا کہ تیری رائے جماعت کے ساتھ پسندیدہ تر ہے تیری اکیلی رائے
میں اور خود بھی جناب کا قول ہے۔ تحقیق ہاتھ اللہ کا جماعت پر اور جماعت کی نصرت
پر خدا کا غضب ہے۔ نیز کلام مجید میں یہ فقرہ ہے ومن بیع غیر سبیل المؤمنین۔ منہ اطاعت
پا۔ بیع غیر راہ مؤمنین کے۔ پس مخالف اجماع کیوں ہے۔

جواب۔ جناب امیر خلیفہ برحق نے وقت سن الاقوال و مجتہد مطلق تھے اس لیے آپ کو
اہتمام و نیرانا اور فتوٰ دینا درست ہوا اسی طرح خلفائے ثلاث نے بھی اکثر
مسائل میں عمل کیا ہے۔ اور اجماع زمانہ خلافت عمر خطاب قطعی نہ تھا بلکہ ظنی و سکوتی
تھا۔ پس باتفاق اصولین مخالفت اجماع ظنی و سکوتی جائز ہے اور جبکہ باقرار نواصب
جناب امیر بھی اجماع میں داخل تھے اور اس سے مخالفت کی تو اجماع بالا اجماع متغیر ہوا اور
در صورت تغیر قابلیت حجت کی نہیں رکھتا۔

ہم اس جواب سے اتفاق نہیں کرتے جناب امیر کا اس مسئلہ میں جو پہلا فتوٰ لے تھا
وہی تادم حیات۔ عمر خطاب کے وقت میں جو بطلان بیچ اولاد اہمات پر اجماع ہوا
وہ بالکل ناجائز خلاف شریعت ان کی خود پسندی و خود آرائی سے ضد ہوا ایجاد دین میں

میں جو مقلد ان کے ایک عہد میں تھے جناب امیر کیوں ایسی بیہودہ ایجادوں میں شریک ہونے لگے۔ عمر خطاب کے عہد میں جناب امیر قاضی نہ تھے مفتی نہ تھے نہ ان کی رائے پر قصایا کا فصل مختصر تھا کچھ کو پھر ثابت ہوا کہ اس کے بعد کی ایجاد میں آپ اجماع کے شامل ہو کر کوئی نیا کوئی فتوے اس عہد کا کہنا ہوتا جس سے ثابت ہوتا کہ اب اجماع باطلہ سے مستفق ہوئے۔ عہد قول جناب امیر کا تحقیق ہا تمم اللہ کا جماعت پر ہے اے آخرہ۔ کس کتاب میں درج ہے۔ اور اس کا کیا ثبوت ہے کہ آپ ہی کا قول ہے۔ ہرگز یہ قول آپ کا نہیں ہے۔ صرف اجماع و جماعت صحیح و جائز ہونے کو یہ قول آپ کا ہفتہ یوں نے بنالیا ورنہ اجماع خلافت ہے کو آپ ہمیشہ باطل و ناجائز سمجھا کیے۔ تو اور مسائل میں اجماع کی کیا وقعت ہوگی باطل پر ضد ہا اجماع ہوا کیے مگر آپ نے حق کو نچھوڑا اور باطل کا ساتھ دیا کلام مجید کا فقرہ بجز طریقہ سونین غیر کی قیمت سچا ہی درست و بجا ہی اسی پر جناب امیر نے عمل کیا۔ دیکھو حدیثین بخاری و مسلم حق تھیں علی کے ہیں اور علی ساتھ حق کے۔ قرآن ساتھ علی کے ہے اور علی ساتھ قرآن کے۔

ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ رسول اللہ و ابو بکر کے عہد میں بیچ اولاد اموات کا جواز تھا۔ عمر خطاب کے عہد میں اس کے بطلان پر کیوں اجماع ہوا آیا بجز کج رائی و خود پسندی کے اور کوئی بات تھی۔ حضرت علی نے اپنے عہد مبارک میں وہی جواز قائم رکھا جو رسول اللہ کے زمانہ میں تھا۔ قاضی شریح مردود دلا کہ چٹھے پکارے اس کی کیا اصل کہ اعتراض کرتا وہ کون تھا خلیفہ وقت پر انحصار فصل قضایا تھا یا ہفتی پر یہ سب سکری و مجلس سازی نواصب مردود اور ان کے ہمزبان مطرود کی ہے۔

جناب امیر کا قول فوسل طرز معاشرت رفتار گفتار سب کچھ ابتداء سے انتہا تک ایک رہی۔

تیسرا جناب امیر نے مسئلہ توریث جہدین احکام مختلف جاری فرمائے ایک حالت پر قائم رہے حالانکہ خود ہی جناب کا قول ہے۔

ترجمہ جو شخص ارادہ کرے کہ در آوے در بیان دوزخ کے پس چاہیے کہ وہ کلام کرے مسئلہ جہدین۔

جواب جوہر۔ امر واقعی مجھ سے ہے کہ اس مسئلہ میں بہت بڑا اختلاف تھا نہ یہ مسئلہ خلفائے ثلاثہ کے زمانہ میں طے ہوا۔ نہ جناب امیر کے چنانچہ اس مسئلہ کی بہت بڑی بحث در باب توریث جہدین ہو کر نہ بدین ثابت زمانہ عمر خطاب میں ہوئی۔ مگر تصفیہ کلی نہیں ہوا۔ پس در صورت اختلاف مجتہدین مجتہد وقت اپنے اجتہاد کو جاری کرے تو نقصان کیا ہے۔ اور ہم فرماتا آپ کا کہ جو شخص ارادہ کرے کہ در آوے دوزخ میں لے آخرہ از راہ احتیاط مہیا کیونکہ اس مسئلہ میں کوئی نص قطعی نہ تھی کہ اس پر حکم کیا جاوے اور جبکہ کسی مسئلہ میں آیت یا حدیث نہیں ملتی تو قیاس کو دخل دیا جاتا ہے ہم کو اس جواب سے اتفاق نہیں ہے۔

اولیٰ تو احکام مختلفہ لکھنا چاہیے کہ جناب امیر نے اس مسئلہ میں ایک حالت پر قائم نہ کیا۔

دویم اس قول کی صداقت کہ مسئلہ جہدین کلام کرنا دوزخ کے داخلہ کا ارادہ کرنا ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ ایک ایسا شدید ہے اور سخت نہیں ہے جس کے لئے

خواب الہی نے ایسا فرمایا۔ خلفائے ثلاثہ کے عہد میں جاہلیت و کج رائے و قیاس پر زیادہ عمل تھا اس لیے بحثیں ہوئی ہونگی اور مسئلہ نہ طے پایا ہوگا مگر جناب الہی نے اپنے عہد مبارک میں دودھ اور پانی الگ کر دیا کوئی بحث باقی نہ رہی۔ اس مسئلہ کی کیا حقیقت تھی جو طے نہاتا۔ دیکھو تنزیہ الانبیاء و دیگر کتب فقہ شیعہ اہل بیت اطہار۔

ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ میں ابو الجہری سے روایت ہے کہ ہم سے علی نے بیان کیا کہ مجھے رسول خدا نے عین کی طرف بھیجا اور میں جوان تھا۔ میں نے عرض کیا کہ اے رسول خدا آپ مجھے ایک قوم پر بھیجتے ہیں کہ میں ان میں فصل قضا کر دوں میں جوان آدمی ہوں۔ حضرت نے فرمایا آؤ میرے پاس آؤ میں آپ کے قریب گیا آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا بار خدا علی کے سینہ کو ہدایت سے بہر دے اور اس کی زبان کو ثابت رکھ۔ علی فرماتے ہیں اس کے بعد پھر میں نے دو شخصوں کے فیصلہ میں کہی شک نہیں کیا اسی حدیث کی تفسیر میں لکھا ہے۔ ایک شخص کو عمر بن خطاب کے پاس لوگ لا کر حاضر بنے اس سے پوچھا کیف اصبحتم اس نے جواب دیا اصبحنا حب الفتنۃ واکراہ الحق واصرہ الیہود والنصارۃ وادمنہم عالم امرا کا واقعہ عالم مخلوق۔ اس کلام سے لوگوں کو حیرت ہوئی اور کسی کے ذہن میں اس کے معنی نہ گزرے۔ پھر خطاب نے حضرت علی کو بلایا آپ نے اس کا یہ کلام سنا و فرمایا یہ سچ کہتا ہے۔ بیشک یہ دو سید ائمہ ہیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ انما اہواکم واولادکم فتنۃ۔ یعنی تمہارے مال و اولاد فتنہ میں اور حق یعنی سوت کو

مکروہ و براہانتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَجَاءَتْ سَكْرَاتُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَالِثَاتٌ مَّا لَتَمَنَّاهُنَّ لَوْ جَاءَتْهُنَّ بِمَعْرُوفٍ**۔

یعنی بدبوشتی موت کی حق کے ساتھ آئی چھ وہ چیز ہے جس سے تو کتراتا تھا اور یہ شخص مصداق اہل کتاب ہے کہ قال اللہ تعالیٰ **وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتْ النِّصَارُ لَنَا** علیٰ اشقی **وَقَالَتِ النِّصَارُ لَيْسَتْ الْيَهُودُ عَلَیْهِمْ**۔ یہودی نے کہا نصاریٰ کے کسی دین پر ہمیں اور نصاریٰ کو کہا یہودی دین پر ہمیں حالانکہ وہ سب کے سب کتاب پر مبنی ہیں لیکن جو بنی ہوئی ہے یعنی اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اُس ذات وحدہ لا شریک کو بن دیکھے مانتا ہے اور مقرر غیر مخلوق ہے یعنی مقرر ساعت و محادثہ ہے۔ حضرت علیؑ کی یہ گفتگو سن کر عمر خطابؓ نے کہا سپاہ مانگتا ہوں خدا سے اُس دن کے لیے حسین علیؑ نہوں۔

سید ابن السیب کہتے ہیں عمر خطابؓ اکثر کہا کرتے **اللَّهِمَّ لَا تَقْبَلْ لِعَصْنَةِ** لیس لھا ابو الحسن۔ یعنی خداوند اُس زمانہ سے پنا مانگتا ہوں حسین علیؑ نہوں۔

کیون جو ہر صاحب جس کا سینہ بدعا کے رسول اللہ نور ہدایت سے معمور۔ اور زبان حق سے محاشات و مناسبت کھلی رکھتی ہو اور خلیفہ ثانی کے عہد میں ایسے مسئلہ لائیکل کا انکشاف و اسرار نہانی کا اظہار ہو اُس سے مسئلہ توریث جدیدین اختلاف ہو۔ لا واللہ لا۔ یہ شخص کید عظیم اخوان الشیاطین ہے۔

ترمذی میں ابن سعد سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت علیؑ سے پوچھا کیا وجہ ہے آپ حدیث کرنے میں سب سے زائد ہیں۔ جواب دیا کہ جب میں رسول خدا

سے پوچھتا تب بھی آپ جواب دیتے اور جب نہ پوچھتا تب بھی آنحضرت
ابتدا فرماتے۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں عمر خطاب فرمایا کرتے کہ علیؑ کے سشل کوئی قاضی نہیں
ابن مسعود کہتے ہیں مدینہ والوں میں سب سے زائد قاضی حضرت علیؑ
تھے ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب ہمیں کوئی آیت حضرت علیؑ سے حدیث کرتا
تو ہمو غدر نہ ہوتا۔

سعید بن السعید کہتے ہیں اس مشکل قضیہ میں حسین علیؑ نہوتے عمر خطاب
اللہ سے پناہ مانگتے تھے۔ سعید بن السعید کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے سوا
صحابہ میں ایسا نہ تھا جو سلوئی کرتا ہو یعنی مجھ سے پوچھو ابن عباسؓ ابن مسعود
سے روایت کرتے ہیں سارے مدینہ والوں میں سے علم منہ النص میں دانا
تراور قاضی علیؑ ابن ابی طالب تھے۔

چوتھا جناب امیرؑ نے ایک زندیق کو آگ میں جلوا دیا۔ اس قصہ کو شریف مرتضیٰ
نے تتریمہ الانبیاء والایمہ میں لکھا ہے۔

ترجمہ تحقیق جناب امیرؑ نے ایک شخص کو آگ میں جلوا دیا جس نے لوٹدی
کے ساتھ اعلان کیا تھا۔ حالانکہ حدیث شریف علیہ السلام میں سخت ممانعت ہے۔
قال رسول اللہ لا یغضب اب الناس۔ نہ غدا کر کسی پر آگ کا۔ پس جناب
امیرؑ نے صریح خلاف حدیث عمل درآمد کیا۔

جواب۔ واقعی جناب امیرؑ نے زندیق لوطی کو اپنے حکم سے جلوا دیا سبب
یہ ہے کہ جناب کو یہ حدیث معلوم نہ تھی جب یہ حدیث پہونچی اپنے سرو پر

نذرت فرمائی۔ مجتہد باوجود خطا کے بھی صواب کا مستحق ہوتا ہے اور انسان خطا و نسیان سے مرکب ہے۔

ابوبکر کو بھی میراث جہہ معلوم نہ تھی۔ منیر بن شعبہ و محمد بن سلمہ سرکر آپ نے حکم میراث جاری کیا۔

ہم کہتے ہیں یہ جواب جو ہر کام میں پردہ داری ابوبکر کے لئے ہے کہ وہ میراث جہہ سے لاعلم تھے۔ تعجب ہو جو اعلم الناس باب دینیہ علم نبوت ہوا اور قبول خبر صادق قرآن کا ہزار و ہجدم و منفس ہوا اسے بیس سال تک حدیث نبوی سے لاعلمی رہے یہ ممکن نہیں اور عقل بشر پر قبول نہیں کر سکتی۔ اگر یہ حدیث عذاب نار کی صحیح ہوتی تو ضرور آپ اسی پر عمل کرتے کیونکہ آپ زیادہ قرآن و احادیث صحیحہ کا واقف کار کو ن ہو سکتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ یہ حدیث موضوعی بعد خلافت جناب امیر محمد بنی اہیہ میں صرف الزام دہی کے واسطے بنائی گئی۔ حدیث سرکار اپنے سہو سے نذرت فرمانا کس کتاب میں لکھا ہے کچھ بھی تو حوالہ دینا تھا ایسی اول حلول باتین بک دینا بجز مجذوبانہ بڑے کے اور کیا سمجھا جاوے دعویٰ بے دلیل قبول خرد نہیں۔

جو سزا جناب امیر نے دی بہت ہی بجا اور مطابق شریعت خدا و رسول ہے۔ مہرارا میچ تو تب ظاہر ہوتا کہ جہان جناب علم الہدائے زندیق لوطی کو جلانا تنہا میرا لایا میں تحریر فرمایا ہوں وہاں جواب اور دلائل معقول بھی لکھے ہیں ان میں سے کچھ بھی لکھتے تو داست و دروغ معلوم ہو جاتا مگر نواصب اور تم کو صرف اعتراض عذاب نار کا ہے اور بیساختہ دل کر ٹھٹھا ہے کیا کھینے زمانہ ماسبق میں جناب امیر کو صبر و سکوت کی ہدایت تھی ورنہ بڑے بڑے ریشائیل پیر نابالغ اس عرض میں مبتلا تھے وہ بھی حاکم

راکم کا ڈھیر کر دیے جاتے۔

مفسر اصح و غیاث اللغات وغیرہ دیکھو انہیں فصل کو علت مشایخ سے مناسبت دیجئے،
بلکہ اصلی معنی ہی علت مشایخ کے لکھ دیے ہیں۔

پہونکہ نبی عباسیہ کے زمانہ میں عورتوں کے ساتھ لواطہ کرنا از حد رائج تھا اس واسطے
محدثین اہل سنت نے یہ روایت بنائی کہ آیہ نساء کم حرث لکم اسی بارے میں نازل
ہوا کہ عورتوں کی دہریں جماع کرو جسکی قباحت پر تنبیہ ہو کر متاخرین نے صحیح بخاری وغیرہ
سے لفظ دہر کو نکال دیا۔ مگر الجنیفہ نے عام فتوے دیدیا کہ عورتوں کے ساتھ لواطہ
جائز ہے اور اس کی کوئی اصلاح بھی نہ کر سکا چنانچہ امام طحاوی شرح معانی الآثار
میں لکھتے ہیں کہ کہا عبد اللہ بن قاسم نے میں نے کسی ایسے شخص کو جو قابل اقتدا ہو
امردین میں ایسا پایا جو اس میں شک کرتا ہو کہ عورتوں کی دہریں وطی کرنا حلال ہے
بعد اس کے اسی آیت کی تلاوت کی اور کہا کہ اب اس سے بڑھ کر کوئی آیت صاف
ہوگی اور یہی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ اگر وطی کرے اپنے غلام کی دہریں یا لونڈی
کی دہریں یا عورت کی دہریں تو اس پر حد نہیں۔ اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں
لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

پانچواں جناب امیر نے ایک شرابی پر حد شرع جاری کی اور وہ مر گیا تو آپ نے اس کے
ورثہ کو دیت عطا کی۔ پس جناب کو اپنی رائے پر شبہ ہوا جو ورثہ سے بہتونی
کو دیت دی۔

جواب :- دیت ورثہ کو بنظر احتیاط دی نہ ازراہ شک اگر شک ہی ہوتا تو حد
کیون جاری فرماتے پس احتیاط فرمانا باعث کمال تقویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اولاً هم المتقون خیر سی صحیح۔

چہشت۔ جناب امیر نے ولید بن عقیل کے خوف چالیں کہ نصف حد سے در سے لگو اگر پاس قرابت عثمان چھوڑ دیا۔ حالانکہ یہ فعل مخالفت کتاب اللہ و سنت ہوا۔

جواب۔ اس لئے نصف حد جاری کی کہ ایک شاہد نے شراب پینے کی دھمک دینے کو دینے کی شہادت دی پینا نہ پینا برابر ہوا پس نہ مخالفت کتاب اللہ نہ رعایت رشتہ دار کے عثمان۔

ساتواں۔ ایک مجرم نے اپنے جرم سے اقرار کیا اور اپنے اوپر حد جاری ہونے کی درخواست کی مگر جناب امیر نے بغیر قصاص چھوڑ دیا۔

جواب جوہر۔ مقتول کے ورثا نے اس مجرم پر قصاص نہ چاہا جناب نے انہی رائے کو مجرم کو نہیں چھوڑا۔

آٹھواں۔ مولانا حاطب کو سنگسار کیا۔ حالانکہ وہ لونڈی تھی جس پر رحم نہیں۔

جواب جوہر۔ حاطب نے لونڈی کو آزاد کر دیا تھا۔ پس آزاد پر حد جاری کیا جانا شرع شریف میں جائز ہے۔

نواں۔ ایک چور کی بجائے ہاتھ کے اونٹکیان خبر سے کٹوا دیں۔

جواب جوہر۔ یہ قصور جلاو کا تھا جو حکم کو اچھی طرح نہ سمجھا۔

دسواں۔ جناب امیر نے بچوں کی شہادت منظور کی حالانکہ نص قرآن کے خلاف ہے۔

جواب جوہر - وہ بچوں کا حاملہ تھا اور لوڑ ہا و جوان کوئی واقف کار نہ تھا۔

گیارہواں - ایک دو چشم سے ایک چشم کی انگٹھ چھوڑ ڈالی قصاص میں ظالم کی دونوں انگٹھیں چھوڑنے کا حکم دیا گیا۔

جواب جوہر - ظالم ایک چشم کی انگٹھ حکم دو انگٹھ کا رکھتی تھی۔

بارہواں - جناب امیر نے حد سرقہ ایک نابالغ بچہ پر جاری کی حالانکہ وہ مرفوع القلم ہیں۔

جواب جوہر - تادیباً و تنبیہاً اپنی سزا چاہتا ہے۔

تیرہواں - ایک چور نے حضور میں جناب امیر کے حاضر ہو کر جرم کا اقرار کیا۔ اور حد جاری ہونے کی درخواست کی۔ جناب نے بتیرہ قصاص کے چھوڑ دیا۔ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے۔

جواب جوہر - اسکا ذکر کتب اہل سنت میں نہیں ابن بابویہ قمی شیعہ نے اپنی کتاب مستندین لکھا ہے شیعوں سے جواب لینا چاہیئے۔

ابن بابویہ قمی علیہ الرحمۃ نے جہاں یہ حال لکھا ہے وہاں وجوہ رہائی بھی درج کیے ہیں۔ اونکو تم نے کیوں ترک کیا۔ مقرر جرم فاجر العقل تھا کوئی مدعی نہ تھا کوئی محل چوری نہ کیا تھا پس کیونکر سزا ہوتی۔

چودہواں - بخاشی حارثی شاعر لوگ جناب امیر کے روبرو بکڑلائے جس نے رمضان المبارک میں شراب پی تھی آپ نے حد سے بیس درے زیادہ لگوائے حد الہی میں زیادتی کی۔

جواب جوہر۔ اس روایت کو بھی ابن بابویہ قمی نے لکھا ہے شیعوں پر جواب دہی فرض ہے۔ مگر رمضان کی حرمت سمجھ کر جناب امیر نے بیس درتے زیادہ لگوا دیئے ہونگے مگر یہ بات محض لغو ہے اور جناب امیر کی ہجو۔ ہم کہتے ہیں ابن بابویہ علیہ الرحمۃ نے قول نواصب کی نقل کر کے جواب لکھا ہے کہ اتکا اعراض زیادتی درون کا محض بے جا ہے اور اتہام۔ جناب امیر نے حالی کے مطابق سزا دی ہے۔

پندرہواں۔ جناب امیر نے دعویٰ الوہیت کیا جیسا کتب سنی و شیعہ میں مرقوم ہے الست برکم وان انشی الاس واسع وانا محی لایموت پس جناب دائرہ اسلام سے خارج ہوئے

جواب جوہر۔ مجھ قول نواصب کا محض خلاف ہے اس کا مذکور کتب معتبرہ اہل سنت میں مطلق نہیں اور نہ کوئی سنی المذہب اس بات کا معتقد ہے کہ جناب امیر نے کلمہ شہرک اپنی زبان مبارک سے فرمایا ہو۔ ہاں اس قسم کے عقائد پر مکائد البتہ ابن سبا کے چیلوں نے اپنی کتب مستندہ میں درج کیئے ہیں پس اس کا جواب بھی فرقہ عبد السبابہ کے ہی ذمہ ہوگا۔ اگر بغرض محال یہہہ اتہام تسلیم بھی کر لیا جاوے تو تبلیغ کی طرف سے یہہہ جواب قرین بصلحت ہوگا کہ اکثر یہہہ حالت اولیائے کرام و صوفیاء عظام پر طاری و ساری ہو کرتی ہے چنانچہ حدیث متفق علیہ میں واقع ہے۔ انت عبدی وانا ربک اخطا من شدة الفرج۔ تو سیر زندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں خطا کی میں نے غلبہ خوشی میں۔ پس جو امر عالم بخودی میں سرزد ہو اس پر طعن کرنا خود ہی مورد لعن بنا ہے۔ جن اولیائے اللہ کی نسبت نواصب کو بھی حق عقیدت

ہے اُن میں سے بعض نے اس قسم کے کلمات عالم مسیحوی میں اپنی زبان سے نکالے ہیں۔ پس یہ الزام صریح اہتمام جناب امیر پر کہ سرور اولیاء میں ہرگز عائد نہیں ہو سکتا اور اگر نعوذ باللہ ہو سکتا ہے تو وہ اولیاء اللہ جن کی ولایت کا نواصب کو بھی بدل اقرار ہے اس الزام سے بڑی نہیں ہو سکتے اپنی کتب میر کی سپر کرو۔

ہم کہتے ہیں جو ہر نافعہ نے باوصف انکار اقرار بھی کر لیا۔ اور حدیث متفق علیہ بھی پیش کر دی اور نواصب کے اولیائے مقبولہ کا حوالہ بھی دیدیا کہ اُن کے اولیائے بھی اس قسم کے کلمے زبان سے نکالے ہیں۔ پس سترہ عبدالباقیہ و ابن سبا کے چیلون میں خود ہی باقرار خود شامل ہو گئے مع بادو وہ جو سر پہ پڑا کے بولے۔

ہمارا جواب یہ فرقہ حقہ اثنا عشریہ کی کتابوں میں اس قول جناب امیر کا سایہ بھی نہیں ہے نہ اس فرقہ ناجیہ کا اس پر اعتقاد کہ جناب امیر نے دعوت الہیت کیا نعوذ باللہ وہ قاطع شرک تھے اور قاتل مشرکین۔ دیکھو خانہ کعبہ میں رسول خدا کے دوش مبارک پر سوار ہو کر لات و پیل و غیرہ بتوں کو توڑ پھوڑ کر خاک میں ملا دیا۔
علی بردوش احمد چشم بدور عیان شدہ سنے نور علی نور

جس نے اُن کو خدا کہا او سے جلا کر رکھ کر دیا نا ان ایسے اقوال شیطانی عبد النہانی ابو حنیفہ کے چیلون کی کتابوں میں بہ کثرت مرقوم ہیں اور انہیں کے سرگدائے در یوزہ گردننگ پوش فرقہ پوش کو دعوتے انا الحق و اثارہا کرنے کا استحقاق ہے جو باعلان کر رہے ہیں دیکھو کتب حال و قال اپنے صوفیائے کرام کی اور واقعات تاریخی منصور حلاج وغیرہ پس جبکہ دُھنے جولا ہو نخواست انا الحق کہنے کا حوصلہ ہے تو شرفائے قوم کو اس سے بھی بڑھ کر کوئی کلمہ کہہ دینا کیا عجب ہے۔

جو ہر الایقان بصفہ مولوی مفتی حکیم محمد عبد الکریم دہلوی سنی الذہب میں آنحضرت سے
صحیح حدیث درج ہر لانی لارہ جوامتی فی صحیحہ لابی بکس و عس ما ارجو لہم فی قول لا الہ الا اللہ
ترجمہ۔ اسلئے کہ محمد کو اپنی امت سے ابو بکر و عمر کے ساتھ محبت کرنے میں وہ اسید ہے
کہ لا الہ الا اللہ کہنے میں وہ اسید نہیں ہے انتہی۔

اب فرمائیے ابو بکر و عمر کی محبت لا الہ الا اللہ کہنے سے بدرجہا بڑھ گئی خود رسول اللہ کی
نسبت چہ جائے امتیان پس اس سرور عبد النعمانی میں دعویٰ الوہیت و نبوت
کرنا کیا بعید ہے اور رسول خدا کی نسبت بھی احمد بے میم و غیرہ کہا جاتا ہے اور
مولود و غیرہ میں پڑھا جاتا ہے ہم کو طول فضول کا خوف ہو ورنہ صدہا قول نقل کرتے
جسے دیکھنا ہو کتب صوفیہ میں ایسے دعویٰ ہزاروں دیکھ لے۔

سولہوان۔ جناب امیر نے عراق و بین و عمان کی امارت پر اپنے اقتدار
کو مقدر کیا اور طلحہ و زبیر کہ اصحاب بدر سے تھے کوفہ و بصرہ کی امارت پر پسند
نہ کیے گئے۔

جواب جوہر۔ رشتہ داران باعتبار کاسمقرر کرنا بہتر ہے ان اغیار سے جو
اطاعت میں پسلو متی کریں چنانچہ ایسا ہی عثمان بن عفان نے اپنی خلافت میں کیا تھا
یہ جواب پر وہ داری عثمان کے لئے ہے مگر ہم اتفاق نہیں کرتے۔ جناب امیر نے
عبد اللہ ابن عباس کو کہ ابن عم رسول اللہ بھی تھے امارت دی اور محمد بن ابوبکر کو جو
خلیفہ اول کے تخت جگر تھے اور کسی رشتہ دار کو امارت پر مامور کرنا بتلاؤ مثل
عثمان کے جنہوں نے بنی امیہ خاص الخاص اپنے قرابت داروں کو تمام ممالک
محمروسہ پر قابض کر دیا۔ اور بیت المال انکا شیر مادر ہو گیا۔ دیکھو تاریخ اعظم کو فی

وغیرہ ولید بن عقبہ شمر بنجور کو حاکم کو فہ بنایا جو ہمیشہ حالت نماز میں نچھورو مست رہتا اور کہتا اگر کو اور دور کست پڑھا دیں مروان بن حاکم طریقہ رسول اللہ تھا اس کی نفقت اس کی شرارتوں کو دیکھ کر آنحضرت نے مدینہ سے نکلوا دیا اور نہ پایا یہاں مروان وہ ہے جو کتاب اللہ میں منافقت و طریقہ رسول اللہ میں مخالفت پیدا کیا چنانچہ ابوبکر و عمر نے بھی مروان کو اور دور تک نکلوا یا نگہ عثمان غنی نے جو قصد رحمی کا بڑا خیال تھا نہ رسول اللہ کی سنت پر عمل کیا نہ سیرت شیخین پر با وسعت عمل حدیث نخبہ صادق و بارہ منافقت و مخالفت کتاب اللہ طریقہ رسول اللہ پر اسی و اگر بلا لانا وزیر دربار اعظم مہات مانی و ملکی بنایا نہ خوف از خدا نہ شرم از رسول آخر کتاب اللہ میں منافقت و طریقہ رسول اللہ میں مخالفت جو ان ذات شریف نے کی اظہار شمس و ابدین میں الایس ہے نہ انکا وجود نہ الود و دنیا میں ہوتا نہ اسلام کی ہیبت ہوتی ۔

شمر مروان ۔ یہ کہ قاتلان عثمان شہید مظلوم سے قصاص نہ لیا حالانکہ قرآن مجید میں النفس بالنفس واقع ہے پس در صورت اغماض جناب اسید گنگار ٹہرے ۔

جواب جوہر ۔ جناب امیر پر قاتلان عثمان سے قصاص لینا اس وقت فرض تھا جبکہ وراثتے مقتول قاتل کا نشان دینے قطع نظر اس کے خلیفہ پر عدل واجب ہے نہ تلاش قاتل ۔

ہم کہتے ہیں جبکہ عایشہ صدیقہ مجتہدہ نے باعلان فسق قتل عثمان اکتوا النخل کا دیرپا اور خود عثمان خلیفہ وقت نے اپنے ارتداد و عمل کتاب اللہ و شریعت محمدی پر نہ کرنے کا اقرار کر کے اصحاب جلیل القدر کے روبرو توبہ کی بلکہ تحریری توبہ نامہ با دست

عدم عمل کتاب اللہ و شریعت محمدی لکھ دیا اور بعد از تو بہ نامہ کے بھی اپنے حرکات و
عادات سے باز نہ آئے اور اسی ارتداد پر مصر رہے جیسا ہم نے تاریخ اعظم کو فیضان نامہ
تو بہ نامہ بجنسہ نقل کر کے صفحہ ۱۲۱ و ۱۲۲ میں دکھلایا ہے تو شرعاً و عرفاً اونکا قتل جائز ہو ا
بہر قصاص کیسا اور تلاش قاتل کو۔

اشٹھارہواں۔ یہ کہ ابو موسیٰ اشعری کے گھر کو آگ لگو کر جلوا دیا اور سارا مال و
اسباب اٹکا لٹوا دیا۔ جناب امیر نے زیادتی کی۔

جواب۔ جوہر۔ تاریخ طبری میں ہے معاملہ اس طرح مسطور ہے کہ مالک اشتر
و اُنکے غلاموں تک حرام نے گھر میں آگ لگادی اور سارا مال و مثال لوٹ
لیا اس امر کی جناب امیر کو مطلق خبر نہ تھی زیادتی کیسی۔

ہم کہتے ہیں ابو موسیٰ اشعری سادہ لوح و ورار عقل کے سبب سے خلافت حقہ
درہم و برہم ہو گئی اور معاویہ شامی کی طرف سے خلق رجوع ہو گئی۔ پس اگر ایسے آدمی
کو بھی گھر کے ساتھ ہی جلا دیتے تو خوب ہوتا کیونکہ جس کی ذات سے اسلام میں
فساد و عظیم واقع ہوا اُس کی سزا یہی تھی۔

مالک اشتر و اُنکے غلام تکمال با وفائے بہشت ہی اچھا کیا ابو موسیٰ اشعری کو
بھی خاکستر کر دیتے تو لطف نہ ہوتا۔

ایسواں۔ یہ کہ ابو مسعود انصاری کی جناب امیر نے اہانت کی گنہگار ہوئی۔
جواب۔ جوہر۔ جناب امیر نے ابو مسعود کی اہانت اسوجہ سے کی کہ وہ طرفدار
باغیوں کی کرتے تھے تفہیم میں گناہ کیا ہی۔

ہم کہتے ہیں جب کہ باغیان خلافت کا قتل و قمع جناب امیر پر فرض تھا تو اُنکے

طرفدار حسین رازدار صلاح کار سب قتل کے مستحق تھے انصاری ہوں
یا مہاجر۔

کیون جوہر نامہ ابو ہریرہ سے صحابی خلیل القدر صحابی رسول کو صرف صحیح حدیث
غیبی بیان کرنے کی علت میں خلیفہ ثانی نے اتنے کوڑے لگوائے کہ بیچارہ کی
پیٹھ لہو لہان ہو گئی۔

ابو ذر غفاری صاحب خاص رسول اللہ کو خلیفہ ثالث نے شام سے مدینہ تک
برہنہ اونٹ پر لاکر جلا وطن کر دیا۔ عمار یا سر کو خود خلیفہ نے اتنی ٹھوکرین ماریں کہ ان کو
عارضہ فق کا ہو گیا۔ یہ نظیرین آپ نے نہ لکھیں۔ ابو مسعود کی امانت پر
یہ قیل وقال۔

بیسواں یہ کہ جناب امیر نے اپنے حقیقی بھائی حضرت عقیل کو اس درجہ ناراض کیا کہ وہ
جناب کے دشمن سے جا ملے۔

جواب جوہر۔ جوہر بخش فہیمین جناب امیر و حضرت عقیل کے ہوئی وہ بمقتضیٰ
بشریت تھی جیسے بنیان حضرت موسیٰ و حضرت ہارون اور باہم ابو بکر و عمر شیخین۔
بخاری میں ابو ذر اسے روایت ہے کہ ایک بار باہم ابو بکر و عمر رنج ہو گیا ابو بکر آنحضرت
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مجھ سے اور عمر سے کچھ گفتگو ہوئی اور
رنجش ہو گئی میں اُن پر غصہ ہوا مگر بعد کو میں خود شرمندہ ہو کر عمر کے پاس قصور معاف
کرانے گیا مگر انھوں نے قصور معاف نہ کیا اس لیے آپ کے حضور میں حاضر
ہوا ہوں اس عرصہ میں عمر بھی حاضر ہوئے۔ حضرت کے چہرہ سے آثار غصہ
نمودار ہوئے ابو بکر ڈر سے اور زانوؤں پر کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ

عمر کا قصور نہیں ہے بلکہ زیادتی میری جانب سے ہوئی تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی۔
بخاری بن ابودرداء سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا اللہ خدائے مجھے تمہاری
طرف سے بھیجا سو اول تم نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور ابوبکر نے کہا کہ سچا ہے اس نے
میرے ساتھ اپنی جان اور مال سے سلوک کیا سو کیا تم لوگ میری ساری
کو میری خاطر سے چھوڑو گے۔

یہ حدیث اس مصلحت سے لکھی گئی ہے کہ بتلا ہر نواصب کا جواب ہے مگر
اصل بمقابلہ اہل تشیع خلافت بلا ابوبکر کا اثبات ہے۔ لہٰذا

جو ہر نادان پہر خلافت کا چرخہ لے بیٹھے ہم کہتے ہیں یہ اعتراض ہے جو ہر
کا ساختہ ہے اسی حدیث کے لئے جیسا انکو خود اقرار ہے ورنہ اس اعتراض کی اصل
ہی کیا ہے خانگی رئیسین انحضرت اور ازواج مقدسہ کی دیکھو جن کو ہم نے مختصر لکھا ہے
تب آنکھیں کھلیں گو کہ ہم ان کی تصدیق نہیں کر سکتے مگر تمہاری کتابوں میں فخریہ درج ہے
اس لئے تم کو اپنا اعتبار کرنا چاہیے۔ رہا حدیث سے اثبات خلافت بلا اہل پس جبکہ
وہ حدیثیں جن میں صاف الفاظ میں ابوبکر کا خلیفہ بنانا لکھا گیا ہے کارآمد نہیں تو یہ
حدیث کیا مفید ہوگی جس میں خلافت کا ذکر ہی نہیں۔

خدائے آئہ والسابقون الاولون میں مہاجر و انصار دونوں کی قید لگا دی ہے
تصدیق رسالت اول ہو۔ یا بعد بھیجہ سبقت اسلام ابوبکر کس کام کی رہی اور وہ محدث
حضرت ابوذر غفاری صادق القول بقول خیر صادق کس اصول سے خارج از بحث
قرار پائی جو ابطلہ سے بیان کی گئی کہ حضرت علی سابق الاسلام و صدیق اکبر فاروق
اعظم و یسوع دین ہیں۔

ابو دردا کو جب قابلہ حضرت ابو ذر غفاری کیا وقعت ہو سکتی ہے معلوم نہیں کین کین کی مولیٰ میں -

اکیسواں - یہ کہ جناب امیر نے دوسرے بعد نماز فرض ترک کی مگر کبیرہ ہو اگر کسی کہ محذوری تھی تو در صورت عذر معقول حاجت روشمس کیا ہے -

جواب جو کہ کتب معتبرہ اہل سنت میں روشمس کا ذرہ برابر بھی اغفر نہیں مگر اہل تشیع کی معتبر کتب میں اس قصہ کا ذکر ہے پس اس کا جواب انہیں کے ذمہ ہے - اگر شواہد ملاحامی کا حوالہ دیا جائے کہ جناب امیر کے لئے دوبارہ روشمس ہوا تو جواب یہ ہے کہ وہ شیعوں کی الحاقی کارروائی ہے کسی مفتی سے زیشت کتاب پر لگا کر چھپوا دی ہوگی -

بیان جو بہر تم ایسا کرنا کرتے ہو جیسا جنگ احد و جنین سے لوگ بھاگ کھڑے ہوئے -

ہم پوچھتے ہیں یہ قصہ روشمس شواہد ملاحامی کے پشت کتاب پر درج میں یعنی اوراق علیحدہ پر شیعوں نے چھپوا کر اس میں شیپان کر دیا یا پشت تراشت سے کیا مذکور کے بین میں لکھیں - اور ابتدائے تصنیف سے ایک نسخہ ہائے قلمی و مطبوعہ دونوں میں موجود -

پس تمہارے پاس جو کتاب ہے اس کی پشت پر شیعوں کی الحاقی کارروائی ہوئی نہیں کو اس کی خبر ہوگی دوسرے کو کیا خبر -

افسوس ہے ایسی روایات صحیحہ سے خلاف عقاید اہل سنت تم منکر ہو رہے ہو اور اپنے علماء

مستقدمین و متاخرین کو جھوٹا بناتے ہو۔
 ہم کہتے ہیں اگر رد شمس ہوا تو نماز بھی ترک ہوئی اگر رد شمس نہیں ہوا تو نماز کا ترک
 ہونا بھی محال دونوں لازم و ملزوم اور پہلے رد شمس میں تو جناب رسول خدا کی دعا کی
 اجابت ہے کیونکہ آنحضرت حضرت علیؑ کے زانو پر فرق مبارک رکھ کر سو گئے۔ عصر کا
 وقت تمام ہو گیا۔ آنحضرت بیدار ہوئے۔ پوچھا یا علی تم نے نماز عصر
 پڑھی آپ نے عرض کی اطاعت رسول میں تھا۔ اس لیے وقت بجا تھا یا آنحضرت نے
 دعا کی آفتاب قریب غروب تھا کچھ اور پر گیا حضرت علیؑ نے نماز ادا کی پھر آفتاب
 غروب ہو گیا پس اجابت دعائے نبویؐ کا کیون انکار ہے۔
 دوسری بار جنگ صفین میں خود حضرت علیؑ کی دعائے آفتاب کی رحمت
 ہوئی کہ وہاں بھی بوجہ قتال نواصب و خوارج شامیان بد بخت نماز کا وقت
 باقی نہ رہا تھا۔ گو کہ قدر معقول تھا مگر نواصب و خوارج ناسعقول کے کید غطیم و کور بطنی
 پر خیال کر کے خدائے قادر کی قدرت و جلالت اپنی مقبولیت و خصوصیت
 دعا کی اجابت کا جلوہ دکھا دیا کہ یہ نہ کہنا نماز فرض ترک ہوئی اور ترک ہوئی
 تو برحمت آفتاب نے ادا کرادی۔ یہ اسکا فضل اس کی عطا اس کی بندہ نواز
 ذالک فضل اللہ یؤتہ من یشاء۔

رسول خدا کی نماز پر جو اہل سنت اعتراض کرتے ہیں اس کی خبر نہیں کہ نماز ظہر میں
 دو رکعت پڑھی جب لوگوں نے یاد دلایا تو آپ نے اعادہ کیا اور پوری چار رکعت
 ادا کی تھیں بریں بے شرمی کہ جن انفس قدسیہ پر نماز کو خود ناز ہو ان پر ترک نماز کا
 اتمام ہنچو ہڈیاں۔

جواب۔ ہرگز ہرگز جناب اعلیٰ و نیز دیگر ایستہ کو اس سنت محصوم نہیں چاہتی

اس کا جواب بھی شیعوں سے دریافت کرنا چاہیئے نہ اہل سنت سے۔

هم كه تيرين بعض اهل نسبت انبيا عليهم السلام بود مخصوص منين استجته - جوهر كج خدم خداي

کوجملہ مخلوق کے معاصی و معائب کا مخزن و فاعل و صانع و موجد قرار دیتے ہیں

پس حضرت علیؑ کی معصومیت کا کیوں اقرار کر لیتے۔ مگر ان سنیوں نے اہل حق و جنت کو بھی حق و

کی سنجلی نار کی تاریکی دکھا دیے تھیں۔

دیکھو سند احمد خیل اور مناقب ابن ہناتلی شافعی اور مودات سید علی ہمدانی اور

مستدرک حاکم اور جمع بین الصحاح الستہ وغیرہ کتب کثیرہ اہل سنت کہ مندرجہ بالا حاکم

رسول خدا نے انا و علی من نور واحد و الحسن و الحسین نوران من نور رب العالمین

والفاطمۃ بضعة منی۔ یعنی میں اور علی ایک نور سے ہیں اور حسن و حسین دونوں نور
 ہیں۔ گویا سید شہداء۔ اور فاطمہؑ ملکہ اسد۔ گویا حکیم۔

پروہدگار سے ہیں۔ اور فاطمہؑ ننگہ امیرے جگر کا ہے۔

اور دیکھو احادیث مقبولہ سنت انا و علی من بعدہ واحد اور من شجرۃ واحدة

اور الفاطمہ بضعتہ منی اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما فی الدنیا والاخرۃ اور یحییٰ علی

انت وارتی اور حبشہاٹ محسبی و وحاش و محسبی ہاٹ ہر بی اور انی حرب ہر ہر ہر ہر

و غیری احادیث کثیره و متواتره مشفق علیها۔

وَرُدُّكُمْ وَأَنْتُمْ يَرِيدُونَ اللَّهَ لِيَنْزِلَ عَلَيْكُمْ مِنْ سَمَاءٍ مِمَّنْ يَنْزِلُ -

یعنی نہیں چاہتا ہو اللہ بکریمہ کہ لیجاوے تم سے نجاست یعنی ہر طرح کے گناہ اور غصہ اور سختی کو اسی اہل بیت اور پاک رکھے تم کو پاک رکھنا۔

چنانچہ صحیح ترمذی اور صحیح موطا اور صحیح ابی داؤد اور صحیح مسلم اور جامع الاصول اور مشکوٰۃ شریف اور سند احمد حنبلی اور مجمع کبیر طبرانی اور وسیط واحدی اور مجمع بین الصحاح لشمزلی العبدی اور مجمع بین الصحیحین حسیبی اور صحیح نسائی اور مفتاح النجاء اور نزل الابرار مرزا محمد معتمد خان بدخشی اور روایات شیعہ علی ہدائی شافعی اور مناقب ابن سنانی وغیرہم میں۔

اور راویان معتمد اور متواتر انس بن مالک اور عبد اللہ ابن عباس اور سعد وقاص اور ابی سعید خدری اور واثلہ بن اصقع اور ام المومنین جناب عائشہ اور حضرت ام سلمہ وغیرہ سے ثابت اور متحقق ہے کہ آنحضرت ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے بلکہ جناب عائشہ سے صحیح مسلم میں رنگ بھی چادر کا لکھا ہے کہ منقش سیاہ بالون کی تھی کہ جناب مولائے مومنین حضرت علی ابن ابی طالب اور سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمہ زہرا اور دونوں شہزادوں حضرت حسین علیہم السلام کو چادر کے اندر لیکر یہ آیت پڑھی۔

اور صحیح ترمذی و موطا و ابوداؤد و جامع الاصول میں انس بن مالک سے مروی ہے کہ بعد نزول اس آیت کریمہ کے کچھ مہینے تک آنحضرت ہر صبح کو جناب سیدہ دو جہان کے دروازہ پر اگر فرماتے الصلوة الصلوة اہل بیت انما یریدون لیذهب عنکم الرجس اہل بیت و یطہرکم تطہیرا۔ سند احمد حنبلی میں حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے چاروں

صاحبون کو چادر میں داخل کر کے فرمایا اللھم صلوا لہم ال محمد فاجعل صلواتک و
برکاتک علی محمد و آل محمد امانت حمید مجید۔ یعنی یا خدا یہ میرا آل میری پس گردان
تو درود اور برکات اپنی اوپر محمد اور آل محمد کے تحقیق تو شکر کیا گیا
بزرگ ہے۔

طالب حق اور رتبہ شناس اہل بیت رسول برحق پر واضح ہو کہ ایادیت
مشکارہ و متواترہ صاف صاف بغیر کسی احتمال شبہہ کے فریقین سنی و شیعہ کے
میان موجود ہیں کسی کو مجال دم زدن نہیں جسے اہل بیت اور معصوم ہونا نہیں
نوری جب ہو نکابے شبہ ہوید ہے اور پر ظاہر ہے کہ جب یہ معصوم ہیں تو
یہ جسے معصوم کہیں وہ معصوم اور جسے عامی و مذموم کہیں وہ عامی و مذموم
اگر عنایت الہی شامل حال ہو تو سب طرح کے وساوس شیطانی اور نفسانی سے
محفوظ رہتے ہیں کسی جاہل یا عالم مبتلا سے وساوس کے دلوں کے بن
نہ آوے۔

صحابہ اجماعی میں اور تفسیر ابو العباس اسفرائینی میں کہ تفسیر طبرانی القدر اور شیخ محمد
القول سنت جماعت کے ہیں حدیث معتبرہ و صحیح وارد ہے کہ جب وقت داخل
کیا پیغمبر خدا نے علی و غلطہ و حنین کو عبا کے مبارک میں تو منبر یا المنبر
ہو لاء اطہار عترتی و اطایب ذریعتی من لہمی و دمی الیک لالے النار اذا
عندم الرحمن و طہم لطمیل۔ یعنی یا خدا یہ میں اہل بیت میرے اور طہم
عترت میری اور طہم فرزند میرے گوشت میرے سے اور لہو میرے سے
طرف تیرے نہ طرف اگت کے لیجا تو ان سے ہر طرح کے گناہ اور ظاہر

کہ تو انکو طہر رکھنا۔

صاحب روضۃ الاحباب معتمد اور موثقین سنت جماعت سے تحفۃ الاحباب میں
پانچ بیٹوں اسی قسم کی لکیر لکھتے ہیں کہ بہ تحقیق تمام ثابت ہے کہ آیت تطہیر انہیں پانچ بیٹوں
کی شان میں نازل ہے اور اسی واسطے انہیں آل عباس کہتے ہیں جیسا کہ شیخ شہناز الدین
وغیرہ نے تبصرہ لکھا ہے اور ابن مردودہ صاحب مناقب نہایت معتبر مشاہیر
کبرائے موثقہ سنت جماعت سے لکھتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو فرمایا
رسول خدا نے خمسۃ من معصومون انا وعلی وفاطمہ والحسن والحسین یعنی
پانچ معصوم ہیں۔

سودات سید علی ہمدانی ہیں۔ ہے عن اصبح عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ یقول
انا وعلی والحسن والحسین تسعة ولد الحسن مطہرون ومعصون۔
ابن عباس کہتے ہیں میں نے اپنے کانون سنا کہ فرمایا رسول خدا نے کہ میں
اور علی اور حسن و حسین اور نو شخص اولاد حسین سے مطہر و معصوم ہیں۔
واضح ہو کہ حدیث مرویہ ابن مردودہ باعتبار خصوصیت موجودہ وقت اور حدیث
مرویہ سید علی ہمدانی واسطے بالقوة ان معصومون کے جو اولاد اور ذریعہ حسین
میں پیدا ہونے والے تھے۔ طالبان حقیق دیکھو کہ اس حدیث میں کسی طرح
مجال پران و چراوریست عمل و احتمال و لائل قضیہ والیون کی کسی کو باقی نہیں ۵
سکتی انصاف شرط ہے مناسب اس مقام کے ہے جو شیخ شہاب الدین
دولت آبادی بذکر مشہور سادات باب ششم میں نقل تفسیر بخاری سے تفسیر فرمایا
ہے کہ میں کہتے ہیں یعنی نقل کیجاتی ہے فی تفسیر بخاری۔

ہر گاہ اس آیت مبارکہ نازل شد مصطفیٰ اکرم ﷺ خطہ بر سر گرفت و زیر آن بنشست و علی و فاطمہ و حسن و حسین را بہ نشاند۔ چون از مبارکہ فارغ شد جبریل بیاید و گفت یا محمد! آنکہ با تو در مبارکہ بودند فرمائست تا بر سر ایشان نشور کنم تا مردمان ایشان را عزیز و گرام دانند پس جبریل بر سر مصطفیٰ دو جہد یافت و تشریح داد و مقدار سر انگشت موئیں پرانندہ بگزاشتیم و مہر کردہ پس مصطفیٰ بر سر علی و فاطمہ و حسن و حسین دو جہد کرد و فرمود این بر شما سنت گردانیدم و براولاد شما کہ از فاطمہ اند پس جبریل گفت اس یا محمد! من نیز با تو در مبارکہ بودم موافقت کردہ ام و خادم خانہ تو ام و علی را چونک یاری دادہ ام و گوارہ حسن و حسین بنیانیدہ ام مرا از اہل خاندان خود قبول فرمائی بر سر سر جہد ہا کن تا فرشتگان ثلاثی علی مر اہل خاندان تو دانند و ہمین دعا کہ کسبت الی سحرۃ خمسۃ ان الدین سادسہم جبریل یعنی یا خدا بسحرست پنجتن و چہنجا جبریل۔ پس مصطفیٰ بر سر جبریل جہد کردہ۔

تاریخ نشر الباقی میں ہے کہ آنحضرت نے جناب شاہ ولایت سے فرمایا کہ علیؑ بغیر تمہاری فرزندوں کے جو فاطمہ سے ہوں کسی کو نشور روانہ نہیں۔ اب شیطان کا ظلم و مظلومیت ہمارا جواب ہے کہ انبیاء و اوصیاء معصومین سے منز لون یہہ مردود و رد ہوتا ہے مگر یہ اعتقاد اہل سنت انبیاء کی حضوری شیطان کو حاصل ہوتی ہے۔

ترمذی میں بریدہ اسلمی سے روایت ہے آنحضرت کے حضور میں ایک چھو کری حبشیہ دف بجا کر گارہی تھی ابو بکر عثمان علیؑ بہ اوقات مختلف آئے وہ دف بجاتی گاتی رہی بعدہ عمر خطاب آئے اُس نے دف کو چوڑو ن کر

نیچے چھپا لیا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمر تم سے شیطان ڈرتا ہے کیونکہ میری سنامی
چھو کر ہی دفت بجایا گی ابو بکر علی عثمان اے اس نے خوف نہ کیا تم کو کچھ
کر خاموش ہو گئی۔

ترمذی میں عائشہ سے روایت ہے میں نے بچوں کا شور سنا آنحضرتؐ تشریف
رکھتے تھے کھڑے ہو گئے ایک حبشیہ عورت اچھل کود رہی تھی آنحضرتؐ نے
فرمایا اے عائشہ اوٹھا مشہد دیکھو میں آئی اور حضرت کے مونڈھ پر زخار سے
رنگ کر تماشہ دیکھنے لگی حضرت نے فرمایا سیر ہو کہیں میں نے کہا نہیں دیر کے
بعد عمر خطاب نمودار ہوئے اور لوگ متفرق ہو گئے حضرت نے فرمایا
میں خبی اور النسی شیطانوں کو عمر سے بھاگتا دیکھتا ہوں۔

ترمذی میں ابن عساکر سالم بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعری
کو حضرت عمرؓ کی خبر نہ معلوم ہوئی وہ ایک ایسی عورت کے پاس آئے جس کے
پیٹ میں شیطان بولتا تھا ابو موسیٰ نے اُسی عورت سے عمر کی خبر پوچھی اس نے
کہا تم مٹ جاؤ میرا شیطان میرے پاس آجاکم جب شیطان آیا تو مجھ پر چھا شیطان نے
کہا میں نے اُنہیں لنگی کا تہ بند باندھے تھے چھوڑا ہے اب وہ صدمے کو اوت
ہانت رہے ہیں۔

کتاب الاکتفا اور دیاض النفرہ محب طبری سے منقول ہے کہ خلیفہ دوم سے
اور شیطان سے کشتی ہوئی۔ شیطان نے اُن کے فضائل بیان کیے۔
صحیح بخاری میں فضل آیتہ الکرسی صفحہ بارہ میں لکھا ہے ابو ہریرہؓ کو شیطان نے

کہا یا ۔

خالد اور شیطان سے خوب مار پیٹ ہوئی مدارج النبوة صفحہ ۲۹۲ میں ہے انھوں نے
فرمودہ اللہ شیطان تلہیرین گاشت ہی کتاب کے صفحہ ۷۷ میں ہے انھوں نے صاحب یوسف وان کیس کن تنظیم
صحیح مسلم میں ہے عن ابن عمر قال خرج من رسول اللہ من بیت عائشہ فقال رؤس الکفر
من فیہا من حیث یطلع قرن الشیطان ۔ پس ایسے لوگوں کی مخالفت نہایت
موانست مکالت شیطان کے ساتھ ہوگی یا اجسام نوری والفاں محصوم
مطہر سے اسکا تعلق مع بین تفاوت رہا کیجا ست ناججا ۔

یہ فرمانا جناب التیر کا کہ محشر شیطان غالب رہتا ہے محض الزام نواصب وان کے
ہم مشرک ہو گیا ہے ۔ اور یوں اگر خیال کرو تو رسول اللہ توبہ واستغفار فرمایا کرتے تھے
کیا سدا اللہ وہ گنہگار رہے ۔ نہیں بلکہ کسر نفس و مجر و السحاب بدگاہ قادر مطلق
ہر انبیاء و اوصیاء کا شمار ستھیں ہے جس سے امت شنیہ ہو کر عیشہ توبہ واستغفار
حالی رہی اور اپنے کو بیچ تصور کرے ۔

تیسواں یہ کہ جب متم حلال و افضل الطاعت تھا تو جناب التیر نے خود کیوں
نہ کیا گنہگار ہوئے ۔

جواب جو ہر اہل سنت و جماعت کو قطعاً حرام جائز نہیں ہے اس سلسلہ کے جوابدہ
شیعہ ہیں ۔

بہت خوب ہم جوابدہ ہیں ۔ ستوسیان جو ہر تم نے جو مشرک و قطعی حرام بنا دیا ہے کہیں
دلیل سے آیا کسی آیت قرآنی سے یا سنت یا عادت یا ثانی سے کہ جو اس بات
پر اہل سنت کو بھی اتفاق و اقرا ہے کہ شیعہ تہذیب و مذہب کے خلاف ہے ۔

متنہ کو فضائل الطاعت کس نے کہا اور شرک شتمہ میں کی شکار ہو یا چھوٹی جیسا رسول
نے باوجود حالت صریح متنہ کرنے کی ضرورت نہ سمجھی ویسا ہی جناب امیر کو بھی ضرورت
متنہ کی نہ تھی جیسے نکاح نہ کرنے میں گناہ نہیں سمجھا گیا ویسا ہی متنہ میں۔

دیکھو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نواح ہی نہ کیا اور عالم تجرید میں عمر بسر کر دی۔

رسول اللہ کے باوصف سات تعداد ازواج حضرت خدیجہ کے حین حیات دوسری
بی بی کی طرف سے توجہ نظر مائی حالانکہ عالم شباب تھا اور بعد از انتقال اُس کے تیس
ازواج تک نوبت پہنچ گئی مگر حضرت علی کو شہ کی کیا ضرورت ہوئی۔

ایہہ مسوہین نے جو شتم کے فضائل بیان فرمائے ہیں وہ اس وجہ سے کہ ایک
امر حلال خدا جبراً حرام کر دیا گیا پس لوگوں کو اس کے عمل پر غیب و تحریریں ہونی چاہیے
تاکہ حلال خدا حطل و بے کار نہ رہ چلاوے مگر یہ نہیں کہ بے ضرورت بھی خواہ سخاوا
شتم پر امر ہو جیسا سخا کے فضائل و مناقب ہیں ویسا ہی شتم کے ہر گز کوئی نہ گز
لو گنہگار نہیں ہو سکتا۔

چونکہ حالت معصومین بزارون دیلیں اور کشتیں صد ہا کتابوں میں درج ہیں اور یہ ایک
مشہور و معروف مسئلہ ہے جسے ضرورت حلال و حرام سمجھنے کی ہر وہ کتابوں میں دیکھ
کر اطمینان کرے کہ آیا حلال ہے یا حرام بہت واضح و غلیظ ثانی۔

اگر جو ہر نادان قطعاً حرام ہونے کی کوئی وجہ لکھیں گے تو جواب دیا جاوے گا۔

چوبیسواں۔ یہ کہ جناب امیر نے اصل ہدایت کو گم کر کے بندگان خدا کو ضلالت میں ڈالا۔ اور بار معصیت ظالمانہ کی گناہوں پر رہا تا قیام قیامت۔

جواب۔ جو ہر یہ اعتقاد پر فساد اہل تشیع کا ہے نہ اہل سنت کا جس کا جواب دیا جاوے گا۔

لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ۔ شیعوں کا یہ اعتقاد تم نے کس دلیل سے لکھا یوں اول جلوس دیوانوں کی طرح جو زبان پر آتا ہے بک ڈالتے ہو وچہ میہ کہ تم کو اور اوصاف مردود کو جو تمہارے ہم شرب و ایک تھیلی کے چٹے بیٹے ہیں۔ حضرت علیؑ کے ساتھ منافقت کلی و عداوت قلبی ہے پس پشیرا و دیربان اسچہ در آور تو دست۔

حضرت علیؑ نے دین خدا کی شریعت محمدیؐ کی آبرورکھ لی ہدایت و احکام خدا و رسول کی سپرنگے کہ آج تمام دنیا میں اوسنین کے نور ہدایت سے اسلام حقیقی چمک رہا ہے اور مثل آفتاب غالباً روشن و درخشندہ

اگر آپؐ ان گمراہان وادی ضلالت و منافقان کتاب اللہ و طریقہ رسالت کو وقتاً فوقتاً نادید و تنہیم و تہدید فرمائے تو آج اسلام کا کوئی گمراہ بھی نہ رہتا۔

ایک حدیث سنو اور اپنی کروار بد سے توبہ کرو اب بھی صراط المستقیم اختیار کرو۔
 صحیح ترمذی میں امام احمد سے روایت ہے کہ لوگوں نے رسول خدا سے عرض کیا کہ ای رسول خدا! آپ کے بعد کسے امیر بننا وین فرمایا اگر تم ابو بکر کو خلیفہ بناؤ گے تو اُسے امانت دار پاؤ گے وہ دنیا کی لذات سے بے رغبت اور آخرت کے نواہ میں رغبت کرنے والا ہے۔ فقہ عربی امتیاز اھل اہل نبی راغباً فی الاخرۃ۔ اگر تم عمر کو امیر بناؤ گے تو اُسے زبردست امانت دار پاؤ گے وہ دین خدا جاری کرنے میں کسی کی بلاست پر خوف نہ کرے گا۔ فقہ عربی قویا امینا لا یخاف فی اللہ لومۃ لا یم اور اگر علی کو امیر بناؤ گے۔ مگر میں گمان نہیں کرتا کہ تم اُسے خلیفہ بناؤ گے تو او سے سید ہی راہ دکھانے والا پاؤ گے۔ تم کو وہ سید ہے رستہ پر لیجاویگا فقہ عربی صادقاً محمد یا ماذن بکھ الطریق المستقیم رواہ احمد۔
 اب دیکھئے ہادی و مہدی و طریق مستقیم یہ الفاظ حضرت علیؑ پر صادق آتے ہیں۔ یا دوسرے پر۔ ابو بکر امانت دار ہیں۔ دنیا سے بیزار دین کی طرف راغب۔ محمدؐ سے زیادہ امانت دار اور نہ خوف کرنے والے دین خدا میں بلاست کرنے والوں سے۔ مگر یہ طریق مستقیم کے لیے حضرت علیؑ خاص ہیں اور انہیں کے لیجانے سے سید ہی راہ مل سکتی ہے پس اس ہدایت طریق مستقیم سے کس نے استخراج کیا اور سید ہی راہ چھوڑ کر سیرا ہو گئی۔ پس جنہوں نے سید ہی راہ سے پھر کر دوسری ٹیڑھی راہ پر لگا دیا وہ ہدایت کے گم کرنے والے ہوئے یا حضرت علیؑ جو بقول خبر صادق ہادی و مہدی اور سید ہی راہ دکھانے والے تھے رسول خداؐ نے صاف الفاظ میں فرمادیا کہ سید ہی راہ کے ہادی و مہدی دوسرے نہیں۔ اور انہیں کی ذات پر سید ہی راہ ملے گا انحصار ہے اور حضرت علیؑ نے بھی بہت کچھ سید ہی راہ اختیار کرنے کو اُمت سے کہا مگر کوئی نہ سننے اور خود ہی کنوین میں گرے تو کیا علاج

مگر جن کو اللہ جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے سید ہی راہ چلنے کے لیے آنکھیں عطا کیں اور
کانون سے قول مخبر صادق سن لیا وہ ہر حال و قال میں صراط مستقیم پر ثابت قدم و راسخ و تم
رہے اپنے ہادی و پیشوا کا دامن نہ چھوڑا اسی سید ہی راہ پر قائم رہ کر اعلیٰ علیین میں
داخل ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں اور ہونگے انشا اللہ تعالیٰ

مطلب یہی ہی ہاتھ کی ہر گزیر کا دامن چھٹے پالی جناب امیر کا
پچھسوٹان۔ یہ کہ جناب امیر نبی نہ تھے جو ان کی نسبت دعویٰ نہیں غیر مرسل ہو سکتا
کیا جاتا ہے حالانکہ قرآن پاک میں حضرت رسول خدا کی نسبت خدا نے تعالیٰ نے
خاتم النبیین فرمایا ہے۔

جواب جو ہر یہ بات بھی شیعوں سے دریافت کرنی چاہیے کیونکہ انہیں کے
رکن اعظم و سربراہ و رہ عالم کیائے روزگار محب حیدر کرار نے اپنی الوار الہدیٰ میں بت
جگہ نسبت جناب امیر و نیز دیگر ائمہ دعویٰ انبیائے غیر مرسلین ہونے کا کیا ہی اہل سنت
اس عقیدہ کو کفر مطلق جانتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں جہاں مصنف الوار الہدیٰ سلمہ اللہ تعالیٰ نے دعویٰ کیا ہے وہاں
نقل و عقل سے ثابت کر دیا ہے خصوصاً اہل سنت کے کتب معتبرہ سے پہلے اس کا جواب
کچھ بھی تو کہتے۔ یہ کہ بزرگوار عن الہی ان المناظرہ اچھا نہیں صرف یہ کہہ دینے سے
کہ اہل سنت کفر مطلق جانتے ہیں آپ کا پیچھا نہیں چھٹے گا کوئی ضرب تو سنبھالو
اور کچھ تو منہ سے بولو ہر بات میں یہ کیا طریقہ اختیار کر رکھا ہے نہ خدا کی خدائی نہ رسول
کی رسالت۔

جب تک ان دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کا جواب نہ دو گے جو الوار الہدیٰ میں دعویٰ

نبی غیر مرسل ہونے کا کیا گیا ہے۔ آپ کا کوئی عذر کوئی انکار نہ سنا جائے گا۔ اور اس سوالی نواصب کا وہی جواب ہے جو انوار الہدیٰ میں درج ہے۔ معزز و مفتخر مصنف لکھتے ہیں صفحہ پچیس صفت دوم میں ہم صدر کتاب میں اس امر کو قرار دے چکے ہیں کہ جلیل سراج مرسلین علیہم الصلوٰۃ معصوم و طاہر ہوتے ہیں ویسا ہی انبیائے غیر مرسلین جو حقیقت مرسلین کے نائب ہیں معصوم ثابت ہوئے ہیں اور یہ امر بھی ہم ثابت کر چکے ہیں کہ ابتدائے آفرینش سے تا ابد ہم مرسل صاحب بیعت کے ماتحت و نیابت میں جب ضرورت کسی قدر انبیاء غیر مرسل ضرور بالضرور مبعوث ہوئے ہیں۔ فی انوار الہدیٰ۔ کیون بیان جو ہر اس حدیث مشہورہ و معروفہ کا کیا مطلب ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل۔ علامہ ہر امت کے مثل انبیاء بنی اسرائیل کے ہیں۔

دوسری حدیث ترمذی کی لکل نبی سبعة بنجاء و قرباء و اعطیت انا اربعة عشر ہر نبی کے لئے سات نجیب و محافظ ہوتے ہیں مجھ کو چودہ عطا ہوئے ہیں۔ ائمہ اثنا عشر اور حضرت جعفر تیار و امیر حمزہ کرار۔ علامہ سی بھی مراد اثنا عشر ہیں گو نگہ انا مدینۃ العلم و علی بابہا۔ جو سینہ بسینہ تاحضرت قایم صاحب الزمان مثل دزیائے نور ہو جن ہیں۔

اب سوالوں کے خاتمہ پر جو ہر کج فہم کہتے ہیں۔ دیکھو شیعوں پہم ہیں۔ چند سطا عن کتاب کل طویل نواصب ذیل کے معاذ اللہ در باب دیانت و عدالت و حکم علم و فضل و عقل جناب امامت و شگاہ کی اب تم پر سند رضی کہ اس بار گران کو اپنی سر سے اتارو اور اپنے دشمنوں کو سیدان استغاثیں پکارو جس کا کہ بفضل خدا اہل سنت نے

قوم ناحق شناس کو چاروں خانے چت زمین پر دے، ہمارے کہ نواصب مخذول کی کمر
ٹوٹ گئیں ہیں۔

ہمارا جواب بہت خوب آپ کے حکم کی تعمیل میں سر مو فرق نہ ہوا ہم نے ان کو بھی
پچھاڑا اور تم کو بھی ان کے سوالوں اور تمہارے جوابوں کی پہچان بکھر گئی۔
دیکھو ٹال کا ساتھ دینے میں یہ روز بد آگے آتے ہیں اور جو اس ختمہ کے طوطے
اُڑ جاتے ہیں۔

نہ ان کمزوروں کا ساتھ دیتے نہ ٹھوکر کھاتے کیسے آوند ہے منہ کرے ہو کہ مگر
یاد رکھو گے۔

اب جو ہر نادان و نا فہم نے ایک سوال نو اسجد بہت ہی لفاظی و لسانی سے شیخ
کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب امیر نے باوصفت چہن و چنان اور
فضل و مناقب ابو بکر کو کیوں خلافت پر قبضہ دیا اور خود محمد مرہم رہے۔ اور اصحاب
نے کیوں نہ آپ کو سندیات پر بٹھایا کیا خلفائے ثلاثہ خدا و رسول سے ہی زیادہ
زور آور تھے جنہوں نے نیابت نائب الفضل کی غصب کر لی۔ اصحاب ایسے طاقتور
تھے جنہوں نے حمایت ملائکہ کی بھی پروا نہ کر کے بے خوف و خطر سینہ زوری سے
خلافت سرور اولیاء صفا حیدر کرار صفدر نامدار کی لے کر ابو بکر کو دے دی۔
اس ایک ہی سوال اہل سنت کا جواب اہل تشیع اپنے ہی کتب معتبرہ سے دیدین شریک
آیات بینات و احادیث سرور کائنات کی تکذیب نہ ہو وغیرہ وغیرہ اگر مسئلہ
ید کو صندوق تقیہ سے نکال کر جواب دیا جائے گا تو اس کے جواب الجواب میں بجالا
غالب کل غالب تحفہ مغلوب علی کل مغلوب پیش کیا جاوے گا یا بضرورت بذریعہ

تاریقی خواجہ کو بھی خبر کرنی پڑے گی جس سے شیعوں کو قدر مناظرہ قیامت تک معلوم رہے گی۔

جواب: ہم نے اہل سنت کے عموماً اور جوہر نادان کے خصوصاً سوال کا جواب نمبر ۹۲ میں مفصل دیا ہے کہ حضرت علیؑ نے عموماً کُل انبیائے مرسلین اور خصوصاً رسول اللہ ﷺ سید المرسلین کی تقلید کے سرموفق نہیں ہے جیسا کُل انبیاء و خود رسول خدا و شاہانِ عالم و حاکمان بطریقیت کے عہد میں مغلوب و محکوم بے بس و بے کس بسر کرتے رہے و لیساً ہی حضرت علیؑ بھی عمرِ خلافت غاصبِ خلافت میں بقول خود مصدقہ جوہر کہ چار نہیں آدمی کو امیر سے نیک ہو یا بد بسر کرے مومن اُس کی حکومت میں تازیت۔

اور یہ خاص احقاق الحق و صیّت رسول خدا دربارہ صبر و سکوت و نہ کرنے جنگ و جہال باخلفاء ثلاثہ بنظر تحفظ ضعفائے مسلمان و حفاظت دین۔

پس یہ کہ تم خود ہی ان وجوہات کو تسلیم کرتے ہو تو پھر سوال کیسا۔ حضرت علیؑ کو جو خدا و رسول کا حکم تھا اُس کی تعمیل کی۔

اصحابِ شورہ کی نادانی و ناپلہی بوالہوسہی جہالت کو باطنی جنہوں نے حق پر باطل کو ترجیح دی۔

احمد بن حنبل بن رسول اللہ کو شہنا چھوڑ کر بھاگ گئے اپنی جان بچائی دیکھو صلح حدیبیہ کا قصہ جب آنحضرتؐ نے صلح کفار مکہ سے دے کر صلح کر لی تو اصحاب کو سخت ناگوار ہوا۔ آنحضرتؐ نے اصحاب سے حکم فرمایا کہ اٹھو اور سر بانی کو ذبح کر دو و نہو حلق کرو مگر اصحاب نہایت ناخوش تھے کسی کلاں قربانی کو سچا ہوتا تھا آنحضرتؐ نے تین بار فرمایا مگر نبی شہم کے سوا اور کوئی مارے طیش کے نہ اٹھا حضرت رنجیدہ ہو کر

دوست ہر امن گئے حضرت ام سلمہ سے اصحاب کی نافرمانی بیان کی اس سلسلہ نے
عرض کی آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیے اور حجاست بنو ایسے اور قربانی کیجئے۔

آنحضرت نے اپنے خاص اونٹوں کو قربانی کیا اور سر تر شوا یا۔ پھر لوگوں نے طوعاً
و کرہاً قربانیاں کیں اور چند لوگوں نے سر تر شوا یا باقی نے تھوڑے تھوڑے بال کر ترا
حالانکہ آنحضرت نے مکرر تحقیق یعنی بال تر شوا نے والوں کے حق میں دعا کی مگر کسی نے
نہ سنا بلکہ عمر خطاب نے صاف کہہ دیا کہ آج کا سا شک آنحضرت کی نبوت میں
مجھے اور کبھی نہیں ہوا۔ پس یہ وہی اصحاب تھے یا او جبکہ رسول اللہ کے حضور میں یہ

حال تھا تو بعد اُن کے جو اُن سے افسال سرزد ہوئے طشت از بام ہیں۔
ایسے اصحاب نافرمان کے شور و اجماع پر ناز کر کے خلافت کا استحقاق جان کر کرنا
خوش فہمی اہل سنت ہی اور جبکہ خدا و رسول ہی کے احکام سے صراحتاً انکار و استخفاف
تھا لہذا ان کی حمایت کی کب پروا تھی۔ ہاں اگر مثل قوم لوط علیہ السلام شخصہ الٹ دیا
جاتا تو مناسب تھا مگر امت محمدی عذاب و عقاب دنیاوی سے مستثنیٰ کی گئی ہے۔

دیکھو حدیث بخاری و مسلم کہ بہت اصحاب خاص بعد وفات آنحضرت اپنے اس حال پر
پھر گئے جس پر وہ پہلے تھے اور خاستے کے وقت ایمان نہ رہا اور یہ شاست بوجہ
بے طاعتی و مخالفت و معاندت اہل بیت اطہار سے صرف نفسانیت سے اُن کو
نصیب ہوئی اور انہیں کتابوں میں بذیل سیجا و استی دیکھو کہ آنحضرت نے فرمایا کہ روز
قیامت اکثر اصحاب میرے آٹے پاتھیر کی طرح پکڑے آویں گے یعنی ہر اصحاب ہر شخص
کارخ ہو گا تو میں خدا سے آٹے سے عرض کروں گا کہ بار الہام یہ تو میرے اصحاب ہیں
بت درگاہ الہی سے حکم ہو گا کہ تم نہیں جانتے جو کچھ تمہارے ہند انہوں نے اہل

کیا۔ آپ عرض کرینگے کہ میں گواہی دیتا ہوں ان کی جیسا کہ میں زندہ رہا یہ ایمان لانا نماز پڑھتے تھے روزہ رکھتے تھے زکوٰۃ دیتے تھے سب باتیں ایمان والوں کی میرے رو برو کرتے تھے تب حکم الہی ہو گا کہ یہ مرد ہو گئے اور اپنے پچھلے پاؤں چھری کے پھونڈے تمہاری مفاہقت کے اور تمہاری اطاعت سے نکل گئے یہ مجھ و تمہاری وفات کے اور وفات ہوئے ہی خلاف حکم عمل کرنے لگے اور بعض انہیں بہت ہی مقربین مگر نفیستہ ہر بلا ہر خیر محفوظ رکھے۔

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ خبر نہیں جو میرے ہم دین ہیں کیا کیا ایجادیں کرو گے۔ اور عمرؓ خطاب سے فرمایا کہ قسم خدا کی اگر تو نے میرے ہم دین ہونے تو تم مجھے چھوڑے اور ان کی پیروی کرتے۔

شیخ محمد علیؒ کو خدا نہیں کہتے رسول اللہؐ نہیں کہتے خدا باوصف عظمت و جلالت و جباری و قہاری کیسی کچھ برداشت و حلم و ضبط اپنے بندوں کی نافرمانی پر کرتا ہے۔ رسول اللہؐ باوجود مہربان اوصاف موصوف ہونے کے کفار کے ہاتھ سے مغلوب و محکوم رہے اور جو ایدائیں و تکلیفیں مصیبتیں ان بدکرداروں نے انہما ہونے کے ہاتھ سے اٹھائیں انہیں سکوت و صبر و تحمل کیا۔

اصحاب نے علانیہ نافرمانیاں کیں حکم نہ مانا ان کو تنہا چھوڑ کر صرف جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے ان کی نبوت میں شک کیا ان کے رو برو تو ریت پڑتے جس سے آپ کا چہرہ عین غضب سے متغیر ہو جاتا۔ تقسیم مال قیمت میں عادل نہ کہتے ان کو مخالفانہ زبان سے نسبت دیتے۔ اہل مسلح کے نماز جنازہ پڑھتے ہوئے انہیں کو دھڑنے انکو کھینچتے نماز سے باز رکھتے۔ ازواج کا یہ حال کہ ہر طرح ان کو تنگ کرتیں جھوٹا

یہ سب باتیں ایمان والوں کی میرے رو برو کرتے تھے تب حکم الہی ہو گا کہ یہ مرد ہو گئے اور اپنے پچھلے پاؤں چھری کے پھونڈے تمہاری مفاہقت کے اور تمہاری اطاعت سے نکل گئے یہ مجھ و تمہاری وفات کے اور وفات ہوئے ہی خلاف حکم عمل کرنے لگے اور بعض انہیں بہت ہی مقربین مگر نفیستہ ہر بلا ہر خیر محفوظ رکھے۔

استقام لکاتین اُن کے راز کو باوصف ہدایت اخلافاً کر تین اُن سے انصاف چاہتین۔
غرض کہ کیا کیا مصائب و اذیتیں آپؐ کے کفار ناچار اُتے پر کر دے۔ اُنھیں مگر صبر و سکوت
فرمایا۔ پس ایسا ہی حضرت علیؑ کو سمجھو لو غالب علیٰ کل غالب کے موقع پر سب پر غالب
رہے۔ اور صبر و سکوت کے موقع پر صابر و شاکر ضابطہ و حلیم مثل رسول اللہ ﷺ
ہر سخن ہر موقع و ہر نکتہ مقامے دارد۔

تقیہ کو کیا دخل تھا اور اگر ایسا ہی سمجھو تو خیر رسول اللہ کا حال قیام مکہ میں صراحت کے ساتھ
غور کرنا چاہیے۔ ہم بہت ہی اختصار کے ساتھ لکھتے ہیں قصص الانبیاء اہل سنت کی
کتاب سے جو تمام احادیث و روایات کا خلاصہ ہے۔ جب آنحضرتؐ کو بہرین
کی عمر میں رسالت و پیغمبری ملی یا ایھا المدثر قم فأنذر و رہت فکب۔
آپؐ نے پہلے حضرت خدیجہ سے یہ حال ظاہر کیا جنہوں نے بلا عذر و حجت آپؐ کی
رسالت کی تصدیق کی بعد ازاں حضرت اسیر المؤمنین ابن عم رسولؐ علی ابن ابی طالب نے
کہ عمر اُن کی آٹھ سال کی تھی۔

ابو بکر صدیقؓ ان دنوں بن ہین کی طرف تجارت کو گئے تھے وہاں ایک راہب
جس کی عمر ۳۹ برس کی تھی ابو بکرؓ کو ملا اور اُن کی قوم و نسب پوچھ کر بولا کہ جب تو
وطن کو پہونچے تو پیغمبر آخر الزمان ظاہر ہوگا بالغ مردوں میں اول سے تو ایمان لا
اور جلد جا اس دولت کو مست کنوا ابو بکرؓ نے اُسے ابو جہل اور عقبہ بن معیط سے ملکر
پوچھا کہ نبی خبر تازہ ہے وہ بولے ہاں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب دعویٰ نبوت کرتا ہے
ابو بکرؓ حضرت کے پاس آئے اور مزاج کا حال پوچھا آپؐ نے فرمایا ایسا رسولؐ کا فہم جان تو
کہ میں رسولؐ خدا اور تمام خلق کا رہنما ہوں ابو بکرؓ نے کہا تمہارا کیا معجزہ ہے حضرت

نے راہب سے ملاقات ہوئی اس کا ہدایت کرنا سب کچھ کہہ سنایا ابو بکر حیدر ان رہ گئے
اور پوچھا آپ کو یہ خبر کتنی دہی آپ نے فرمایا جبریل نے بتایا ابو بکر ایمان لائے
بعدہ اور لوگ مشنہ باسلام ہوئے پھر وحی کا نزول شروع ہوا اور آپ نے
نبیوں کی مذمت شروع کی اور قریش بگڑا اٹھے ابو جہل والبولب پھیرا کرتے دس برس آپ
مکہ میں رہے کفار قریش نے ایذا میں دینی شروع کی کسی کسی ایذا ہزاروں طرح کی بے ادبیاں
قسم قسم کے رنج آپ کو پہونچے اور بڑے بڑے القاب مانند ساحر اور شاعر
اور کابینہ و مخنون و ابتر وغیرہ آنحضرتؐ نے اپنی نسبت سے غریب اصحاب
پر طرح طرح کے عذاب ہوئے جن کے بیان سے رونگٹے کھڑے ہوتے
میں القہۃ جب کافروں کا ظلم و جور مسلمانوں پر حد سے زیادہ گزرا تو
آپؐ نے بعض اصحاب کو ہجرت کا حکم دیا جو بادشاہ حبش کے ملک میں چلے گئے
چند برس بعد حضرت حمزہؓ اسلام لے آئے شرف ہوئے کیفیت یہ کہ
حضرت حمزہؓ شکار سے آئے ایک لونڈی نے آپؐ سے کہا کہ آج ابو جہل نے
محمدؐ کو اس طرح کی ایذا دی اور مجھ سے تم سے کہ اپنے بھتیجے کی مدد نہیں
کرتے تمہارے جتنے ہی ان پر میری تکلیفیں
امیر سزہ کو غیرت آگئی اور ابو جہل کے پاس پہونچ کر ایک کھانے کے
سر پر ایسی ماری کہ اوندا گر گیا اور امیر سزہ یہ کہہ کر کہ میں نے محمدؐ کا دین ل
کیا آنحضرتؐ کے حضور میں آئے اور دین اسلام قبول کیا
حضرت حمزہؓ کے ایمان لانے سے دین چند مہینوں میں ہو گیا اور کفار ایذا رسانی سے
خوف کرنے لگے۔ بعد ازاں عمر خطابؓ نے اسلام سے تہمت حاصل کیا۔

رحمہ کے اسلام کی حدیث ہم پہلے لکھ چکے ہیں (لا خطہ ہو۔) جب دسواں سال شروع ہوا ابو طالب نے انتقال کیا قبل انتقال تمام عزیز و اقارب کو بلا کر تیار کیا یہ ہدایت کی کہ محمدؐ کی متابعت میں قصہ دوست کر و اور جان و دل سے حاضر ہو راہ راست پاؤ گے۔ بعد انتقال ابو طالب تیسرے روز حضرت خدیجہ کا انتقال ہو گیا آنحضرتؐ کو ان دونوں اجلہ کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا اسی لئے اُس سال کا نام عام الحزن رکھا آنحضرتؐ اکثر قبائل عرب میں جا کر دعوت اسلام فرماتے۔ بعد مدینہ کے چھ آدمی ایمان لائے اور اپنے وطن میں جا کر شہرت اسلام کی۔ پہرہ حرا ج ہوئی اور بیعت عقبہ وغیرہ۔

اکثر عہد کفار کی ایذا سے مثل عمر خطاب وغیرہ پہلے ہی مدینہ کو ہجرت کر گئے۔ کفار نے آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا جبریل امین نے خبر دی کہ آج شب کو علیؑ مرتضیٰ کو اپنے بستر پر چھوڑا اور نکل چلا و آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے حال ظاہر کیا وہ خدا پر تکیہ کر کے بے شکست بستر رسالت پر لیٹا رہے۔ آنحضرتؐ ابوبکرؓ کو لے کر غار میں پوچھ پچھا ہو گئے۔ پہرہ مدینہ ہو چنے سرفراہن مالک نے بچھا کیا ابوبکرؓ گھبرا کر رسول خداؐ نے تسلی دی اُس کے گھوڑے کے پیچھے سے چلے گئے۔

صلح حدیبیہ کا مختصر حال اصحاب با صفا صاحبان حیا کا حال اور ذکر ہوا ہے یہاں کچھ اور چوہ منلو۔ سبب سفر بیت اللہ کا یہ ہوا کہ حضرتؐ نے خواب میں دیکھا کہ آمن و امان کے ساتھ ہمہ اصحاب داخل

لکھنے کے لئے۔ اصحاب کو خوشی ہوئی کہ اس سال مکہ فتح ہوگا۔ آنحضرت
 نے تیار ہی مہر فرمائی جو وہ سو آدمی ہمراہ رکھا۔ جب منزل عسفان
 میں پہنچے بشیر بن سفیان ملا اور کہا قریش کو آپ کے کوچ کی خبر ہوئی ہے۔
 اور انہوں نے بڑی جمعیت کی ہے اور خالد بن ولید کو سردار لشکر مقرر
 کیا ہے اور تم کہانی سے کہ مکہ میں تم کو زندہ چھوڑینگے آنحضرت نے یہہ
 خبر سنکر دشوار راہ سے گزر کر حدیبیہ میں ہمت کیا قریش نے بدیل بن ورقا
 خزاعی کو آنحضرت کے پاس بھیجا اُس نے بھی قریش کے ارادوں سے آپ کو
 صلح کیا آپ نے فرمایا مجھے لڑائی منظور نہیں واسطے عمرہ کے
 آیا ہوں قریش کو لازم ہے کہ ایک مدت معین کر کے ہم کو اور قبائل عرب پر
 چھوڑ دیں بدیل نے قریش سے پیغام حضرت کا کہا لوگوں نے اُس کی بات کا
 اختیار نہ کیا اور عروہ بن مسعود کو آپ کے پاس بھیجا عروہ نے بہ طریق
 عرض کیا اے محمد اگر تم اس واسطے ہو کہ اپنی قوم کو انتہیصال و بربادی
 کرو تو زمانہ ماضی میں کسی نے ایسا نہیں کیا اور اگر کوئی غرض ہو تو بیان کرو
 یہہ چند او بائشس بے کار جو تم نے جمع کیے ہیں میری خاطر میں یہ گزرتا
 کہ یہ لوگ ضرورت کے وقت تم کو چھوڑ کر بھاگ جاوینگے۔ (واہ یہ
 عروہ تو نے سچ کہا) ابو بکر اور عروہ سے نزاع لفظی ہو گئی عروہ واپس آیا
 بعد ازاں آنحضرت نے عثمان بن عفان کو قریش کے پاس بھیجا قریش نے
 ان کی باتیں نہ سنیں اور ان کو قید کر دیا حضرت کو خبر ملی کہ عثمان کو قریش نے
 قتل کر ڈالا۔

Presented by Ziaraat.Com

وخرنک انہو البوالعاص ان کے شوہر مشرک کے درمیان باوصف نزول
آیہ لا تنکحوا المشرکین جانی نہ کر سکے اور کعبہ کے قیام میں سجاوٹ مغلوبی حلال و حرام
کرنے پر قادر نہ تھے بی بی عائشہ کی قوم سے خوف کر کے حسب خواہش ولی
وتمنائے قلبی آخر دم حیات تک کعبہ کی تعمیر نہ کر سکے۔

اب فرمائیے حضرت علیؑ باوجود ہدایت صبر و سکوت و عدم مقابلہ خلفاء ثلاثہ کب
کر سکتے تھے اور ان کے غالب علیؑ کل غالب بن کیا نفس ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ
باوصف قادر مطلق علیؑ کل شئی قدیر و شدید العقاب و غیرہ کبھی کیسا ضبط
برداشت کرتا ہے اور مخلوق ان کے اعمال و افعال پر چھوڑ دیتا ہے رسول اللہؐ
باوجودیکہ جنگ بدر میں علانیہ پانچ ہزار فرشتگان شدید القوی سے
کفار پر غلبہ پا چکے تھے اور حبیب رب العالمینؐ سید المرسلین خاتم النبیینؐ
و انذیر البشر فخر عالم و آدم مجہود کمالات ظاہر و باطن ان اللہ معنا ہر وقت خدا
ساتھ تھا اور اس کے فرشتہ بدو کو موجود و محسوس رسول اللہؐ و ان کے
اشداء علی الکفار نے کیسی روش اختیار فرمائی اور کس طرح صبر و سکوت
ضبط و تحمل کر کے دین خدا جاری کیا ویسا ہی حضرت علیؑ نے۔

کیون جو ہر صاحب اشداء علی الکفار سے کی صفت آپ کے خلفائے مقبولہ
سے ان واقعات اسلام میں کس غامض پوشیدہ تھے اسی کا جواب
دیدو کیونکہ اس صفت کو خاص آپؐ نے ابو بکرؓ کی نسبت منسوب کیا ہے اور
یہ بھی خیال رہے کہ گو کہ اس آیت میں اشداء علی الکفار چوتھا رسول خداؐ کے
بمراہ ہون سے مراد ہو مگر جبکہ خادمین میں یہ صفت پائی جائے تو مخدوم میں

بدرجہ اعلیٰ تصور ہوگی پس آنحضرت نے جو سر و فہر اشعار علی اللہ خاری تھے کیوں نہ صالح حدیبیہ میں کفار پر شہادت کی اور ان کے شرائط پیش کردہ کو مان لیا یہاں تک کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اپنی رسالت کو خود ہی اپنے ہاتھ سے محو کر دیا یہاں کہنے کہ حضرت علیؑ نے نعوذ باللہ کیا یہی کیا اگر آنحضرت کی رسالت اور شان و منزلت قائم تھی تو غالب علیٰ کل غالب پر یہی اعتراض نہیں ہو سکتا انصاف و ایمان شرط ہے۔

اگر رسول اللہؐ نے غارین پوشیدہ ہونے خدا اور رسولؐ کے نام محو کرنے کفار سے دہ کر صحت نام لکھنے میں تکیہ کیا تو حضرت علیؑ نے یہی حکومت ابو بکرؓ میں رہنے وغیرہ میں اسی پر عمل کیا جیسا تم سمجھو۔

دیکھو حضرت ہود کا قصہ۔ حضرت ہود کو اللہ تعالیٰ نے قوم عاد پر بھیجا وہ سنگدل ست رست تھی آپ نے خدا کے احکام کی تبلیغ شروع کی لوگ درپے ایذا ہو گئے مگر ایک گروہ ایمان لایا سمجھا اور کافروں کے خوف سے اپنا ایمان چھپاتا تھا جب کفار سخت ایذا پر آمادہ ہوئے تو فرقہ ہود میں آپ کو اطلاع کی آپ وہاں سے سو اس گروہ کے علیحدہ ہو گئے۔

دیکھو قصہ حضرت ابراہیمؑ۔ سبوج حکم وحی الہی آپ نے مع اپنی معظمت بی بی سارہ کے شام کی طرست ہجرت کی مصر میں حضرت سارہ کے حسن و جمال کی لوگوں نے بادشاہ سے تعریف کی بادشاہ نے حضرت ابراہیمؑ و سارہ کو اپنے روبرو بلایا اور پوچھا اس عورت سے تیر کیا رشتہ ہے میں اسکو

لیا چاہتا ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ نے یہ سوچا کہ اگر یہ کہتا ہوں یہ میری منکوحہ
بی بی ہے تو بادشاہ مجھے مار ڈالے گا اس لیے چیلہ کر کے فرمایا کہ یہ
عورت میری بہن ہے اس طرح ایں ظالم بادین کے ظلم سے بچے اس مردود
نے حضرت سارہ کو نزدیک بلایا اور بے اختیار اس معصومہ بی بی کی کمرٹ
ہاتھ دراز کیا اور مغلوب العقل ہو کر بے ادبی کا دروازہ باز کیا حضرت سارہ کی
دعا سے اُس کے دونوں ہاتھ شل ہو گئے۔

یوں آل فرعون کے ایمان چپا نیکا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ پس اسے
تفسیر سمجھو یا تو یہ جو اہل سنت کے بھی مذہب میں مدوح ہے۔
اب دیگر انبیاء کا حال مختصر سنو کہ یہ الفاس قدسیہ کس طرح دنیا میں رہے
اور انکی طرز معاشرت کیا تھی۔

حضرت شیث علیہ السلام لوگوں سے تنہا ہو کر اکثر اوقات وظائف اور عبادت
خدا میں مشغول رہتے اور نفس کی ریاضت اور تہذیب اخلاق ہمیشہ اُن کو
مد نظر رہتا آپ کے عہد میں نبی آدم و قسّم کے تھے بعضی متابعت حضرت
شیث کی کرتے اور اکثر اولاد قابیل کے تابع تھے حضرت شیث کی نصیحت
سے بچنے اور راہ راست پر آئے اور اکثر بائیس سو تیرا فرمانی پر مہر رہے
۹۱۴ سال آپ زندہ رہے بعدہ انتقال ہوا۔ منجملہ نصائح حضرت
شیث تیسری نصیحت یہ ہے کہ یوں حقیقی وہ ہے جو بادشاہ وقت کا
سبط و محکوم ہو۔

حضرت اور پس کو خدا نے خلت نبوت سے ممتاز کیا آپ کی ہدایت سے اکثر گمراہ

راہ پر آئے باقی اپنی گمراہی پر قائم رہے جو لوگ کفر اور شرک کے خوگیر ہو رہے تھے اپنی قساوت قلبی کی وجہ سے اوسے کسی کفر و شرک پر قائم نہ رہے اور حضرت ادریس کی نصیحت نہ مانی۔

حضرت نوح علیہ السلام اصلاح عالم و نبی آدم کی غرض سے مبعوث ہوئے تمام عبادات دعوت میں معروف رہے کفار فجار میں سے ہندو اور عسرو و نہی و بن کے معروف تھے ہر خد کہ جناب الہی میں ان کی ہدایت کی دعا کرتے پر وہ سنگدل نہایت کفر اور انکار سے قریب اور دغا کرتے باوجود اس محنت و مشقت و عطا و نصیحت کے تمام عمر میں سوائے اسی آدمیوں کے کوئی اسلام نہ لایا اور حضرت نوح کا ارشاد ان کے کام نہ آیا۔ ۵۰ ۹ برس کی عمر پائی۔ و ما امن معہ الا قلیل کی تفسیر میں مفسرون کا اتفاق ہے اور خود رسول خدا نے فرمایا کہ کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے اتنی اذیت نہیں اٹھائی جتنی حضرت نوح نے اپنی امت کو کھاتھوں سے مصیبت پائی مجلس و عظیمین انکو اس قدر رایتے کہ آپ بیہوش ہو جاتے اور آپ کے صاحبزادے گھر کو اٹھا لیجاتے۔

حضرت صالح علیہ السلام ثبوت کی قوم پر مبعوث ہوئے ہر خد صالح اوںکو نصیحت فرماتے مگر وہ اپنی بت پرستی و بدعتی سے باز نہ آتے اور حضرت صالح کی نصیحت سے متہم پھیرتے۔ پتھر سے اونٹنی نکالنے پر ایمان لانے کو اقرار کیا آپ کی دعا سے اونٹنی پتھر سے نکلی مگر گفتار نے عہد و فائدہ کیا بلکہ اس اونٹنی کو مار ڈالا۔

حضرت ابراہیم کو غرور و مردود نے آگ میں ڈال دیا وہ آگ خدا کے فضل سے
گلنار ہو گئی حضرت ابراہیم شام کی طرف ہجرت کر گئے۔

حضرت لوط علیہ السلام قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے اور ہر طرح کی وعظ
و نصائح کرتے رہے مگر قوم نے کچھ نہ سنا آپ پڑے مہمان نواز تھے جب کئی مہمان
آپ کے مکان پر آتا کفار بنا بھارا دوسے ایذا دیتے تھے حضرت لوط لاچار ہو گئے اور قوم کے غارت
ہونے کی دعا کی حضرت جبریل مع دیگر فرشتوں کے بصورت اطفال حسین و جمیل آئے

حضرت لوط نے مجبوراً ہر سمان کیا بی بی کا فرشتے قوم کو خبر کر دی وہ لوگ چٹرہ
دوڑے آپ نے بحالت اضطراب و انتشار فرمایا میری بیٹیاں حاضر ہیں مگر مہمانان سے

مزا جم نہ ہو پھر آپ مع اپنے مومنوں کے شہر سے نکل گئے قوم پر عذاب نازل ہوا۔
حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ مشہور ہے مصر میں آپ کی خرید و فروخت ہو لی

زلیخا اور ان کی مجلس عورت نے اہتمام لگایا اور بیگناہ معصوم کو جیل خانہ میں ڈال دیا
بارہ برس تک آپ جیل خانہ میں رہے۔ (انہیں عورت مکار دیکھا دے) آنحضرت نے
بی بی عائشہ و حفصہ کو مناسب و مشابہت فرمائی ہے۔ ان کی کید کن عظیمہ۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی حکایت دردناک ان کے رنج و تعب صبر و شکیبائی کی
روایت جانگزا مشہور عالم ہی کہ شیطان مردود و قوم مطرود کے ہاتھ سے کیا کیا ایذا
اٹھا ان جسمی و روحی تکلیفیں جو آپ کو پہنچیں ان کی شرح میں مجال م زدن نہیں روح کو
صدمہ ہوتا ہے قلق سے کلیجہ ٹنٹرہ کو آتا ہے۔

حضرت شعب اہل مدین و اصحاب الایکہ کی طرف مبعوث ہوئے جو ایک ہی
گروہ تھے پیہر لوگ بیت پرست تھے اور وزن پورا نہ تو لے لے رہے تھے روپیہ شرفیان

چلائے آپ ہر چہ راہ راست دکھاتے اور وعظ و پند فرماتے وہ ہرگز باز نہ آتے
غیر ملک شام وغیرہ کے لوگ اُن پر ایمان لائے مگر اُس قوم نے کچھ نہ مانا اور اپنی
آبائی دین پر قائم رہے۔

حضرت موسیٰ و ہارونؑ بڑے مقرب بارگاہ الہی تھے بیان اُن کا علوم تربیت اور بلندی منزلت
کا جو وصف ہے باہر جو۔

آپ اپنے اہل و دوستین بسبب جنسیت کے بنی اسرائیل پر ہمیشہ ترحم فرماتے اور
قبطیوں کی تکلیف دہی و آزار رسانی سے ہمیشہ مایل رہتے لیکن جنسیت کے
خوف سے دم مارنے کا امکان نہ تھا۔ ایک نبی اسرائیل کے عوض ازراہین ایک
قبطی کو آپ نے مارا اور فرعون کے خوف سے بے زاد و راحلہ شہر چھوڑ کر شہر مدین کی طرف
چل دیے۔

حضرت شعیب کی لڑکیاں اپنی بکریوں کے پانی پلانے کے انتظار میں کنوئیں چھین
کوئی پانی نکالنے والا اُن کی بکریوں کو پانی نہ دیتا تھا حضرت موسیٰ نے بکریوں کو
سیراب کیا اور حضرت شعیب تک رسائی ہوئی بشرط چرانے بکریاں دس سال تک
حضرت شعیب نے اپنی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا منظور نہ فرمایا۔ حضرت موسیٰ نے
وہاں رہے اور بعد مدت سفر وہ اپنی بی بی کو لے کر چلے راہ میں آگ کی تلاش ہوئی
اور اور انہی شعلہ زن ہوا آواز آئی اِنَّا لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَاِنَّا بِہٖٓ یَامُوسٰی۔ اور
آپ کو رسالت ملی حکم ہوا فرعون کے پاس جاؤ گمراہ کو راہ پر لاؤ حضرت موسیٰ نے
عرض کی میری زبان میں لکنت ہی ہارون میرے بھائی کو کہ فصیح البیان ہے میرا
شریک کرو میرا وزیر بنا سچا آرزو پوری ہوئی حضرت موسیٰ نے بوجہ ہارون لے

قبطی کے فرعون کے پاس جانے سے انکار ظاہر کیا حکم ہوا خون مت کرو شکر وہ
 اذیت دے سکے گا۔ مگر تم دونوں بھائی رسالت کی تبلیغ ساتھ کلام ملاہم کہ غنیمت
 نرم کے کرو۔ امصیب سے بن پونچے فرعون کو خبر ہوئی اُس نے معجزہ طلب کیا اپنے
 عصا کو اڑدھا بنایا مگر فرعون قتل ہوا اور بنی اسرائیل پہلے سے زیادہ سختی شروع
 کی حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو لے کر رات کے وقت نکلے فرعون نے تعاقب کیا
 دریائے نیل میں گروہ کے عبور کے وقت ٹہر گیا اور فرعون جب منجھد مارین پہنچا پھر
 جو شہن ہوا اسٹ کر غرق ہو گیا۔ بعد اپنی است کو حضرت ہارون کی حفاظت
 میں چھوڑ کر حضرت موسیٰ کو وہ طور پر گئے یہاں است باغواں سامری مرد و گول
 پرست ہو گئے حضرت موسیٰ سے طور سے واپس آئے یہاں نیا کر شہر دیکھا حضرت
 ہارون سے لڑے جھگڑے سامری کی جان سے درگزر کر کے بد دعا کی خدا نے تجھے
 عذاب جہنم نصیب کرے۔

بنی اسرائیل نے عفو و تقصیر چاہی اور پھر از سر نو راہ راست پر آئے سچے کم خد
 گو سالہ پرستوں کا قتل دفع ہوئے کو ہی تھا کہ حضرت موسیٰ و ہارون کی دعا اثر
 پذیر ہوئی اور لوگ بچ گئے۔

قارون کو آپ نے بہت کچھ سمجھایا کہ زکاۃ مال دے وہ رضا مند نہ ہوا اسکا گروہ علیہ
 ہو گیا اور قارون اپنی بد اعمالیوں سے زمین میں و شہر گسیا پھر عمالقہ کے مقابلہ کو حکم ہوا
 جس نے یوشع بن نون و کالسب بن یوقنا کسی نے حضرت موسیٰ سے اسکا کہنا مانا
 آپ کو غصہ آیا اور بدرگاہ خدا عرض کی کہ یا الہی میرا اختیار سوائے اپنے نفس
 اور بھائی کے اورون پر نہیں۔ پھر بنی اسرائیل بے فرمانی کے وبال میں گرفتار

اب بھی نبی اسرائیل افہام و تفہیم سے راہ پر آئیں۔

اون سے جدائی چاہی مگر حسبِ کریم اور ۲۰ سال کے عرصہ میں سب قوم

نافرمان غار سے ہو گئی۔ جب زمانہ حضرت موسیٰ کی رحلت کا قریب ہوا۔

توفر مایا کہ تمام بی اسرائیل کا شہکار اور اون کیوں کی تلاش کیہ وہ مسیح سے نکلتے

وقت حاصل ہے مگر تجربہ پوش و کالیب کے کوئی باقی منتہا غرض آپ نے باقی ماند

خلق پر حضرت یونسؑ کو خلیفہ کیا اور کاتبوں سے توہم کے نسخے لکھوا دیے اور

اسیاد کو تقسیم کئے اور حضرت یونس کو قوم پر حاکم و نبی اسرائیل کو اذ نکاح کو مہربان کیا۔

تہایت تاکید کے ساتھ یوشع کی فسران برداری کا حکم دیا بی بی صفورا زوجہ

حضرت مولانا ابو شیخ خلیفہ برحق سے لڑائیں۔ حضرت ابو شیخ نے بادشاہ وقت سے

کافہ صلیح کر لی۔ حضرت یوشع کے بعد کالب بن نون اور خرمیل حبیب و صلیح

بسم الله الرحمن الرحيم وحي و خليفه مقرب و مستقر

حضرت الیاس علیہ السلام خالق کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے یاد رکھو! اسی

نبی اسرائیل ملک شام میں شرف ہو لکی ہر ایک نے مذاہب باطل

اختیار کی۔
 حکم کرتا ہے۔

احکام تواریت نسیا شیا لردے بادشاہ ہمہ رعایا

۴۔ نے دعا کی خدا نے دین اور رات کی خواہش کو مقرر کر دیا مگر وہ فراموش ہو گیا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ

حضرت الیاس نے وعظ و نصایح شروع کئے ہر چند تاکید اور مبالغہ کیا اور احکام تو ریت انکو سنائے مگر بجز ایک شخص کے جو بادشاہ کا وزیر ہٹا کوئی اون پر ایمان نہ لایا۔ لوگ حضرت الیاس کے مارنے پر آمادہ ہوئے آپ اون کو فوٹ کے خوف سے پہاڑ میں پوشیدہ ہوئے کفار نے بہت کچھ تلاش کی مگر پتہ نہ ملا حضرت الیاس والدہ حضرت الیسع کے گہر میں رہتے۔

جب نافرمانی اس جماعت کی حد سے زیادہ گذری تو آپ کی خاطر نہایت درجہ ملول ہوئی خدا نے تسلی دی اور حضرت الیاس کو حسب خواہش اونکے لوگوں کی نظر سے محبوب و مستور کر دیا۔

حضرت الیسع کو اپنا خلیفہ و وصی مقرر کر گئے اس طرح کہ حضرت الیاس پر وحی کا نزول ہوا کہ خلافت اپنی الیسع کو سونپو آپ اپنی ردا و پیر ڈال دی۔

حضرت کو بنی اسرائیل پر خلافت ملی آپ ہمیشہ اونکو توریث پڑھ کر شریعت موسوی پر رغبت دلائے بادشاہ و مشفق مصر کو مرض برص سے نجات پانے کی تدبیر بتائی وہ اچھا ہوا۔ بنی اسرائیل کہہ اپنی متابعت کرتے کہی مخالفت

اسلئے ہمیشہ ملول رہا کہ نے آخر الامر آپ نے دنیا سے مفارقت چاہی اور ذوالکفل کو خلافت اپنی عطا کر کے گروہ مقدس ملا، اسلئے میں شامل ہو گئے حضرت

ذوالکفل بعد الیسع کے بنی ہوتے بعض کہتے ہیں بادشاہ شام کے مقرر ہوئے

بادشاہ کو بنی اسرائیل سے سخت عداوت تھی ایک مرتبہ بعد شکست ایک سو

آدمی علا و صا جا گرفتار ہو کر آئے بادشاہ نے چاہا قتل کرے ذوالکفل نے کہا

سیاست کا زمانہ گزر گیا ہے وقت بی وقت انکو مجھے سپرد کرو میں اون کا کفیل

ہوئے۔ بادشاہ نے سپرد کر دیئے آپ نے رات کو سب کو چھوڑ دیا۔ اور ذوالکفل بھی شہر بادشاہ سے محفوظ رہے۔ اس لیے جو دین اور کائنات کا ذوالکفل مشہور ہوا۔

حضرت اشموئیل نے جب نبوت پائی بنی اسرائیل ایمان لائے اور کہا کہ عمالقہ سے لڑائی کریں گے تاہوت سکینہ جو ہم سے چھین لے گئے ہیں اُسے لڑ کر واپس لائیں گے۔ ہم پر کوئی بادشاہ مقرر کرو۔ اللہ نے طالوت کو بادشاہ کیا حضرت اشموئیل نے بنی اسرائیل کو خبر دی انہوں نے اپنا تنگ و عار سمجھا آپ نے فرمایا بہ نسبت تمہارے طالوت کو علم زیادہ ہے اور اُسے تم پر فضیلت ہے۔ طالوت تاہوت سکینہ لے آئے تب بنی اسرائیل خوش ہوئے طالوت نے تاہوت سے عمالقہ سے مقابلہ کیا حضرت داؤد نے تاہوت کو مارا۔ بعد شہادت طالوت حضرت داؤد کو نبوت اور سلطنت اشموئیل و طالوت کی ملی۔ پھر حضرت سلیمان اُنکے خلف السبق۔

حضرت یونس علیہ السلام شہر نینوا میں مبعوث ہوئے لوگوں کو دین پر و سوی کی طرف رغبت دلائی مگر کسی نے اُنکا کہنا نہ سنا بلکہ اُن کی رسالت کی تکذیب کی اور دست و زبان سے اُن کو سب دینا شروع کیا۔ آپ نے اہل و عیال شہر سے نکلے اور قوم سے کہا میں روز میں تم پر عذاب نازل ہوگا خیر نے آثار عذاب نازل کیے لوگ جمع ہو کر بدگاہ خدا گڑ گڑائے روئے پیٹھے چلائے عذاب دہر ہوا حضرت یونس شہر کے لوگوں کا حال دریافت کرنے کو پھر شہر کی طرف چلے شیطان نے خبر دی عذاب دفع ہو گیا اب جاؤ گے

تو تمہیں لوگ دروغ گو کہیں گے آپ غصہ ہو کر بلا انتظار حکم الہی پیر واپس گئے اور اہل و عیال کے ساتھ دریائے پار ہونا چاہا مچھلی کے شکم میں گئے۔ حضرت عزیز کو نخت نصر نے نبی اسرائیل کے ساتھ قید کیا بعد ربائی خلق کی ہدایت کرتے رہے۔

حضرت ذکریا کو قوم نے زنا کی تہمت سے متهم کیا۔ وہ نکل کر بھاگے اور درخت سے پناہ چاہی قوم نے آیت سے دو ٹکڑے کر دیا۔ جب آ رہے سر پہ پہونچا چاہا آہ کروں حکم پہونچا اگر آہ کی تو نام تیرا دفتر نبوت سے نکال دیا جاویگا۔

حضرت شیخ علیہ السلام کے عہد میں ایک بادشاہ تھا انڈیا اور ملہا بر سے بغض رکھتا تھا اپنی جو رو کی بیٹی پر جو دوسرے خاوند سے تھی عاشق ہوا حضرت یحییٰ نے جواز نکاح کا فتوٰ دیا اور اسی باعث وہ شہید کے گئے انکا سر مبارک دربار بادشاہ میں حاضر کیا گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے اور حکم ملا نبی اسرائیل کو اپنے دین کی دعوت کرو چنچا آپ نے وعظ و نصائح معجزات وغیرہ سے ان کو قائل کیا۔ مگر انہوں نے نہ مانا اور یہی کہا کہ ہم ایک بے پدر کے قول پر دین ہوئے کو ترک نہ کریں گے آپ رنجیدہ ہو کر شہر سے نکلے پتہ دہو کی آپ پر آسمان لائے بعد ازاں آپ آسمان پر بلائے گئے۔ اور آپ کی شبیہ کو منسلوب کر دیا دیکھو بیان جو ہر انبیاء و اوصیاء علیہم السلام اس طرح دنیا میں رہے ہیں ان کی محکومی و منہلوی و مجبوری ظالموں کا جو رو ہستم است میرحم نہ ہنجا رہا کہ کوئی نہ مافی

و تکلیف دہی و نافرمانی اوس پر ان حضرات کا صبر و شکر و سکوت و تحمل و برداشت و ضبط کیا اوتکی رسالت کو لغو و بالذکر منہا دافع لگا سکتا ہے ہرگز نہیں ورنہ خدا میں سب طرح کی قدرت تھی اور انبیاء میں غلظت و جلالت بیوت و رسالت مگر انہیں بالقرآن میں لطف تھا اور خدا کا حکم کہ تبلیغ رسالت کا حق ہے جہاد لسانی پر دار و مدار رکھا۔ دیکھو حضرت موسیٰ و ہارون کو حکم ملا کہ تبلیغ رسالت کلام ملائم و گفتگو سے نرم کے کرو۔ اور یہ بھی واضح ہو کہ ابتداء آدم تا خاتم کسی حالت میں خلق کو اختیار نہ تھا کہ مجمع و شورہ کرے کسی کو اپنا خلیفہ یا امیر کریں ہمیشہ خدا کے حکم سے وصی و جانشین و خلیفہ مقرر ہوئے ہیں جس کو نبی اسرائیل نے جب حضرت شموئل سے خواہش کی کہ واسطے انتقام عمالقہ سے ہم پر کوئی بادشاہ تجویز کیا جاوے تو خدا نے ملاوت کو اُن پر بادشاہ بنایا جس کے وہ مطیع اور فرمانبردار ہوئے کیا امت جمعی کی طرح وہ نہ کر سکتے تھے کہ کسی کو اپنی تجویز سے اپنا امیر بنالیں۔ مگر نہیں وہ امت کی مانند خود سر و متعز و نہ تھے

ہمارے حضرت کو حکم جہاد و یا حرب و حرب ملا مگر صرف تحفظ اسلام و حفاظت دین کے لئے نہ یہ کہ تمام روئے زمین پر قتل و قلع کر کے اسلام پہلاؤ۔ اور باوجودیکہ حکم جہاد مل چکا تھا اور حرب و ضرب بہ کفار واقع ہو چکی تھی۔ مگر صلح حدیبیہ کا حال جو وہ تھا آدمی آلات حرب سے آراستہ قتل کفار پر بیعت کئے ہوئے مگر بستر موجود۔ مگر خدا کے حکم سے آنحضرت نے کفار سے مصالحت ایسا دیکھا کہ کبھی ابتداء اسلام میں یہی

امری پیش نہ آیا تھا۔ دیکھو ترمذی میں ہشام بن محمد سے روایت ہے کہ جب
 علی بعد حرب و ضرب صفین و کار سازی ابو موسیٰ اشعری و عمرو ابن عاص
 کوفہ میں آئے تو ۱۲ ہزار خوارج اوٹے علیحدہ ہو گئے عبد اللہ ابن عباس
 خوارج کے پاس گئے اور وجہ انحراف پوچھی اوہوں نے کہا کہ علی نے
 اپنے نفس کو مومنوں کی حکومت سے علیحدہ کر لیا اور وہ کافر و نکاح سردار
 ہو گیا عبد اللہ ابن عباس نے فرمایا اسکا کیا مضائقہ ہوا۔ رسول خدا نے
 بھی جنگ سد یہ میں ایسا کیا تھا سو کیا وہ اسوجہ سے نبوت سے نکل گئے
 یہ سنا کر وہ ہزار آدمی حضرت علی کی طرف پھیر آئے باقی قتل ہوئے یہ کہیں
 ہر بات کے لئے ایک موقع ہے اور مصلحت وقت اسی لئے سعدی شیرازی نے
 کیا خوب کہا ہے ۔

نہ ہر جا مرکب تو ان تاختن کہ جاہا سپر باید انداختن
 اہل سنت ایک بڑا اعتراض یہ کرتے ہیں کہ خلیفہ ثانی کے وقت میں ملک
 عجم فتح ہوا حضرت شہر بانو دختر یزدجرد و بادشاہ فارس قید میں آئیں جنکا
 عقد حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہوا اور اوٹے نو امام یکے بعد دیگرے
 کی پیدائش ہے تو معاذ اللہ کینزک زاوے ٹہرے جواب ہم نے تاریخ صفیہ
 سے جیسپر بیان جو ہر نے مدار بنا ظہر قرار دے رکھا ہے باب پیدائش حضرت
 زین العابدین لکھا ہے کہ حضرت شہر بانو کا آنا بعد خلافت حقہ جناب امیر
 اوس شکر کے ساتھ آپ آئیں جسکے سردار امام حسین علیہ السلام تھے حضرت
 امام نے تمیز خاص و عام کے لئے حضرت شہر بانو کے گلے میں ایک پٹکا یا پر تلہ

زرین ڈلوادیا تھا جس سے اونکا اعزاز دختر شاہ پایا جاتا جب مدینہ میں پہنچا
 اونکو اختیار دیا گیا جسکے ساتھ خواہش ہو عقد کرین آپنے حضرت امام حسینؑ کو منتخب
 کیا اور یہی روایت سچ اور قرین تصدیق ہے۔ مگر خیر لو فرشتا خلیفہ ثانی کے
 عہد میں حضرت شہر بانو قید ہو کر آئین اور باتفاق مورخان اہل سنت جب خلیفہ
 ثانی نے اونکے فروخت کا ارادہ کیا تو جناب امیر نے اونکو اس فعل سے باز رکھ کر
 فرمایا کہ یہ شہزادیان ہیں مثل عوام کے انکی خرید و فروخت نہونی چاہئے
 قیمت تشخیص کر دو جو ادا کرے اسکے حوالہ کرو چنانچہ خلیفہ ثانی نے اسے
 جناب امیر سے اتفاق کیا قیمت تشخیص ہوئی جناب امیر نے حضرت شہر بانو کی قیمت
 دیکر اپنے فرزند و بلند سے اونکا عقد کرویا پس معلوم ہوا یہ ایک امر خاص تھا
 نہ مثل عوام اور بھیجہ بھی ظاہر ہوا کہ دختر شاہ کا اعزاز مد نظر ہوا اور معاذ اللہ وہ
 کنیز تصور نہ ہوئیں کیونکہ نقل و عقل سے شہزاد سے و شہزادیان کسی حالت
 میں غلام و کنیز نہیں ہو سکتے۔ گو ہر اگر در غلاب افتد ہماں گو ہر است سے
 بیٹا سے رقومات ہنر چاہئے اسکو سو دا ہے جو ہر کا نظر چاہئے اسکو

مان خوب یاد آیا مجھ اعتراض بنی امیہ کا ہے جسکی سنت اب تک ادا کی جاتی ہے
 تاریخ وہی سنی المذہب میں لکھا ہے۔ ایک روز زید بن زین العابدینؑ شام
 بن عبد الملک کے دربار میں گئے کوئی جگہ موقع کی بیٹھنے کو نہ پائی آخر لاچار پائین مجلس میں
 کسی بڑی جگہ میں بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ اسے بادشاہ خدا سے ڈرنے والے
 لوگ تکبر نہیں کرتے ہشام بولا چپ چپ تیری مان ہو وے تو ہم سے سلطنت
 میں لوندیکا بچہ یعنی کنیز کس زادہ ہو کر اختلاف و نزاع کرتا ہے۔ زید نے فرمایا

کہ اسے بادشاہ سے کسکریاں تیرا ساکت کر نیوالا جواب ہے اگر چاہے تو میں کہوں
 اس نے کہا مان کہو زید نے کہا کہ نسب مرد و نکی طرف سے ہے نہ عورتوں کی جانب سے
 یہ تیرا طعن ہم پر ایسا ہے جیسے منکر لوگ پیغمبر خدا پر کرتے ہیں کہ حضرت اسماعیل کو
 کنیز کا زادہ بتلاتے ہیں یعنی حضرت ماجرہ سے جو لونڈی حضرت سارہ کی بہن
 تھی مجھے ایسا کہتا ہے حالانکہ میں فرزند فاطمہ اور پسر علی ابن ابی طالب ہوں یہ
 کہراؤں میں مجلس سے اٹھ کر پڑے ہوئے اور یہ اشعار پڑھتے تھے جن کا خلاصہ
 مضمون یہ ہے موت میں آرام و چین ہے اور موت لوگوں کی گردن پر سوار ہے
 ایک دن اس زمانہ کو بھی اللہ گردش و بگا کہ دشمنوں کا کچھ نشان نہ ملے گا اور
 ان کی سب خاک اڑ جائیگی۔

اہل سنت ایک بچہ اعتراض و اتہام کرتے ہیں کہ حضرت علی نے اپنی دختر حضرت
 اُمّ کلثوم کا عقد خلیفہ ثانی عمر خطاب کے ساتھ کر دیا اور انکو شرف و امانی بخشا۔
 جواب۔ لعنہ اللہ علی الکاذبین۔ ہرگز ایسا نہیں ہوا یہ اہل سنت کا محض
 افتراء ہے۔ بالفعل ایک کتاب کثر محتوم فی عقد اُمّ کلثوم مصنفہ سید اطہر علی
 صاحب مطبع کتب مرقیہ واقع لکھنؤ میں طبع ہوئی ہے اسے دیکھنا چاہیے
 جس میں کل روایات سننی و شیعہ معہ دلائل و براہین قاطعہ درج ہیں۔ یہ کتاب فیصلہ
 ناطق و رہبانہ عدم عقد لاجو ابالہو اپنا آپ ہی نظیر ہے مگر زبانی بحث و قطع اللہ
 مخالف کے لئے یہ جواب کافی ہو گا کہ جناب آسیہ بی بی حضرت موسیٰ فرعون کی
 زوجیت میں رہیں۔ حضرت رسول خدا نے اپنی دختر ان پاکیزہ ترکہ کو جن کا نام
 مقدس زینب و رقیہ و اُمّ کلثوم ہے ابوالعاص سے زینب کو رقیہ کو عتبہ و اُمّ کلثوم

کو عتبہ لہران ابولہب کے ساتھ منسوب کیا جو قطعی مشرک و کافر تھے اور ابولہب
 کی عداوت و دشمنی ساتھ رسول خدا سورۃ ثبت یاد الی لہب ظاہر ہے کہ ایسا دشمن
 جانی دوست نہ تھا۔ چہ چہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابولہب کے
 لڑکوں نے خود ہی دختران رسول خدا کو ترک کر دیا اور زینب بدستور بھالہ عقد
 ابوالعاص میں رہیں آنحضرت باوجود نزول آیہ لا تنکحوا المشرکین زن و شوہین فرق
 نہ کر سکے چہ بجالت مغلوبیت قیام مکہ چہ بجالت قلبہ و شوکت اسلام کہ خود شکر اسلام
 اسی ابوالعاص کو گرفتار کیا اور آنحضرت نے رہا بھی فرما دیا مگر تفریق پر قادر نہ ہوئے
 جناب رقیہ و اقم کلثوم کا عقد یکے بعد دیگرے عثمان بن عفان کے ساتھ ہوا جبکہ نور
 کے خطاب سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ مگر عجیب ہے کہ ابوالعاص تاحیات خود و عتیقہ
 اوس زمانہ تک کہ جناب رقیہ و اقم کلثوم اونس کے عقد میں تھیں ذیے النور کے القاب
 سے نہ بچا رہے گئے اگر یہ کہا جائے کہ عثمان بن عفان مسلمان تھے اور وہ مشرک
 تو محض یہودہ ہاں ہے کیونکہ دختران رسول خدا کے عقد کرنے سے ذیے النورین
 ہوئے جسکے معنی ہیں صاحب دو نور کے پس وہ یتو مشرک بھی اگر ذیے النور یعنی
 صاحب نور کہے جاتے یا کہے جاویں تو انصاف سے بعید نہوگا دختران جناب رسول
 خدا ابتدا ہی سے نور تھیں عثمان بن عفان کے عقد میں آنے سے نوری نہیں ہو
 بلکہ اونکے نور ہونے سے عثمان بن عفان ذیے النورین ہوئے پس حسین اس
 نور کا جلوہ ہو وہی صاحب نور ہے خصوصیت سلم اور مشرک کی نہیں ہے۔
 اہل سنت کو تعلیہ پر بڑا اعتراض ہے۔ جواب ثقیہ خوف جان قلق و اضطراب کی
 حالت میں بیشک محمود و شکار انبیاء و اصیاء بلکہ خدا ہی کو دیکھو ابتداء اسلام میں

جبکہ کفار قریش بہت ہی درپے ایذا آنحضرت ہوئے تو خدا نے قل یا ایہا الکافرون میں صاف فرما دیا لکم دینکم ولی دین کہو کافرون سے تم اپنے دین پر رہو ہم اپنے دین پر پس خیال کرنا چاہئے کہ رسول اللہ دین خدا چاہتے گراہوں کو راہ خدا بتانیکو مسبوث ہوئے تھے یا کافرون کو بھیہ کہنے کے واسطے کہ تم اپنے ہی دین پر رہو مگر چونکہ خوف کی حالت تھی اسلئے اوسوقت خدا کو بھی حکم دینا مصلحت معلوم ہوا۔ پھر خداوند جل فرماتا ہے لا تلقوا یا یدیکم الی التہلکۃ مت پڑو اپنے ماتھو لئے تہلکہ میں۔ پھر خوف کفار قریش سے آنحضرت کو غار میں پوشیدہ ہونیکو اور خفیہ ہجرت کرنیکو حکم دیا۔ آنحضرت صلح حدیبیہ میں باوصف شوکت و غلبہ اسلام کفار سے دب کر صلح کر لی اور رحمان و رحیم اسمائے صفاتی و اینا رسول اللہ ذاتی ہونا خود اپنے ماتھ سے محو کر دیا۔ بحالت مغلوبی و غلبہ اپنی و ختر نیک اختر جناب زینب کو ابوالعاص مشرک سے جدا نہ کر سکے حالانکہ لا تنکحوا المشرکین نازل ہو چکا تھا۔

آخر دم حیات تک حسب خواہش ولی و تمنائے قلبی خانہ کعبہ کی تعمیر خوف قوم بی بی ہالیثہ سے نہ کر سکے۔ یہ منافقین امت کو باوصف ہر رد منافقت ^{پہاافت} سزا نہ دی سکے۔ پھر حضرت ابراہیم کا حال دیکھو اپنی جانکے خوف سے اپنی بی بی معظمہ کو بہن کہہ دیا اور اپنی جان بچائی۔ حضرت ہود علیہ السلام پر ایک گروہ ایمان لایا ہوا کافرون سے اپنا ایمان چھپا کر مارا۔ موسیٰ آل فرعون کفار کے خوف سے ایمان پوشیدہ رکھتے۔ حضرت موسیٰ خوف جان حضرت عیسیٰ جانکے اندیشہ سے رات کو ہاگے اور جان بچائی وغیرہ وغیرہ پس ان حالات و واقعات کو تقیہ کہو گے یا اور کچھ اہل سنت کی کتابوں میں بھی تقیہ اور توریہ دونوں لکھے ہیں اور جائز سمجھے گئے ہیں مولوی ثناء اللہ پانی پتی کی کتاب مسائل بالابد

اور یہاں بھی لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم کا خوف سے جان بچانے کا حکم تھا۔

دیکھو اس میں بہت سی باتیں تو یہ کی لکھیں ہیں۔ کتاب مالا بد باب تقویٰ فصل پانچون
مسند جہونٹ بولنا حرام ہے مگر دو آدمی کے درمیان صلح کرنا والے اپنی بی بی کے
راضی کرنے یا ظالم کے ظلم دفع کرنے کے واسطے ایسے مقاموں میں جہونٹ بولنا جائز
ہے اگر حاجت ہو ورنہ بدون حاجت کے مکروہ ہے۔ مسئلہ رشوت دینے
والا اور رشوت کھانے والا دونوں دوزخ میں ہونگے مگر ظالم کے ظلم دفع کرنے کے واسطے
رشوت دینی جائز ہے وغیرہ۔ جکاشیخ سعدی نے بھی ترجمہ کیا ہے دروغ مصلحت آمیز
بہ اثر راست فتنہ انگیز۔

انہی معصومین نے اکثر موقعوں پر تھلکہ میں پڑنے کے خوف و اندیشہ سے بعض فقرے
والفاظ فرمادے ہیں وہ اور ان کے تابعین ضعفا محفوظ و مامون رہیں یہ مصرع
ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقام سے وارد

بچو تھلکہ و اندیشہ جان ہرگز تقیہ جائز نہیں ابتداء سے نہ کہتے کیا نہ اب کوئی کرتا ہے
مگر جان جب تک خوف جان و اندیشہ تھلکہ رہے درست و جائز ہے اس میں کسی کو جاس
وہم زدن نہیں۔

یہی جواب ہے ہمارا عموماً اہل سنت و خصوصاً جو ہر نا فہم کے سوال کا اور یہی سوال
ہمارا عموماً اہل سنت و خصوصاً جو ہر کج فہم سے اگر اسپر بھی جو ہر اپنے بھائیوں
خوارج کو مار دے لے بکامین تو اوصاف کے ساتھ دینے سے جو روز بد و نکت نصیب
ہوئے ہیں خوارج کے ہمزبان وہم مشرب ہونے سے پر کہیں نہ بجا و نیلے۔ نہ کہاٹ
کے نہ گہر کے خوب یاد رکھیں

مگر یہ بات ملحوظ رہے کہ جواب یا اصول ہوں آئن باین شاین مجذوبانہ بڑا اور

عوام اذال کا پیکر نہ ہو ورنہ عکلوغ اندازہ راپاواش سنگ است۔
 افسوس ہے یہ زمانہ صلح و صداقت اتفاق و اتحاد کا ہے مگر اہل سست ناحق و نادر
 چپٹر جیٹ کر زخم تازہ کر رہے ہیں۔ اور کوئی نہ کوئی تحریر خلاف عقل و نقل ایسے
 لکھ دیا کرتے ہیں جس سے شیعہ اہل حق کو بجز جواب ترکی تہرکی دینے
 کے چارہ نہیں اور طرہ یہ ہے کہ جواب کے واسطے اصرار بھی ہوتا ہے جہاں سے قوم
 صبر و سکوت کو لا جواب ہونے پر حمل کرتے ہیں پس مجبوری ہے ورنہ ایسے
 نازک وقت میں ان باتوں کا کیا ذکر تیرہ سو برس سے یہ قصے جھگڑے ہوتے
 چلے آتے ہیں اب نئی بات کیا نکلے گی جس سے کچھ فائدہ ہو بجز اینکہ بغض و عداوت
 روز بروز ترقی کرے پس جسکی جانب سے اس نفاق و مخالفت و عداوت و بغض کی
 ابتدا ہوتی ہے اوسی قوم کی نفاق کا خون ہو گا جواب دینا والے کو یہ مشکل دگر
 نگویم شکل مجبورہ ہیں۔ فقط

واللہ یجحدی من یشاء الی صراط مستقیم

ہم تہ دل سے جناب میر سید حسین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسل اگرہ متوطن
 قضیہ پھر سر و میرزا آثار حسین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسل اگرہ کے شکر گزار ہیں
 جنہوں نے کمال عنایت و فی و لطف قلبی اس رسالہ کی نقل و طبع کا اہتمام
 اپنے ذمہ قبول فرمایا جسے حق تالیف و تصنیف رسالہ ہذا جناب میرزا آثار حسین صاحب
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسل و بدیع حیدری اگرہ کو برضا و رغبت خود سے کیا اور نکو طبع و فروخت رسالہ
 ہذا کا اختیار رکھی ہے والسلام۔

اعلان

چونکہ بالفعل جو ہر علی نامی متوطن مجبلی شمع اضلاع یورپ نے ایک رسالہ موسوم انٹر نیشنل
تصنیف کیا ہے اوسمیں علاوہ اسکے کہ شیونکو سہی کچھ جہان تک زبان باری دیا
ہے کہہ ڈالا ہے حضرت علی ابن ابی طالب کی شان میں ایسے کلمات تو ہیں جنہیں
ناملائیم و نامسرا خلاف عقائد اہل سنت استعمال کئے ہیں جنکے لکھنے و نقل کرنے
سے روح کا پتی ہے اچھا خاصا پہلے جو مجتہد بازار می آدمیوں کے اور کوئی مہذب
آدمی کی زبان سے نہیں نکل سکتے ہمنے اکثر فقرات کو ترک کیا ہے اور اس رسالہ کی
نہیں نقل کیا جسے ضرورت ہو دیکھ لے۔

پہنے کتب اہل سنت کے حوالے سے کل جواب کے ذہن کو اٹھ
 کوئی روایت کوئی قول اپنے بیان کے کتاب کی نقل نہیں کی نہ اونکا حوالہ دیا ہے
 اہل سنت نے جن اصحاب کی نسبت جو لکھا ہے وہ البتہ بیان کئے ہیں اور کتابوں کا
 حوالہ دیا ہے پس اگر اہل سنت کو تحقیق منظور ہو بشرطیکہ ناراض نہوں اور مبرصد
 الحق مفسر حق باتوں سے گریز نہ تو مل حفظ فرمائیں اور اگر اصحاب کی برائیاں مندرجہ
 کتب خود نہ دیکھ سکیں اور خواہ مخواہ ریج کریں تو اس رسالہ کو نہ دیکھیں کیونکہ ہم کو صرف
 اپنے بھائیوں کم فہم و کم علم کے لئے زیادہ تر ضرورت جواب کی ہوئی ہے کہ مباد
 جو ہر کی تحریروں دیکھ کر دہو کے مین نہ آجا دیں اور وسوسہ شیطانی سے محفوظ
 رہیں اور اپنے بیان کے علماء و صلحا اہل باب و دانش و پیشہ صاحبان علم و فضل سے
 التماس کریں ایک کم بضاعت کم علم سراپا ہیچ آدمی ہوں مجھے مناظرہ کے میدان
 میں قدم رکھنا زیادہ تھا مگر جو ہر کم فہم کے سوالوں کے جواب دینے پر میں ضرور خیر
 کی کیونکہ ادنیٰ یہود و سرائی قابل توجہ اہل علم نہیں ہے اور اشتہار و نہیں بہت

ملقب بخان بهار ۵، دسمبر ۱۸۹۳ء مقام اجمیر تمام شد۔

غلط نامہ شجر الہدیٰ رد اسرار الہدیٰ

صفحہ	سطر غلط	صحیح	صفحہ	سطر غلط	صحیح	صفحہ	سطر غلط	صحیح	صفحہ	سطر غلط	صحیح
۴	۱۰	یا طبع	۶۶	۱۴	غلط نامہ شجر الہدیٰ	۱۳۰	۱۰	۵۵	۱۰	۵۵	۱۰
۸	۱۹	غور و خیر	۶۸	۹	منصب	۱۳۶	۹	۱۳۶	۹	۱۳۶	۹
۱۱	۴	قیامت	۹۵	۱۰	کمال الایمان	۱۳۹	۱	۱۳۹	۱	۱۳۹	۱
۱۲	۱	کیا چاہی	۱۰۰	۱	اسلام کا اسلام	۱۴۰	۱۲	۱۴۰	۱۲	۱۴۰	۱۲
۱۵	۱۵	نصف	۱۰۳	۷	اثر	۱۵۲	۱۸	۱۵۲	۱۸	۱۵۲	۱۸
۱۷	۱۵	کوی کہنی	۱۰۳	۱۷	سروانیہ	۱۵۵	۱۰	۱۵۵	۱۰	۱۵۵	۱۰
۱۸	۱۸	کہیں کسی	۱۰۸	۱۸	سروانیہ	۱۵۹	۶	۱۵۹	۶	۱۵۹	۶
۱۵	۱۵	وحی کا وحی	۱۰۸	۱۹	بیت	۱۶۱	۱۶	۱۶۱	۱۶	۱۶۱	۱۶
۱۷	۷	ہووا والی ہووا	۱۰۸	۹	اس	۱۶۲	۶	۱۶۲	۶	۱۶۲	۶
۲۱	۵	علین	۱۰۸	۶	یہ وہ دیا	۱۶۶	۶	۱۶۶	۶	۱۶۶	۶
۲۵	۱۸	موجود تھی	۱۰۸	۸	ان کے	۱۶۸	۱	۱۶۸	۱	۱۶۸	۱
۲۶	۱	پیرمین	۱۰۸	۱۱	آپ نے آپ	۱۶۸	۱۲	۱۶۸	۱۲	۱۶۸	۱۲
۳۶	۱۲	خلیفہ	۱۰۶	۱۰	جس سے جسے	۱۶۸	۱۶	۱۶۸	۱۶	۱۶۸	۱۶
۵۱	۱۸	دعویٰ	۱۰۶	۱	شامیں	۱۶۸	۱۸	۱۶۸	۱۸	۱۶۸	۱۸
۵۲	۶	انفس	۱۱۳	۱۰	نوشانی	۱۸۱	۱۱	۱۸۱	۱۱	۱۸۱	۱۱
۱۱	۲۷	مشکوٰۃ	۱۱۶	۱۱	قریب اللہ	۱۸۲	۲	۱۸۲	۲	۱۸۲	۲
۱۱	۹	انفس	۱۱۷	۱	الولولہ	۱۸۸	۱	۱۸۸	۱	۱۸۸	۱
۵۵	۱۵	ایہ کہیں	۱۱۸	۱۷	خیر الیوم	۱۹۵	۵	۱۹۵	۵	۱۹۵	۵
۵۸	۲	الشرکاء	۱۲۵	۶	پوچھا	۱۹۵	۱۷	۱۹۵	۱۷	۱۹۵	۱۷
۶۰	۹	کھینکے	۱۲۵	۱۰	اس وقت	۱۹۶	۱۹	۱۹۶	۱۹	۱۹۶	۱۹

